بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحِیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسُولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ہفت روزہ **بدر** قادیان
جلسہ سالانہ نمبر
The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر : منیر احمد خادم
نائبین : قریشی محمد فضل اللہ۔ منصور احمد

جلد 50
شمارہ 44/45

Postal Registration No. PB/1023/2001

14/21 شعبان 1422 ہجری / 8/1 نبوت 1380 ہش
8/1 نومبر 2001ء

وَلَقَد نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدرٍ وَّ اَنتُم اَذِلَّةٌ

شرح چندہ
سالانہ -/200 روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ

ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس کو ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں اور تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔
(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۹۱)

اَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيْحُ الَّذِىْ لَا يُضَاعُ وَقْتُه

یعنی تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

شبیہ مبارک حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

آپ کا مبارک دور خلافت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت کے ٹھیک سو سال بعد 1982 میں شروع ہوا آپ کا یہ دور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک دور کا ظل ہے جس میں اکثر نشانات اور الہامات مومنین کی تبشیر کیلئے اور مخالفین کے انذار کیلئے نہایت شان کے ساتھ پورے ہو رہے ہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گھڑی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ برطانیہ 1999ء کے موقعہ پر حاضرین جلسہ اور ایم ٹی اے کے توسط سے احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو دکھلا رہے ہیں۔

حضرت مسیح الزماں علیہ السلام کی گھڑی کی ایک یادگار تصویر

شبیہ مبارک سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

1835-1908

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ اَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيْحُ الَّذِىْ لَا يُضَاعُ وَقْتُهٗ یعنی تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ اس الہام کی بناء پر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ ماموریت 1882ء تا وفات 1908ء 26 سالہ حیات طیبہ میں دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مطابعت میں وہ روحانی و ذہنی انقلاب برپا فرمایا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ حضور اقدس علیہ السلام نے اپنے اوقات عزیز کو مفید رنگ میں استعمال کرنے کیلئے ایک جیبی گھڑی بھی خریدی تھی جس کی تصویر آپ اس صفحہ پر دیکھ رہے ہیں۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

محترم مولانا محمد یوسف انور صاحب شملہ میں گورنر ہماچل پردیش مسٹر سورج بھان کی خدمت میں
قرآن مجید کا ہندی ترجمہ پیش کرتے ہوئے۔

لیک وڈ فلیمنٹری پبلک سکول امریکہ کے پانچویں جماعت کے طالب علم ناصر احمد ناک کو سکول کی
طرف سے ایک ڈکشنری انعام کے طور پر ملی تھی جو عزیز نے یاری پورہ کشمیر کے تعلیم الاسلام اسکول
کے پرنسپل صاحب کو تحفہ کے طور پر دی۔ اس موقعہ کی ایک تصویر۔

مکرم مولوی شمشاد احمد ظفر مبلغ انچارج ممبئی اور مکرم مولوی عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولہ
پور مہاراشٹر جناب ڈاکٹر ست پال سنگھ انسپکٹر جنرل آف پولیس صوبہ مہاراشٹر کی خدمت میں ترجمہ
قرآن مجید انگریزی اور جماعت احمدیہ کا سووینئر پیش کرتے ہوئے۔

مکرم مولوی فاروق احمد صاحب سرکل انچارج مرشد آباد بنگال، بنگال کے سیلاب زدگان کو ریلیف
تقسیم کرتے ہوئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ پینگاڈی کیرلہ کے خدام وقار عمل کرتے ہوئے۔

محترم ماسٹر محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگال و اسام مرشد آباد بنگال کے ایک جلسہ سے
خطاب کرتے ہوئے۔

افضل گنج حیدر آباد میں احمدیہ بک سٹال پر محترم سید طفیل احمد صاحب شاہباز مبلغ سلسلہ حیدر آباد اور
مکرم تنویر احمد صاحب قائد مجلس حیدر آباد خدام کے ہمراہ۔

جماعت احمدیہ برما کا البشریٰ بک سٹال۔ محترم ایم اے عبد الماجد صاحب نیشنل صدر جماعت برما
افتتاح فرماتے ہوئے۔

ہماری زندگیوں کا نصب العین۔ دعوت الی اللہ

خداوند قدوس نے اس عظیم کائنات میں اپنی شناخت و تعارف کیلئے اشرف المخلوقات کی تخلیق فرماکر سلسلہ انبیاء کو شروع فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر سرور کائنات حضرت محمد عربی ﷺ کی بعثت کی غرض یہ قرار دی کہ ذات خداوندی کا کامل عرفان اس کی مخلوق کو حاصل ہوسکے۔ چنانچہ شروع سے ہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی حقیقی شناخت کرنے والے انسانوں کو ذات باری تعالیٰ کے عرفان کی دعوت دیتے چلے آرہے ہیں۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو دراصل انسانی زندگی کا مقصد بھی یہی ہے کہ وہ اپنے ساتھی انسانوں کا ہستی باری تعالیٰ کا تعارف کرواکر معرفتِ الٰہی کے سمندر سے علیٰ حسبِ استعداد فیضیاب کرواسکے اسی حقیقت کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین۔

ولا تستوی الحسنہ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔

وما یلقھا الا الذین صبرو ما یلقھا الاذوحظ عظیم۔ (حم السجدۃ)

ترجمہ (سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

نہ اچھائی برائی کے برابر ہو سکتی ہے اور نہ برائی اچھائی کے برابر۔ ایسی چیز سے دفاع کر کہ جو بہترین ہو تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی تھی وہ گویا اچانک ایک مددگار جاں نثار دوست بن جائے گا۔

اور یہ مقام عطا نہیں کیا جاتا مگر ان لوگوں کو جنہوں نے صبر کیا اور یہ مقام عطا نہیں کیا جاتا مگر اُسے جو بڑے نصیب والا ہو۔ مذکورہ آیات میں۔

☆۔ دعوت الی اللہ اور اس کے مطابق اعمال صالحہ کو سب سے حسین بات قرار دیا گیا ہے۔

☆۔ دعوت الی اللہ پھیلانے کے نتیجہ میں اس کی خوشبو سے دنیا میں دشمنیاں دور ہوکر محبت و پیار کی ہوائیں پھوٹتی ہیں۔

☆۔ لیکن دعوت الی اللہ نہایت صابر و شاکر لوگوں کے کام ہیں اس راہ میں بہت جانفشانیاں ہیں سخت محنت اور اپنوں و پرایوں کی طرف سے طرح طرح کی مشکلات ہیں۔

سرور کائنات حضرت محمد عربی ﷺ دعوت الی اللہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہٗ لا ینقص ذلک من اجورھم شیاء (بحوالہ مسلم کتاب العلم حدیقۃ الصالحین صفحہ ۳۰)

کہ جو شخص کسی کو ہدایت کی طرف دعوت دیتا ہے اس کو ایسا ہی اجر ملتا ہے جیسا اس پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور ان کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے رسول جو کچھ احکام خداوندی آپ پر نازل ہوئے ہیں آپ انہیں تمام دنیا تک کھول کھول کر پہنچادیں۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فریضۂ رسالت کی کماحقہ بجا آوری نہیں ہو سکی۔ اور اللہ گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فریضۂ منصبی کو نہایت خوش اسلوبی سے اور احسن طریق پر انجام دیا تھا۔ اس آیت مبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے مومنین کو بھی ارشاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو کچھ ارشادات ربانی قرآن مجید میں نازل ہوئے ہیں وہ ایک دعوت عام ہے اور قیامت تک آنے والے مؤمنین کا فرض ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں اس فریضہ کو علیٰ حسب استعداد کرنے کی کوشش کریں۔

اُمت محمدیہ میں یہ فریضہ آنحضرت ﷺ کے بعد سب سے بڑھ کر اس زمانہ کے امام ہمام سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرانجام دیا ہے آپکی حیات طیبہ اس اہم اور مقدس فریضہ کیلئے وقف تھی۔ دعوی ماموریت کے بعد آپ کی ۲۶ سالہ زندگی اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ آپ دعوت الی اللہ کے میدان میں ایک فتح نصیب جرنیل تھے۔ پھر دور خلافت میں بھی یہ فریضہ نہایت شان سے جاری و ساری ہے لیکن اس کی چمک دمک اور آب و تاب سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دور خلافت میں اپنے عروج پر ہے۔ جس میں نہ صرف آپ خود دعوت الی اللہ کی عظیم مہم میں ہمہ تن مصروف ہیں بلکہ اس دور میں دنیا بھر میں لاکھوں احمدی دعوت الی اللہ کے مقدس فریضہ کو سرانجام دے رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج ہم ہر سال ہر میدان میں پہلے سے دگنا ہورہے ہیں اور دعوت الی اللہ کی ہی برکتوں کے نتیجہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا دور آج پھر نہایت آب و تاب کے ساتھ دہرایا جارہا ہے عظیم الشان نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دنیا ایک نئے رنگ میں آتی چلی جارہی ہے دوست و دشمن آج اس اعتراف پر مجبور ہیں کہ احمدیت کے ذریعہ اسلام کو عظیم الشان فتوحات نصیب ہورہی ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کے قلوب میں اپنے مبارک دور خلافت کے ابتدائی دنوں میں ہی دعوت الی اللہ کی عظیم تڑپ پیدا کردی تھی چنانچہ اس دور کے آپ کے خطبات طیبات میں سے دو اقتباس پیش کر کے اس گفتگو کو ختم کرتا ہوں۔ آپ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء میں فرمایا تھا۔

”اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو! اور اے دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالو اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں تم میں سے ہر ایک مبلغ ہے اور ہر ایک خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو کوئی بھی تمہارا کام ہو دنیا کے کسی خطہ میں تم بس رہے ہو کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف بلاؤ اور ان کے اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

پھر آپ نے ۱۲ اگست ۱۹۸۳ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

”خوشی اور مسرت اور عزم اور یقین کے ساتھ آگے بڑھو تبلیغ کی جو جوت میرے مولا نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزارہا سینوں میں یہ لَو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں دینا! اس کو بجھنے نہیں دینا تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم اس کو بجھنے نہیں دینا اس مقدس امانت کی حفاظت کرو میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے نام کی قسم کھاکر کہتا ہوں اگر تم اس شمع کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا یہ لَو بلند تر ہو گی اور پھیلے گی اور سینہ بسینہ روشن ہوتی چلی جائے گی۔ اور تمام روئے زمین کو گھیر لے گی اور تمام تاریکیوں کو اُجالوں میں بدل دے گی“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ۱۹۸۳ء کی اس مبارک خواہش کے مطابق سینہ بسینہ جلتی ہوئی یہ لَو آج صرف اس ایک سال میں آٹھ کروڑ سعید روحوں کے قلوب میں جل رہی ہے اور وہ دن دور نہیں کہ عنقریب تمام دنیا اس نور سے منور ہو جائے گی انشاء اللہ۔

(منیر احمد خادم)

آسماں پر غافلو اک جوش ہے

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دِل میں آتا ہے مرے سو سو اُبال
آنکھ تر ہے دل میں میرے درد ہے
کیوں دلوں پر اس قدر یہ گرد ہے
دل ہوا جاتا ہے ہردم بے قرار
کس بیاباں میں نکالوں یہ بخار
ہوگئے ہم درد سے زیر و زبر
مرگئے ہم پر نہیں تم کو خبر
آسماں پر غافلو اک جوش ہے
کچھ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے
ہوگیا دیں کفر کے حملوں سے چور
چپ رہے کب تک خداوند غیور
اس صدی کا بیسواں اب سال ہے
شرک و بدعت سے جہاں پامال ہے
بدگماں کیوں ہو خدا کچھ یاد ہے
افترا کی کب تلک بنیاد ہے
وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اک جہاں کو لارہا ہے میرے پاس
لعنتی ہوتا ہے مردِ مفتری
لعنتی کو کب ملے یہ سروری

(درثمین)

تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کیلئے نکالی گئی ہو

ارشاد باری تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (سورة المائده آيت نمبر ۶۸)

ترجمہ:- اے رسول! اچھی طرح پہنچا دے جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اتارا گیا ہے۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو گویا تو نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا یقیناً اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (ال عمران آيت ۱۱۱)

ترجمہ:- تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو۔ اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (سوره الحجرات آيت ۹۵)

ترجمہ:- پس خوب کھول کر بیان کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے اور شرک کرنے والوں سے اعراض کر

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (ال عمران آيت ۱۰۵)

ترجمہ:- اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور نیکی کی تعلیم دیں اور بدیوں سے روکیں اور یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ (سوره النحل آيت ۱۲۶)

ترجمہ:- اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے۔ اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ (حم سجده آيت ۳۴)

ترجمہ:- اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں سے ہوں۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عنه اَنَّ النبى صلى الله عليه وسلم قَالَ لِعَلِىٍّ رضى الله عنه فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِىَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ (مسلم كتاب الفضائل باب فضائل علىؓ بن طالب و بخارى كتاب الجهاد)

ترجمہ:- حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا خدا کی قسم تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا اعلیٰ درجے کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔

عن ابى هريرة رضى الله اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قال: مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَ مَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا (مسلم كتاب العلم باب من سن حسنة او سيئة)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا ثواب اس بات پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔ اور جو شخص کسی گمراہی اور برائی کی طرف بلاتا ہے اس کو بھی اسی قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر کہ اس برائی کے کرنے والے کو ہوتا ہے اور اس کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔

ارشاد امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

''چاہئے کہ ایسے آدمی منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوں اور ان کو باہر متفرق جگہوں میں بھیجا جائے بشرطیکہ ان کی اخلاقی حالت اچھی ہو اور تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں۔ مستقل، راست قدم اور بردبار ہوں اور ساتھ ہی قانع بھی ہوں۔ اور ہماری باتوں کو فصاحت سے بیان کر سکتے ہوں۔ مسائل سے واقف اور متقی ہوں کیونکہ متقی میں ایک قوت جذب ہوتی ہے۔ وہ آپ جاذب ہوتا ہے وہ اکیلا رہتا ہی نہیں'' (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۴۱۵-۴۱۶)

''ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کر کے دکھانے والے ہوں ..... تبلیغ سلسلہ کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے۔ مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ بھی اشاعت اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے یہ جو چین کے ملک میں کئی کروڑ مسلمان ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی صحابہؓ میں سے کوئی شخص پہنچا ہوگا۔

اگر اسی طرح بیس یا تیس آدمی متفرق مقامات میں چلے جاویں تو بہت جلدی تبلیغ ہو سکتی ہے۔ مگر جب تک ایسے آدمی ہمارے منشا کے مطابق اور قناعت شعار نہ ہوں تب تک ہم ان کو پورے پورے اختیارات بھی نہیں دے سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ایسے قانع اور جفاکش تھے کہ بعض اوقات صرف درختوں کے پتوں پر ہی گزر کر لیتے تھے.....

اگر کچھ ایسے لائق اور قابل آدمی سلسلہ کی خدمات کے واسطے نکل جائیں جو فقط لوگوں کو اس سلسلہ کی خبر ہی پہنچا دیں تو بھی بہت بڑے فائدہ کی توقع کی جا سکتی ہے'' (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۱-۲۴۲)

''اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائیگی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔ پس خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ اگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالیگا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا، میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں، سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے'' (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۹۲-۹۳)

''ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس کو ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں اور تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۹۱)

بنی نوع انسان کو عالمگیر تبلیغ

دعوت الی اللہ کا انتہائی نقطۂ عروج - شرفِ انسانیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجة الوداع

نویں سال ہجری میں آپ نے مکہ کا حج فرمایا اور اُس دن آپ پر قرآن شریف کی یہ مشہور آیت نازل ہوئی کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (سورۃ المائدہ رکوع ۱) یعنی آج مَیں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور جتنے روحانی انعامات خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر نازل ہو سکتے ہیں وہ سب مَیں نے تمہاری اُمّت کو بخش دیئے ہیں اور اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ تمہارا دین خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مبنی ہو۔

اِس آیت کو آپ نے مزدلفہ کے میدان میں جبکہ حج کیلئے لوگ جمع ہوتے ہیں سب لوگوں کے سامنے بآواز بلند پڑھ کر سنایا۔ مزدلفہ سے لوٹنے پر حج کے قواعد کے مطابق آپ منٰی میں ٹھہرے اور گیارہویں ذوالحجہ کو آپؐ نے تمام مسلمانوں کے سامنے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس کے الفاظ یہ تھے:-

''اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سُنو کیونکہ مَیں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد کبھی بھی مَیں تم لوگوں کے درمیان اِس میدان میں کھڑے ہو کر کوئی تقریر کروں گا۔ تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کو خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کے حملہ سے قیامت تک کیلئے محفوظ قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر شخص کیلئے وراثت میں اس کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ کوئی وصیّت ایسی جائز نہیں جو دوسرے وارث کے حق کو نقصان پہنچائے۔ جو بچہ جس کے گھر میں پیدا ہو وہ اس کا سمجھا جائے گا اور اگر کوئی بدکاری کی بناء پر اُس بچے کا دعویٰ کرے گا تو وہ خود شرعی سزا کا مستحق ہوگا۔ جو شخص کسی کے باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے یا کسی کو جھوٹے طور پر اپنا آقا قرار دیتا ہے خدا اور اس کے فرشتوں اور بنی نوع انسان کی لعنت اُس پر ہے۔ اے لوگو! تمہارے کچھ حق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حق تم پر ہیں۔ اُن پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ عفّت کی زندگی بسر کریں اور ایسی کمینگی کا طریق اختیار نہ کریں جس سے خاوندوں کی قوم میں بے عزّتی ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم (جیسا کہ قرآن کریم کی ہدایت ہے کہ باقاعدہ تحقیق اور عدالتی فیصلہ کے بعد ایسا کیا جا سکتا ہے) اُنہیں سزا دے سکتے ہو مگر اس میں بھی سختی نہ کرنا۔ لیکن اگر وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتیں جو خاندان اور خاوند کی عزت کو بٹہ لگانے والی ہو تو تمہارا کام ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق اُن کی خوراک اور لباس وغیرہ کا انتظام کرو۔ اور یاد رکھو کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اُن کی نگہداشت تمہارے سپرد کی ہے۔ عورت کمزور وجود ہوتی ہے اور وہ اپنے حقوق کی خود حفاظت نہیں کر سکتی۔ تم نے جب اُن کے ساتھ شادی کی تو خدا تعالیٰ کو اُن کے حقوق کا ضامن بنایا تھا اور خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت تم اُن کو اپنے گھروں میں لائے تھے (پس خدا تعالیٰ کی ضمانت کی تحقیر نہ کرنا۔ اور عورتوں کے حقوق کے ادا کرنے کا ہمیشہ خیال رکھنا) اے لوگو! تمہارے ہاتھوں میں ابھی کچھ جنگی قیدی بھی باقی ہیں۔ مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اُن کو وہی کچھ کھلانا جو تم خود کھاتے ہو اور اُن کو وہی کچھ پہنانا جو تم خود پہنتے ہو۔ اگر اُن سے کوئی ایسا قصور ہو جائے جو تم معاف نہیں کر سکتے تو اُن کو کسی اور کے پاس فروخت کر دو۔ کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور اُن کو تکلیف دینا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ اے لوگو! جو کچھ مَیں تمہیں کہتا ہوں سُنو اور اچھی طرح اُس کو یاد رکھو۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تم سب ایک ہی درجہ کے ہو۔ تم تمام انسان خواہ کسی قوم اور کسی حیثیت کے ہو انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ملا دیں اور کہا جس طرح اِن دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں آپس میں برابر ہیں اسی طرح تم بنی نوع انسان آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ تم آپس میں بھائیوں کی طرح ہو۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے آج کونسا مہینہ ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ علاقہ کونسا ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ دن کونسا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! یہ مقدس مہینہ ہے، یہ مقدس علاقہ ہے اور یہ حج کا دن ہے۔ ہر جواب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس طرح یہ مہینہ مقدس ہے، جس طرح یہ علاقہ مقدس ہے، جس طرح یہ دن مقدس ہے اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے اور کسی کی جان اور کسی کے مال پر حملہ کرنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس مہینے اور اس علاقہ اور اس دن کی ہتک کرنا۔ یہ حکم آج کیلئے نہیں، کل کیلئے نہیں بلکہ اُس دن تک کیلئے ہے کہ تم خدا سے جا کر ملو۔ پھر فرمایا۔ یہ باتیں جو مَیں تمہیں آج کہتا ہوں اِن کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دو کیونکہ ممکن ہے کہ جو لوگ آج مجھ سے سُن رہے ہیں اُن کی نسبت وہ لوگ اِن پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے نہیں سن رہے''۔ (بحوالہ دیباچہ تفسیر القرآن)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(امانت داری عزت ہے)

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

دعوت الی اللہ کے دس اہم طریق

ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ الله تعالی بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

"اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ" میں محض اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا مراد نہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس شان سے خدا تعالیٰ ظاہر ہوا تھا اس تمام شان کی طرف بنی نوع انسان کو بلانا مقصود ہے۔ اور وہ خدا ایسا ہے جو رب العالمین ہے۔ اس سلسلہ میں دس اہم امور حسب ذیل ہیں۔

پیغام تمام مومنوں کے لئے ھے

یہاں مخاطب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا ہے اگر چہ پیغام تمام قبول کرنے والوں کے لئے ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ اے محمدؐ تو اکیلا نکل جا اور تبلیغ شروع کر دے اور تیرا کوئی ساتھی تیرے ساتھ نہ چلے۔ آنحضرت صلعم کو مخاطب کیا گیا لیکن پیغام تمام مومنوں کے لئے ہے۔

"بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ" حکمت کے معنی حکمت کے تقاضے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سب سے پہلے ہمیں تاریخ پر نظر ڈالنی چاہئے۔ اور تاریخی واقعات کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ اس دشمن کا علاج اتنی بڑھی ہوئی محبت اور حد سے زیادہ تلطف سے ہم دیں گے تب ہماری بات مانی جائے گی ورنہ نہیں مانی جائیگی۔

موقع اور محل کے مطابق

حکمت کا دوسرا تقاضا جسے عموماً نظر انداز کر دیا جاتا ہے وہ ہے موقع اور محل کے مطابق بات کرنا۔ ہر بات اپنے موقع پر اچھی لگتی ہے ایک آدمی کو اپنے کام میں جلدی ہے، یا خیالات میں افراتفری ہے اور آپ اسکو پیغام دینا شروع کر دیں تو یہ بات موقع اور محل کے مطابق نہیں ہے۔

جب نفرت ہو تو اچھی چیز بھی پیش کی جائے تو انسان اسکو پسند نہیں کرتا۔ تو جب تک پیش کرنے کا طریقہ اتنا اچھا نہ ہو کہ وہ اس نفرت پر غالب آجائے، اسوقت تک تبلیغ کارگر نہیں ہوتی۔

پس آپ کا جو کام ہے وہ انتہائی نازک ہے۔ جہاں ایک طرف آپکو اسوۂ نبویؐ میں دوسروں کے لئے بے انتہا رحمت بننا پڑے گا وہاں طرز کلام بھی نہایت حکیمانہ اختیار کرنا پڑے گا۔ اور یہ سوچ کر بات کرنی ہوگی کہ عام باتوں سے وہ دوست بہر حال بدلیں گے۔ ان سے ملائمت کے ساتھ بات کرنے کی ضرورت ہے۔

انسانی مزاج کو سمجھکر

حکمتوں کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا یہ ہے کہ انسانی مزاج کو سمجھ کر بات کی جائے۔ اور اس طریق کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے، اس کے مزاج کو پوری طرح پڑھ سکیں اور یہ جان سکیں کہ اسکے رجحانات کیا ہیں۔ کن باتوں سے کتراتا ہے۔ پھر اس کے مطابق اس سے معاملہ کریں۔

اپنی استعدادوں کے مطابق

پھر حکمت کا ایک اور تقاضا یہ بھی ہے کہ اپنے مزاج اور اپنے رجحان کا بھی جائزہ لیں۔ ہر انسان ہر قسم کی تبلیغ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو اپنے اپنے رنگ میں استعدادیں عطا فرمائی ہیں۔ (ایک بزرگ چولے پر آگے پیچھے قرآنی آیات لکھوا کر پھرا کرتے تھے۔ قریشی محمد حنیف صاحب سائکل پر تبلیغ کرتے تھے) یہ کہنا کہ کسی شخص میں دعوت الی اللہ کی استطاعت نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ پر الزام ہے۔ اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ ہر شخص کی استطاعت چونکہ مختلف ہے اس لئے مقابل کے انسان سے مقابلہ بھی الگ الگ کرنا پڑے گا۔ ہر شخص کی ایک انفرادیت ہے اس کے مطابق اس سے بات کرنی ہوگی۔ اور آپ کے بھی مزاج الگ الگ ہیں خدا نے آپ کی استعدادیں الگ الگ بنائی ہیں انکو مدنظر رکھ کر اپنے لئے ایک صحیح راستہ تجویز کرنا ہوگا کہ میں کیا ہوں اور میں کس طرح اس فریضہ کو بہترین رنگ میں ادا کر سکتا ہوں۔ بعض لوگوں کو بولنا نہیں آتا۔ بعض لوگوں کو لکھنا نہیں آتا۔ بعض لوگ پبلک میں لوگوں سے شرماتے ہیں۔ لیکن علیحدہ علیحدہ چھوٹی مجالس میں بہت اچھا کلام کرتے ہیں۔ بعض لوگ عوامی مجلسوں میں بڑا کھلا خطاب کر لیتے ہیں۔ پس خدا نے جو مزاج بنایا ہے اگر کوئی اس مزاج سے ہٹ کر بات کرے گا تو اس سے جگ ہنسائی ہوگی۔

حالات حاضرہ کے مطابق

پھر وقت الگ الگ ہوتے ہیں اور زمانے الگ الگ ہوتے ہیں۔ وقت کے تقاضے بھی بدل جاتے ہیں...... حکمت کا یہ تقاضا ہے کہ ان اوقات سے بھی استفادہ کیا جائے اس لئے مختلف وقتوں میں مختلف قسم کی باتیں زیب دیتی ہیں اور وہ اثر کرتی ہیں مثلاً جب غم کی کیفیت ہو تو اس وقت اور قسم کی بات کی جاتی ہے اور جب خوشی کی کیفیت ہو تو اور طرح کی بات کی جاتی ہے۔ اسی طرح خوف و ہراس کا زمانہ ہو تو اور طرح سے بات کرنی پڑے گی۔

باقی صفحہ (40) پر ملاحظہ فرمائیں

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے
تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے
تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں
پر تم نے ان سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ
منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ
بخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک و صاف بناؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں
مخفی جو دل میں ہے وہ سناؤ گے یا نہیں
آخر خدا کے پاس جاؤ گے یا نہیں
اس وقت اس کو منہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں
تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کرکے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقتِ مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے
ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

(درثمین)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر اتنا کامل یقین تھا کہ اس کی کوئی نظیر انبیاء کی زندگی میں نہیں ملتی

اللہ تعالیٰ کی صفات حافظ اور حفیظ کے متعلق قرآنی آیات، احادیث اور الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے مختلف امور کی وضاحت

سکائی ڈیجیٹل سروس پر ایم ٹی اے کی نشریات کے آغاز اور ایم ٹی اے کے نئے رابطوں کا ذکر

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاهر احمد خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز - فرمودہ ۷ ستمبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۷ تبوک ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔)

اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ . لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ .لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ . مَنْ ذَاالَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ. يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَايُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ. وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا. وَهُوَالْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾.(سورة البقره :۲۵۶)

آیت الکرسی کی مَیں نے تلاوت کی ہے اور جیسا کہ مضمون کھلے گا آج دراصل حَافِظ اور حَفِيْظ صفات باری تعالیٰ پر خطبہ ہوگا اور یہ خداتعالیٰ کی حفاظت کی تمام آیات میں سے سب سے نمایاں ہے۔ ترجمہ اس کا یہ ہے۔ اللہ! اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔ اُسے نہ تو اُونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ اُسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اس کے اذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے۔ اور وہ اُس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ اور وہ بہت بلند شان (اور) بڑی عظمت والا ہے۔

پہلے مَیں حَافِظ اور حَفِيْظ کا لغوی ترجمہ کر دیتا ہوں۔ حَفِظَ الْمَالَ وَالسِّرَّ حِفْظًا رَعَاهُ۔ مال اور راز کی حفاظت کی، اس کا خیال رکھا۔ پس حفاظت میں صرف مال جان کی حفاظت نہیں بلکہ راز کی حفاظت بھی شامل ہے۔ يُقَالُ فُلَانٌ حَفِيْظُنَا عَلَيْكُمْ وَحَافِظُنَا۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص ہماری طرف سے تم پر حفیظ یا حافظ یعنی نگران ہے۔ اَلْحَافِظُ وَالْحَفِيْظُ اَلْمُوَكَّلُ بِالشَّيْءِ يَحْفَظُهٗ۔ حافظ اور حفیظ کا مطلب ہے ہر وہ شخص جس کے سپرد کسی چیز کی حفاظت کی جاتی ہے مگر یہاں اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود حفاظت فرماتا ہے، اس کے سپرد حفاظت نہیں کی جاتی۔

ترمذی کتاب فضائل القرآن میں اس ضمن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی سورۃ المومن کی پہلی آیات اِلَيْهِ الْمَصِيْر تک اور آیت الکرسی صبح کے وقت پڑھے گا تو وہ ان دونوں کی بدولت شام تک حفاظت میں رہے گا اور اگر کوئی یہ دونوں شام کے وقت پڑھے گا تو صبح ہونے تک وہ ان دونوں کی وجہ سے (اللہ تعالیٰ کی) حفاظت میں رہے گا۔

اسی طرح ترمذی کتاب فضائل القرآن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک چوٹی کا حصہ ہوتا ہے اور قرآن کی چوٹی کا حصہ سورۃ البقرہ ہے۔ اس میں ایک ایسی آیت ہے جو تمام قرآنی آیات کی سردار ہے۔ وہ آیت الکرسی ہے۔

اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”ہر ایک عیب سے پاک۔ تمام صفاتِ کاملہ کے ساتھ موصوف۔ جس کا نام ہے اللہ۔ اس کے بغیر کوئی بھی پرستش و فرمانبرداری کا مستحق نہیں۔ دائم اور باقی تمام موجودات کا مدبر اور حافظ جس کو کبھی سستی، اونگھ اور نیند نہ ہو۔ اُسی کے تصرف اور مِلک اور خلق میں ہیں۔ آسمان و زمین اُسی کی ہستی اور یکتائی کو ثابت کرتے ہیں۔ کوئی بھی نہیں کہ اس کی کبریائی، عظمت کے باعث اس پاک ذات کی پروانگی کے سوا کسی کی سپارش بھی کر سکے۔ پس کسی کو مقابلہ وحمائت کی تو کیا سکت ہوگی۔ وہ جانتا ہے تمام جو کچھ آگے ہوگا اور جو کچھ گزر چکا ہے۔ موجودات کی نسبت کیا کہنا ہے۔ کوئی بھی اس کے علم سے کسی چیز کا اس کی مشیّت کے سوا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس کا کامل علم آسمانوں اور زمینوں پر حاوی ہے اور وہ آسمانوں اور زمینوں کی حفاظت سے کبھی نہیں تھکتا۔ وہ شریک اور جوڑ سے بلند ہے۔“

(تصدیق براہین احمدیہ. صفحہ ۲۵۳.۲۵۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ . لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ﴾ یہ ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ ”نہ اس پر اونگھ طاری ہوتی ہے نہ نیند اسے پکڑتی ہے۔ وہ حفاظت مخلوق سے کبھی غافل نہیں ہوتا“۔(پرانی تحریریں صفحہ ۱۲)

چشمۂ معرفت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:-

”یعنی خدا کی کرسی کے اندر تمام زمین و آسمان سمائے ہوئے ہیں اور وہ اُن سب کو اٹھائے ہوئے ہے، اُن کے اٹھانے سے وہ تھکتا نہیں ہے اور وہ نہایت بلند ہے۔ کوئی عقل اس کی کنہ تک پہنچ نہیں سکتی“۔

اب کرسی کے متعلق یہ تصور ہے کہ کرسی پر بیٹھا جاتا ہے مگر یہاں کرسی سے مراد ہرگز خداتعالیٰ کے بیٹھنے کی جگہ نہیں بلکہ کرسی کو خداتعالیٰ اٹھائے ہوئے ہے۔ اس ضمن میں جو جاہل علماء ہیں ان کی تفسیریں بھی حیرت انگیز ہیں۔ ایک عالم سے کسی نے پوچھا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں میز اور کرسی بھی ہوا کرتی تھی۔ اس نے جواب دیا: جاہل! قرآن کریم میں آیت الکرسی کبھی نہیں پڑھی تم نے؟ تو یہ علماء کا حال ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہمیں نئی روشنی بخشی ہے اور آپ کا یہ بہت بڑا احسان ہے، سب سے بڑا احسان کہ آپؑ نے قرآن کا سچا علم ہمیں عطا کیا۔

فرماتے ہیں:

”وہ اُن سب کو اٹھائے ہوئے ہے، اُن کے اٹھانے سے وہ تھکتا نہیں ہے اور وہ نہایت بلند ہے۔ کوئی عقل اس کی کنہ تک پہنچ نہیں سکتی اور نہایت بڑا ہے۔ اس کی عظمت کے آگے سب چیزیں ہیچ ہیں۔ یہ ہے ذکر کرسی کا اور یہ محض ایک استعارہ ہے جس سے یہ جتلانا منظور ہے کہ زمین و آسمان سب خدا کے تصرف میں ہیں اور ان سب سے اس کا مقام دُور تر ہے اور اُس کی عظمت ناپیدا کنار ہے“۔(چشمہ معرفت. صفحہ ۱۱۰. حاشیہ)

ایک اور جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملفوظات میں سے یہ عبارت درج ہے:

”یہ بالکل سچ اور راست ہے کہ خداتعالیٰ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور اُن کو دوسرے کے آگے ہاتھ پسارنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ بھلا اتنے جو انبیاء ہوئے ہیں، اولیاء گزرے ہیں، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ بھیک مانگا کرتے تھے؟ یا اُن کی اولاد پر یہ مصیبت پڑی ہو کہ وہ دربدر خاک بسر ٹکڑے کے واسطے پھرتے ہوں؟ ہرگز نہیں۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اگر ایک آدمی باخدا اور سچا متقی ہو تو اُس کی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور اُن کی خود حفاظت فرماتا ہے“۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۴۵)

اب سورۃ الانعام کی ایک آیت ہے ﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً. حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ﴾۔(الانعام:۶۲)

اس کا سادہ ترجمہ ہے کہ :اور وہ اپنے بندوں پر جلالی شان کے ساتھ غالب ہے اور وہ تم پر حفاظت کرنے والے (نگران) بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آجائے تو اسے ہمارے رسول (فرشتے) وفات دے دیتے ہیں اور وہ کسی پہلو کو بھی نظرانداز نہیں کرتے۔

اس ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جنگ بدر کے موقعہ پر فرمایا کہ یہ جبرائیل ہے جس نے گھوڑے کی لگام پکڑی ہوئی ہے اور جنگی ہتھیار پہنے ہوئے ہیں۔(صحیح بخاری، کتاب المغازی)

اب یہ ایک کشفی نظارہ تھا اس کو ظاہر پر محمول تو نہیں کیا جا سکتا لیکن جس جبرائیل نے آنحضرت ﷺ پر وحی کی تھی اور وہ امین تھا اسی کا فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حفاظت کرے اور یہ جو کشفی نظارہ دکھایا گیا تھا اس کا یہی مطلب تھا کہ اللہ تعالیٰ جس نے قرآن اتارا ہے اس نے جبرائیل کو آپ کی حفاظت پر مقرر فرمادیا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو جنگ احد میں دیکھا کہ آپ کے ساتھ دو آدمی ہیں جنہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے آپ کی طرف سے لڑ رہے ہیں اور اس شدت کے ساتھ لڑتے ہیں کہ انہوں نے کسی کو ایسی شدت اور بہادری سے لڑتے ہوئے اس سے پہلے اور اس کے بعد کبھی نہیں دیکھا(صحیح بخاری کتاب المغازی)۔یہ بھی کشفی نظارہ ہے جس کا ظاہری یہ مطلب نہیں کہ سچ مچ کے فرشتے آسمان سے اترے ہونگے بلکہ ایک ایسا نظارہ ہے جس سے رسول اللہ ﷺ کو یہ تسلی دینی مقصود تھی کہ آپ کا پیغام کبھی ضائع نہیں ہوگا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنگی مہم پر نجد کی طرف گئے جب حضورؐ صحابہ کے ساتھ واپس آئے تو وہ بھی حضورؐ کے ساتھ واپس لوٹے۔ قافلہ دوپہر کو ایک ایسی وادی میں پہنچا جہاں بہت سے کانٹے دار درخت تھے۔ آپؐ نے وہیں پڑاؤ فرمایا۔ اور لوگ بکھر کر مختلف درختوں کے سائے میں آرام کے لئے چلے گئے۔ آنحضرتؐ ایک کیکر کے درخت کے نیچے (آرام کے لئے) چلے گئے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکادی۔ ہم سب سو گئے۔ اچانک کیا سنتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہمیں بلا رہے ہیں۔ ہم آپؐ کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے پاس ایک اَعرابی کھڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس نے سوتے میں مجھ پر میری تلوار سونت لی تھی اور جب میں بیدار ہوا تو وہ تلوار اس کے ہاتھ میں لہرا رہی تھی۔ یہ کہنے لگا کہ تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا: اللہ!۔ (اب) یہ یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ (راوی کہتے ہیں کہ) حضورؐ نے اسے کوئی سزا نہ دی اور بیٹھ گئے۔ (بخاری، کتاب المغازی باب غزوة الرقاع)

اب اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اللہ تعالیٰ سوتے جاگتے حفاظت فرماتا تھا اور اتنا کامل یقین تھا اللہ کی حفاظت پر کہ ایک اعرابی تلوار سونتے سر پر کھڑا ہے پوچھتا ہے کون تجھے بچا سکتا ہے فرمایا اللہ۔ لیٹے لیٹے کوئی بھی تردّد ذرہ بھر بھی نہیں ہوا۔ تو خدا کی حفاظت تو ہے، پر حفاظت پر اتنا کامل یقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تھا کہ اس کی کوئی نظیر دنیا کے کسی نبی کی زندگی میں نہیں ملتی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"انسان جب سے پیدا ہوا ہے اپنی نگہبانی کے سامان مہیا کر رہا ہے۔ موت سے بچنے کے لئے کئی دوائیں تلاش کیں۔ جب کچھ چارہ نہ دیکھا تو بی بی کو اپنا جوڑا بنایا تا میں نہ رہوں تو اولاد ہی رہے۔ لیکن خدا فرماتا ہے میرے ہی بچانے سے بچتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے ﴿اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا﴾ جب موت آتی ہے ہمارے فرستادے رُوح قبض کر لیتے ہیں۔ مگر رُوح کو فنا نہیں اس لئے فرمایا ﴿ثُمَّ رُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ﴾ (الانعام:۶۳) پھر اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ وہاں آخرت میں بھی نجات خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے ثبوت میں دنیا کی مشکلات کی نجات کے لئے فطرت کی گواہی پیش کی ہے"۔(ضمیمہ اخبار بدر۔ قادیان۔ ۲۶/ اگست ۱۹۰۹ء)

اب سورۃ ھود کی آیت ۵۸ ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّا اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا. اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ﴾۔ پس اگر تم پھر جاؤ تو میں تمہیں وہ سب باتیں پہنچا چکا ہوں جن کے ساتھ میں تمہاری طرف بھیجا گیا تھا۔

اب یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کامل پیغمبر ہونے کا ثبوت ہے کہ انتہائی خطرناک مواقع پر سب سے آگے لڑنے سے آپ نے کبھی پرواہ نہیں کی، پیچھے نہیں ہٹے۔ خطرناک جنگوں میں بھی آپ سب سے آگے رہے لیکن کامل یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ جب تک قرآن کریم کی وحی مکمل نہیں ہو جاتی اس وقت تک میری ضرور حفاظت فرمائے گا۔ اتنے بڑے خطرات میں سے آپ کا گزر کے جانا اور وحی کا مکمل ہو جانا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے جس کی کوئی مثال دوسری جگہ دکھائی نہیں دیتی۔

اس سورت میں ہے پس اگر تم پھر جاؤ تو میں تمہیں وہ سب باتیں پہنچا چکا ہوں جن کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا گیا۔ اب جو باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دی گئی تھیں سورۃ ھود کے نزول تک وہ آپ نے سب باتیں پہنچا دی تھیں۔ اور اگر تم پھر جاؤ تو میرا اللہ تمہارے سوا دوسری قوم کو مقرر کر دے گا۔ یہ تو ناممکن ہے کہ یہ وحی مکمل نہ ہو اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ میری حفاظت نہ فرمائے۔

اب سورۃ الرعد کی آیت ۱۲۔ ﴿لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ . اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ. وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ﴾(سورۃ الرعد:۱۲)۔ اس کے لئے اس کے آگے اور پیچھے چلنے والے محافظ مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ یہاں ہے ﴿يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر درس کے دوران یہ بتایا کہ اس کا ایک مطلب ہے جو اس سے پہلے روشن نہیں ہوا۔ مِنْ اَمْرِ اللّٰه کی بجائے عربی محاورہ ہونا چاہئے بِاَمْرِ اللّٰه۔ اللہ کی حفاظت کے لئے ہمیشہ بِاَمْرِ اللّٰه کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ مِنْ اَمْرِ اللّٰه اس وقت استعمال ہو سکتا ہے جب اس کے دونوں معنے بیک وقت لئے جائیں کہ اللہ کی تقدیر سے، اللہ کے اذن کے ساتھ ہی اس کی حفاظت کرتا ہے۔ مجھے یاد ہے درس کے دوران اچانک میری جس طرح نظر بند ہو جاتی ہے اس موقع پر بے اختیار یہی مضمون میرے سامنے آیا اور جب میں نے اس کی گہرائی پہ غور کیا تو دیکھا وقعۃً اللہ کے حکم سے اللہ ہی بچا سکتا ہے، اللہ کے حکم سے کوئی اور نہیں بچا سکتا۔

پھر ہے یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اسے تبدیل نہ کریں۔ یہاں اچھی سے بری حالت مراد ہے۔ جب کسی قوم کو اللہ تعالیٰ کوئی نصرت عطا فرماتا ہے، کوئی نور عطا کرتا ہے تو جب تک وہ خود اس سے منہ نہ پھیر لیں تو قوم کی حالت نہیں بدلتی، جب وہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے منہ موڑنا شروع کر دیتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ ان کی حالت تبدیل کرتا ہے، پہلے نہیں۔ ﴿وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ﴾ اس کے معاً بعد پھر یہ ہے ﴿وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا﴾۔ پھر جب وہ اپنی حالت خود تبدیل کر لیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے برائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو یہ ایک تسلسل ہے جس کو غور سے دیکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ خود اپنے ارادہ سے کسی قوم پر برائی نازل نہیں کرتا جب تک وہ پہلے اپنے ارادہ سے اپنے اوپر برائی نازل کرنے کا فیصلہ نہ کر لیں۔ ﴿فَلَا مَرَدَّ لَهٗ﴾ جب یہ ہو جائے تو پھر اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا ﴿وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ﴾ اور خدا کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا: کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی خلیفہ مقرر ہوا ہے مگر اس کے لئے دو خفیہ محافظ ہوتے ہیں۔ ایک اس کو نیکی کی تحریک کرتا ہے اور اس پر ابھارتا ہے اور دوسرا اس کو شر کی ترغیب دینے کی کوشش کرتا ہے اور اس پر ابھارتا ہے لیکن انبیاء پر وہ شر کی ترغیب دینے والا غالب نہیں آیا کرتا۔ وہی اللہ تعالیٰ ہی اس کو بچا لیتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ رکھے پھر اس کو کوئی ضائع نہیں کر سکتا۔

(مسند احمد بن حنبل، الجزء الثالث صفحہ ۳۹)

"ابن ہشام کہتے ہیں کہ فضالہ بن عُمیر بن مَلوح لَیثی نے ارادہ کیا کہ حضورؐ کو شہید کردیں۔ اور جب حضورؐ کے قریب پہنچے اور آپؐ اُس وقت کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: فضالہ ہیں؟۔ عرض کیا: حضور! ہاں، میں ہوں۔ فرمایا: خدا سے مغفرت مانگو۔ اور پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ فضالہ کے سینہ پر رکھا جس سے اُن کے دل کو تسکین ہوئی۔

فُضالہ کہتے ہیں کہ حضورؐ کے میرے سینے پر ہاتھ رکھنے سے حضورؐ کی محبت سب سے زیادہ مجھ کو ہو گئی"۔(سیرت ابن ہشام (اردو) جلد دوم۔ صفحہ ۲۰۶)

اب یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا معجزہ تھا جس کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے کہ جو خونی دشمن تھے وہ جان فدا کرنے والے، نثار کرنے والے دوست بن گئے۔

غزوۂ احد کا حضرت ابو طلحہؓ کا ایک بہت ہی عجیب واقعہ ہے۔ یہ جو اللہ تعالیٰ حفاظت کے لئے مقرر فرماتا تھا کشفی طور پر تو فرشتے بھی تھے اور ظاہری طور پر عملاً فرشتہ وجود لوگ تھے۔ ان میں سے

سب سے زیادہ عجیب واقعہ حضرت ابوطلحہؓ انصاری کا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے اس طرح، ڈھال سے آڑ گئے، سینہ تانے کھڑے تھے کہ آپؐ کی طرف جو تیر آئے اُس کی آماجگاہ وہ خود بنیں۔ آپ نہایت جوش میں یہ شعر بھی ساتھ ساتھ پڑھ رہے تھے:

نَفْسِي لِنَفْسِكَ الْفِدَآء   وَ وَجْهِي لِوَجْهِكَ الْوِقَاء

کہ میری جان آپ کی جان پر قربان اور میرا چہرہ آپؐ کے چہرہ کی سپر ہو۔

آپ تیر دان میں سے تیر نکال کر ایسا جوڑ کر مارتے کہ مشرکوں کے جسم میں پیوست ہو جاتے۔ جب آنحضرت ﷺ یہ تماشا دیکھنے کے لئے سر اٹھاتے تو حضرت ابوطلحہؓ حفاظت کے لئے سامنے آجاتے اور کہتے نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ۔ میرا گلا آپؐ کے گلے سے پہلے حاضر ہے، یعنی آپ کی حفاظت کی خاطر میرا گلا آپ کے گلے سے پہلے حاضر ہے۔ آنحضرت ﷺ اس جان نثاری اور سر فروشی سے خوش ہو کر فرماتے کہ فوج میں ابوطلحہؓ کی آواز سو آدمیوں سے بہتر ہے“۔

(مسند احمد بن حنبل. جلد سوم. صفحہ ۲۸۶)

حضرت ابوطلحہ نے احد میں نہایت پامردی سے مشرکین کا مقابلہ کیا۔ وہ بڑے تیر انداز تھے۔ اس دن دو تیر کمانیں ان کے ہاتھ سے ٹوٹیں۔ اس وقت ان کے سامنے دو قسم کے خطرے تھے۔ ایک مسلمانوں کی شکست کا خیال اور دوسرے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کا مسئلہ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے گردو پیش اس وقت صرف چند آدمی رہ گئے تھے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے اس جانثاری سے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کی کہ جس ہاتھ سے بچاؤ کرتے تھے وہ شل ہو گیا مگر انہوں نے اُف نہ کی۔ اب آنحضرت ﷺ کی حفاظت میں حضرت ابوطلحہؓ کا ایک ہاتھ ہمیشہ کے لئے ماؤف ہو کے جس طرح فالج ہو جاتا ہے لٹکا ہوا تھا۔

صحیح بخاری کتاب المغازی ۔ طارق بن شہاب روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے عبداللہ بن مسعودؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مَیں میدان جنگ میں مقداد بن اسود کے ساتھ اس غرض سے ہولیا کہ میدان جنگ میں مَیں اُس کے ساتھ ساتھ رہوں۔ اس دوران وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور دیکھا کہ حضور کافروں کے خلاف بددعا کر رہے ہیں۔ اس پر مقدادؓ نے کہا: یا رسول اللہ! ہم وہ نہیں کہیں گے جو موسیٰؑ کی قوم نے کہا تھا کہ تُو اور تیرا ربّ جاؤ اور لڑو۔ بلکہ ہم تو آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے، آپؐ کے سامنے بھی لڑیں گے اور آپؐ کے پیچھے بھی لڑیں گے۔ اس پر حضور کا چہرہ مبارک چمک اٹھا اور آپؐ بہت خوش ہوئے۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی)

اب صحابہ کی یہ جانثاری جو ہے يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِاللّٰهِ کے مطابق ہے۔ حیرت انگیز قربانیاں دی ہیں۔

اب ایک سورۃ یوسف کی ۶۵ویں آیت ﴿قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ. فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ ﴿قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ﴾ کیا مَیں تمہارے سپرد کردوں اس کو اس طرح جس طرح مَیں نے اس سے پہلے تمہارے سپرد اپنے بیٹے یوسف کو کیا تھا۔ اصل میں مجھ تمہاری حفاظت کا کوئی بھروسہ نہیں ﴿فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ یقیناً اللہ ہی ہے جو بہترین حفاظت کرنے والا اور وہی سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: لقمان حکیم یہ کہا کرتے تھے کہ جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، الجزء الثانی صفحہ ۸۷)

جب کوئی چیز اللہ کی حفاظت میں دی جاتی ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ ویسے محاورۃً کوئی کہہ دے کہ اللہ کی حفاظت میں۔ مراد یہ ہے کہ سچے دل اور سچی جان سے ہر قسم کے خطرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک انسان خدا کے سپرد کرے کہ تو ہی میری حفاظت کرنے یا میری اولاد کی حفاظت کرنے والا ہے تو بلاشبہ خدا تعالیٰ ضرور پھر اس کی حفاظت کرتا ہے۔

سورۃ الحجر آیات ۱۷ تا ۱۹ ﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ. اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ﴾ اور یقیناً ہم نے آسمان میں ستاروں کی منازل بنائی ہیں اور اس (آسمان) کو دیکھنے والوں کے لئے مزیّن کر دیا ہے اور اس کی ہم نے ہر ایک دھتکارے ہوئے شیطان سے حفاظت کی ہے سوائے اس کے جو سننے کی کوئی بات اچک لے تو آگ کا ایک روشن شعلہ اس کا تعاقب کرتا ہے۔

اب آپ جو شہاب ثاقب کو دیکھتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کا حفاظت کا انتظام ہے۔ وہ جو شعلہ ہے وہ اس لئے انسان کی حفاظت کرتا ہے کہ اس شعلہ کے ساتھ وہ بڑا بھاری پتھر کا ٹکڑا جل کر خاک ہو جاتا ہے۔ تو یہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت ہے کہ اس کے پیچھے شعلہ کو لگا دیا جیسے شعلہ پیچھے پیچھے بھاگ رہا ہو اور اس وقت تک بھاگتا رہتا ہے جب تک وہ جل کر خاکستر نہ ہو جائے۔ اور یہ نظام جو ہے سماء الدنیا کا یہ حیرت انگیز ہے۔ تمام ریڈیائی لہروں سے انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ زمین کے اوپر سات آسمان ہیں۔ ان سات آسمانوں میں ہر آسمان ایک حفاظت کے لئے مقرر ہے اور سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اوزون (O-Zone) جو آکسیجن کی ایک قسم ہے جو بہت بھاری ہے وہ زمین پر رہنے کی بجائے اوپر رہتی ہے۔ کیوں ایسا ہوا؟ اس لئے کہ O-Zone کے ذریعہ آسمان سے اترنے والی ریڈیائی شعاعوں کی حفاظت کی جاتی ہے اور اگر O-Zone اوپر نہ ہوتی تو یہ حفاظت ناممکن تھی۔ تو بظاہر عقل یہ کہتی ہے کہ بھاری گیس ہونے کی وجہ سے اس کو نیچے ہونا چاہئے مگر وہ اوپر ہے اور ہر دفعہ وہ ٹوٹ کے بکھرتی ہے اور گویا بنی نوع انسان کو بچانے کے لئے اپنی جان فدا کر دیتی ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی تقدیر اس کو دوبارہ O-Zone میں جوڑ دیتی ہے۔ یہ بہت ہی باریک اور پیچ دار نظام ہے، انسان ہر وقت غافل ہے مگر اس کو پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں اس کی حفاظت کے لئے سامان کر رہا ہے اگر یہ سامان اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو تو انسان کیا زندگی کی کوئی جنس بھی اس دنیا میں بچ نہیں سکتی تھی۔

اب سورۃ انبیاء میں حضرت سلیمانؑ کے تعلق میں ایک بیان ہے ﴿وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ. وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ﴾ (الانبیاء: ۸۳)۔ اور شیطانوں میں سے وہ تھے جو غوطہ مارا کرتے تھے ﴿وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ اور حضرت سلیمانؑ کی خاطر اس کے علاوہ بھی بھاری بھاری کام کیا کرتے تھے ﴿وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ﴾ اور ہم ان شیطانوں کی حفاظت کرتے تھے۔

اب دیکھو شیطانوں کی حفاظت نے کیا مراد ہے۔ شیطان اگر وہ ظاہری شیطان ہوتا جو آگ کا ہے تو غوطہ مارتے ہی ختم ہو جاتا۔ اس میں صریح اشارہ ہے کہ شیطان سرکش قومیں تھیں، سرکش قوموں کے افراد تھے اور وہ جب حضرت سلیمان کی خاطر غوطے لگا کر موتی بھی نکالتے تھے تو اللہ تعالیٰ اس وقت ان کی حفاظت کرتا تھا ورنہ ان کے لئے ممکن نہ ہوتا کہ وہ گہرے سمندروں میں اتر کر غوطہ لگا کر موتی نکالتے۔ اور اس کے علاوہ بھی بھاری بھاری کام حضرت سلیمانؑ کے لئے سرانجام دیتے تھے ﴿وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ﴾ اب یہ غور طلب بات ہے کہ وہ کس قسم کے شیطان تھے جن کی اللہ حفاظت فرماتا ہے۔ پس وہ انسانی شیطان ہی تھے یعنی سرکش قومیں تھیں اس کے سوا ان کو شیطان کہنے کا اور کوئی مقصد نہیں۔

پھر سورۃ سبا آیت نمبر ۲۲ ﴿وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ﴾ اور اسے ان پر کوئی غلبہ نہیں تھا مگر ہم یہ چاہتے تھے کہ اسے جو آخرت پر ایمان لاتا ہے اس سے ممتاز کر دیں جو اس کے بارہ میں شک میں مبتلا ہے اور تیرا ربّ ہر چیز پر حفیظ ہے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض دعائیں اور بعض الہامات جن میں حفیظ اور حفظ کا ذکر ہے وہ مَیں پیش کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے تین حدیثیں ہیں وہ مَیں پہلے بیان کردوں، پھر مَیں الہامات کی طرف آؤں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا کرتے: مَیں خدائے عظیم کی، اُس کی ذاتِ کریم کی اور اس کے سلطانِ قدیم کی پناہ چاہتا ہوں دھتکارے ہوئے شیطان سے۔ حضورؐ نے فرمایا: بس۔ مَیں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: جب کوئی شخص یہ دعا مانگتا ہے تو شیطان کہتا ہے آج سارا دن یہ مجھ سے محفوظ ہو گیا۔

(سنن ابی داؤد. کتاب الصلوٰۃ)

اب مسجد میں داخل ہونے کی جو دعائیں ہیں وہ بہت سی ہیں ان میں ایک دعا تو یہ ہے کہ پہلے درود پڑھیں اس کے بعد کہیں اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے نوازے، اپنی رحمت مجھے عطا کرے اور رحمت سے مراد روحانی نعمتیں ہیں اور نکلنے کے وقت اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔ داخل ہوتے وقت الفاظ یہ ہیں اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. نکلتے ہوئے یہ الفاظ ہیں، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ. اَبْوَابَ فَضْلِكَ سے مراد ظاہری دنیا کی دولتیں اور سامان ہیں۔ یعنی دنیاداروں والی دولتیں نہیں مگر نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دولتیں عطا ہوتی ہیں۔ پس یہ دعا بھی یاد رکھا کریں، اس سے مَیں نے بہت استفادہ کیا ہے اور آپ کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ اس دعا کو یاد رکھیں خدا تعالیٰ آپ کی مالی مشکلات دُور فرما دے گا۔

دوسری حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک روز وہ آنحضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھے۔ حضورؐ نے ان کو فرمایا: اے لڑکے! مَیں تمہیں چند دعائیہ کلمات سکھاتا ہوں: اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھ اور اُس کی حفاظت میں رہ، وہ تیری حفاظت کرے گا۔ تُو اللہ تعالیٰ کو یاد کر تو تُو اُسے سامنے پائے گا اور اگر کچھ مانگنا ہو تو خدا سے مانگ۔ جب کوئی مدد چاہتی ہو تو خدا سے مدد چاہو۔ اور یاد رکھ کہ سب لوگ جمع ہو کر اگر تجھے کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں تو وہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ چھوڑا ہو۔ اور اگر یہ جمع ہو کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی ایسی ہو۔

(مسند احمد بن حنبل۔ الجزء الثانی۔ صفحہ ۱۹۸)

ایک حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ دعا کی: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس کے ذریعہ مَیں اپنے ننگ ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ زینت حاصل کرتا ہوں۔ پھر فرمایا: مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے نیا کپڑا پہنا اور پھر یہ دعا کی کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا جس کے ذریعہ مَیں اپنے ننگ ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ زینت حاصل کرتا ہوں۔ پھر اپنے پرانے کپڑے کی طرف متوجہ ہوا اور اسے بطور صدقہ دے دیا تو وہ زندگی اور موت (دونوں حالتوں) میں اللہ کی پناہ اور اس کی حفاظت اور اس کی پردہ پوشی میں ہوگا۔ آپؐ نے یہ بات تین دفعہ بیان فرمائی۔

سنن ابن ماجہ۔ الجزء الثانی۔ کتاب اللباس)

اب یاد رکھنا چاہئے کہ پرانے کپڑے دینے سے مراد یہ نہیں ہے کہ بودے اور کھدے ہو چکے ہوں اور کسی کام کے نہ ہوں تو پھر کسی غریب کو دے جائیں۔ قرآن کریم کی ایک دوسری آیت اس سے واضح طور پر منع فرما رہی ہے کہ کوئی چیز کسی کو ایسی نہ دو کہ اگر وہ تمہیں دی جائے تو شرم سے تمہاری نظریں نیچے جھک جائیں۔ تو ہرگز پھٹے پرانے کپڑے غریب کو نہیں دینے چاہئیں۔ اس کو بیشک پھینک دیں مگر وہ خدا کی خاطر غریب کو نہیں دئے جاسکتے۔ ہاں پھٹے پرانے کپڑے کی بجائے استعمال شدہ کپڑے ہوں جو صحیح حالت میں ہوں اور ایسے ہوں کہ اگر آپ کو دئے جائیں تو آپ کی نظر شرم سے نیچی نہ ہو بلکہ آپ خوشی سے اسے قبول کریں تو پھر بے شک آپ وہ کپڑے دے دیا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عادت تھی کہ آپ اپنے استعمال شدہ کپڑے غریبوں کو دے دیا کرتے تھے مگر وہ کپڑے اچھی حالت میں ہوا کرتے تھے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ”یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰہِ قُلِ اللّٰہُ حَافِظُہٗ عِنَایَۃُ اللّٰہِ حَافِظُکَ. نَحْنُ نَزَّلْنَاہُ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ. اَللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّ ھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ“۔ ”مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ تا خدا کے نور کو بجھادیں۔ کہہ خدا اُس نور کا آپ حافظ ہے۔ عنایت الٰہیہ تیری نگہبان ہے۔ ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی محافظ ہیں۔ خدا خیر الحافظین ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے“۔ (تذکرہ۔ صفحہ ۱۰۷)

اب دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی کتنے خطرات درپیش تھے۔ آپ کے تو ایک بھی پہرہ دار نہیں ہوا کرتا تھا۔ ڈیوڑھی کھلی رہتی تھی۔ آج دیکھیں کتنے پہرہ دار ہمارے پھر رہے ہیں لیکن وہ حفاظت جو مسیح موعودؑ کی حفاظت تھی ویسی حفاظت تو کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ سب سے بڑے خطرناک دنوں میں جبکہ لوگ قتل کا ارادہ کر کے قادیان آئے تو آپ نے ایک پہرہ دار کو بھی مقرر نہیں کیا کہ وہ رستہ روک کے کھڑا ہو۔ بے دھڑک آسکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کس شان سے آپ کی حفاظت کرتا تھا اس کا ایک واقعہ میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ دے رہے تھے کہ ایک مسمریزم کرنے والا آیا اور اس نے مسجد میں بیٹھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مسمریزم کرنے کی کوشش کی اور یہ سوچا کہ آپ نعوذ باللہ من ذلک ناچنے لگ جائیں گے۔ اس کا خیال تھا کہ جب ناچیں گے تو سب لوگ تتر بتر ہو جائیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے جو لوگوں کے سامنے ناچ رہا ہے۔ تو اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت سے دو خوفناک شیر نظر آئے جو دھاڑنے کے لئے تیار تھے اور اس پر حملہ کرنے کے لئے تیار تھے۔ وہ ایسا بھاگا مسجد سے کہ جوتیاں بھی وہیں چھوڑ گیا۔ بعد میں لوگوں کی توجہ ہوئی اور دوڑ کے اس کے پیچھے گئے اور اس کو پکڑا تو پھر اس نے یہ واقعہ بیان کیا۔

تو اللہ تعالیٰ حفاظت کے لئے مقرر فرماتا ہے اور دو جو مقرر ہوتے ہیں یہ بھی عجیب واقعہ ہے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی ابو جہل کے مقابل پر رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا کہ دو اونٹنیاں آنحضرت ﷺ کے پیچھے تھیں جو ابو جہل کو پھاڑ دینے کے لئے تیار تھیں اور جیسے دیوانی اونٹنیاں ہوں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ابو جہل کو حلف الفضول یاد کرایا اور کہا اس غریب کے پیسے دے دو۔ چپ کر کے اس نے پیسے دے دئے۔ تب تعجب سے اس کے ساتھیوں نے بعد میں پوچھا کہ اے جاہل تم ہم سے تو کہتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ یعنی (حضرت) محمد کی مخالفت کرو اور ہر پیسہ مار جاؤ اور ہر چیز کھا جاؤ تم نے یہ کیا کیا۔ اس نے کہا مَیں نے یہ نظارہ دیکھا تھا۔ اگر میری جگہ تم بھی ہوتے تو کبھی بھی تم اس حکم کا انکار نہ کرسکتے۔ پس یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِاللّٰہِ کا یہ مطلب ہے۔ اللہ کے حکم سے، اللہ ہی کی تقدیر کے خلاف مگر اللہ کے حکم سے وہ حفاظت کرتا ہے اپنے انبیاء کی اور اپنے پیاروں کی۔

اب الہامات ہیں۔ اِنِّی نَاصِرُکَ. اِنِّی حَافِظُکَ ”۔ مَیں تیری مدد کروں گا، مَیں تیری حفاظت کروں گا“۔ (تذکرہ صفحہ ۸۲)

اِنَّا نُرِیْدُ اَنْ نُّعِزَّکَ وَنَحْفَظَکَ“۔ ہم تجھے عزت دینا چاہتے ہیں اور تیری حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ (الحکم۔ 24/اگست ۱۹۰۰ء و تذکرہ۔ صفحہ ۳۷۶)

پھر ایک الہام ہے ۱۹۰۰ء کا۔ ”اَللّٰہُ حَافِظُہٗ. عِنَایَۃُ اللّٰہِ حَافِظُہٗ“۔ خدا اس کا نگہبان ہے، خدا کی عنایت اس کی نگہبان ہے۔ ہم نے اس کو اتارا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں خدا بہتر نگہبانی کرنے والا ہے اور وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ کفر کے پیشوا تجھے ڈرائیں گے تو مت ڈر کہ تو غالب رہے گا۔

(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۶۔۸)

اِنِّیْ لَایَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ. اِنِّی حفیظٌ. اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔ میرے رسولوں کو میرے پاس کچھ خوف اور غم نہیں۔ مَیں نگہ رکھنے والا ہوں (مَیں حفیظ ہوں) مَیں اپنے رسولوں کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ (دافع البلاء۔ صفحہ ۵ تا ۸۔ تذکرہ۔ صفحہ ۴۲۱)

اب اس کے بعد مَیں ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل نشریات کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ آج کے جمعہ پر یہ بہت ہی برکت والا اعلان کرنے کی مَیں توفیق پا رہا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ میں تو ۱۹۹۶ء سے ہی ڈیجیٹل نشریات جاری ہیں جبکہ گزشتہ سال سے یورپ اور ساؤتھ پیسیفک کے ممالک کے لئے بھی ڈیجیٹل سروس شروع کی جاچکی ہے۔ اور اب ایشیا، آسٹریلیا اور افریقہ کے ممالک کے لئے یہ نشریات شروع کر دی گئی ہیں۔ الحمدللہ کہ اس طرح پانچوں براعظموں سے ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل نشریات پہنچ رہی ہیں اور دیکھی سنی جاسکتی ہیں۔

ایک اور عظیم الشان اعلان یہ ہے۔ سکائی ڈیجیٹل سسٹم۔ سیٹلائٹ کی دنیا میں سکائی ڈیجیٹل سسٹم سب سے زیادہ دیکھا جاتا ہے اور بہت ہی مقبول ہے۔ اس کے ناظرین کی تعداد کم از کم ساٹھ لاکھ ہے لیکن اندازہ ہے اور خیال ہے کہ ایک کروڑ تک بھی ہو سکتی ہے۔ ان سب ناظرین تک ایم ٹی اے کی نشریات پہنچانے کے لئے سکائی کے ساتھ معاہدہ تکمیل پا چکا ہے اور آج سات ستمبر ۲۰۰۱ء کے جمعۃ المبارک سے یہ نشریات شروع ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

Broadband Video Streaming ٹیکنالوجی کے استعمال سے جلسہ سالانہ یو۔ایس۔اے اور جلسہ سالانہ کینیڈا کی کارروائی براہ راست ایم ٹی اے پر نشر کی گئی۔ اس ذریعہ سے انشاءاللہ مختلف ممالک سے لوگ آئندہ مجالس سوال وجواب اور دوسرے پروگراموں میں براہ راست شمولیت کر سکیں گے اور لائیو نیوز رپورٹنگ (Live News Reporting) بھی ممکن ہو سکے گی۔ شعبہ نیوز کے لئے نئی خبر رساں ایجنسیوں سے معاہدے ہو چکے ہیں۔ امسال دنیا کی دوسری سب سے بڑی خبر رساں ایجنسی AFP ایسوسی ایٹڈ فرانس پریس کے ساتھ ایم ٹی اے کا معاہدہ طے پاچکا ہے جس کے نتیجہ میں AFP پر تازہ ترین باتصویر خبریں نشر کی جاسکیں گی۔ نیز زن ہوا (Xinhua) ایجنسی کے ساتھ بھی جو چینی ایجنسی ہے اب تصویری خبروں کا نیا معاہدہ طے پا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جزا دے سید نصیر شاہ صاحب کو جنہوں نے بہت عظیم الشان خدمت سرانجام دی ہے اور اب ساری دنیا میں جو سکائی ڈیجیٹل کے کروڑوں آدمی ہیں وہ ذرا گھمائیں گے اپنی Knob کو تو اس پر MTA دکھائی دینے لگے گا۔ اور ایک دم تو براہ راست سکائی پر نہیں جاسکتے۔ پوچھتے ہیں دیکھتے ہیں کہاں آرہا ہے۔ اس کے ساتھ ایم ٹی اے بھی آجائے گا۔ تو انشاءاللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ اس کے ذریعہ احمدیت کا پیغام دنیا میں پھیلتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سید نصیر شاہ صاحب کو بہترین جزا عطا فرمائے بہت ہی محنت کر رہے ہیں اور بڑی حکمت سے کام کر رہے ہیں۔

✿✿ ✿✿✿✿ ✿✿

احمدی بچے عہد کریں کہ وہ تعلیم میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ)

بادشاہوں کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی خطوط

☆- قیصر روم ہرقل کے نام خط ☆- فارس کے بادشہ کے نام خط

☆-نجاشی شاہ حبشہ کے نام خط ☆-مقوقس شاہ مصر کے نام خط ☆-رئیس بحرین کے نام خط

مدینہ تشریف لے آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کیا کہ آپ اپنی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں جب آپ نے اپنے اِس ارادہ کا صحابہؓ سے ذکر کیا، تو بعض صحابہ نے جو بادشاہی درباروں سے واقف تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! بادشاہ بغیر مہر کے خط نہیں لیتے۔ اس پر آپ نے ایک مہر بنوائی جس پر ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کھدوائے اور اللہ تعالیٰ کے ادب کے طور پر آپ نے سب سے اوپر ''اللہ'' کا لفظ لکھوادیا۔ نیچے ''رسول'' کا اور پھر نیچے ''محمد'' کا۔

محرم ۶۲۸ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط لے کر مختلف صحابہ مختلف ممالک کی طرف روانہ ہوگئے۔ ان میں سے ایک خط قیصر روما کے نام تھا اور ایک خط ایران کے بادشاہ کی طرف تھا۔ ایک خط مصر کے بادشاہ کی طرف تھا جو قیصر کے ماتحت تھا۔ ایک خط نجاشی کی طرف تھا جو حبشہ کا بادشاہ تھا۔ اِسی طرح بعض اور بادشاہوں کی طرف آپ نے خطوط لکھے۔

قیصر روم ہرقل کے نام خط

قیصر روما کا خط دحیہ کلبیؓ صحابی کے ہاتھ بھیجا گیا۔ اور آپ نے اُسے ہدایت کی تھی کہ پہلے وہ بصرہ کے گورنر کے پاس جائے جو نسلاً عرب تھا۔ اور اس کی معرفت قیصر کو خط پہنچائے۔ جب دحیہ کلبیؓ گورنر بصرہ کے پاس خط لیکر پہنچے تو اتفاقاً انہی دنوں قیصر شام کے دورہ پر آیا ہوا تھا۔ چنانچہ گورنر بصرہ نے دحیہؓ کو اُس کے پاس بھجوادیا۔ جب دحیہ گورنر بصرہ کی معرفت قیصر کے پاس پہنچے تو دربار کے افسروں نے اُن سے کہا کہ قیصر کی خدمت میں حاضر ہونے والے ہر شخص کیلئے ضروری ہے کہ وہ قیصر کو سجدہ کرے۔ دحیہؓ نے انکار کیا اور کہا کہ ہم مسلمان کسی انسان کو سجدہ نہیں کرتے چنانچہ بغیر سجدہ کرنے کے آپ اُس کے سامنے گئے اور خط پیش کیا۔ بادشاہ نے ترجمان سے خط پڑھوایا اور پھر حکم دیا کہ کوئی عرب کا قافلہ آیا ہو تو اُن لوگوں کو پیش کرو۔ تاکہ مَیں اس شخص کے حالات اُن سے دریافت کروں۔ اتفاقاً ابوسفیان ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ اُس وقت وہاں آیا ہوا تھا۔ دربار کے افسر ابوسفیان کو بادشاہ کی خدمت میں لے گئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ابوسفیان کسی بات میں جھوٹ بولے تو اس کے ساتھی اس کی فوراً تردید کریں۔ پھر اس نے ابوسفیان سے سوال کیا کہ

سوال : یہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور جس کا خط میرے پاس آیا ہے کیا تم اُس کو جانتے ہو اس کا خاندان کیسا ہے؟

جواب : ابوسفیان نے کہا - وہ اچھے خاندان کا ہے اور میرے رشتہ داروں میں سے ہے۔

سوال: پھر اُس نے پوچھا۔ کیا ایسا دعویٰ عرب میں پہلے بھی کسی شخص نے کیا ہے؟

جواب : تو ابوسفیان نے جواب دیا۔ نہیں۔

سوال: پھر اُس نے پوچھا۔ کیا تم دعویٰ سے پہلے اُس پر جھوٹ کا الزام لگایا کرتے تھے؟

جواب: ابوسفیان نے کہا۔ نہیں۔

سوال: پھر اُس نے پوچھا۔ کیا اُس کے باپ دادوں میں سے کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے؟

جواب: ابوسفیان نے کہا۔ نہیں۔

سوال : پھر بادشاہ نے پوچھا۔ اُس کی عقل اور اس کی رائے کیسی ہے؟

جواب: ابوسفیان نے جواب دیا۔ ہم نے اُس کی عقل اور رائے میں کبھی کوئی عیب نہیں دیکھا۔

سوال : پھر قیصر نے پوچھا۔ کیا بڑے بڑے جابر اور قوت والے لوگ اس کی جماعت میں داخل ہوتے ہیں یا غریب اور مسکین لوگ؟

جواب: ابوسفیان نے جواب دیا۔ غریب اور مسکین اور نوجوان لوگ۔

سوال: پھر اُس نے پوچھا۔ کیا وہ بڑھتے ہیں یا گھٹتے ہیں؟

جواب: ابوسفیان نے جواب دیا۔ بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

سوال: پھر قیصر نے پوچھا۔ کیا اُن میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو اُس کے دین کو بُرا سمجھ کے مرتد ہوئے ہوں۔

جواب: ابوسفیان نے کہا۔ نہیں۔

سوال: پھر اُس نے پوچھا۔ کیا اُس نے کبھی اپنے عہد کو توڑا بھی ہے؟

جواب : ابوسفیان نے جواب دیا۔ آج تک تو نہیں۔ مگر اب ہم نے ایک نیا عہد باندھا ہے دیکھیں اب وہ اُس کے متعلق کیا کرتا ہے۔

سوال: پھر اُس نے پوچھا۔ کیا تمہارے اور اُس کے درمیان کبھی جنگ بھی ہوئی ہے؟

جواب: ابوسفیان نے جواب دیا۔ ہاں۔

سوال: اس پر بادشاہ نے پوچھا۔ پھر اُن لڑائیوں کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

جواب: ابوسفیان نے جواب دیا۔ گھاٹ کے ڈولوں والا حال ہے۔ کبھی ہمارے ہاتھ میں ڈول ہوتا ہے کبھی اُس کے ہاتھ میں ڈول ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ بدر کی لڑائی ہوئی اور مَیں اس میں شامل نہیں تھا اس لئے وہ غالب آگیا تھا۔ اور دوسری دفعہ اُحد میں لڑائی ہوئی اس وقت میں کمانڈر تھا۔ ہم نے اُن کے خوب پیٹ کاٹے اور اُن کے کان کاٹے اور ان کے ناک کاٹے۔

سوال: پھر قیصر نے پوچھا۔ وہ تمہیں کیا حکم دیتا ہے؟

جواب : ابوسفیان نے کہا۔ وہ کہتا ہے ایک خدا کی پرستش کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور ہمارے باپ دادا جن بُتوں کی پوجا کرتے تھے وہ اُن کی پوجا سے روکتا ہے اور ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم خدا کی عبادتیں کریں اور سچ بولا کریں اور بُرے اور گندے کاموں سے بچا کریں اور ہمیں یہ کہتا ہے کہ ہم مروّت اور وفائے عہد سے کام لیا کریں اور امانتوں کو ادا کیا کریں۔

قیصر روم کا نتیجہ

آنحضرت صلعم صادق نبی ہیں

اس پر قیصر نے کہا۔ سنو مَیں نے تم سے یہ سوال کیا تھا کہ اُس کی نسب کیسی ہے تو تم نے کہا وہ خاندانی لحاظ سے اچھا ہے۔ اور انبیاء ہمیشہ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ پھر مَیں نے تم سے پوچھا کہ کیا اُس سے پہلے بھی کسی شخص نے ایسا دعویٰ کیا ہے تو تم نے کہا نہیں۔ یہ سوال مَیں نے اِس لئے کیا تھا کہ اگر قریب زمانہ میں اُس سے پہلے کسی شخص نے ایسا دعویٰ کیا ہوتا تو مَیں سمجھتا کہ یہ بھی اُس کی نقل کر رہا ہے۔ اور پھر مَیں نے تم سے پوچھا کہ اِس دعویٰ سے پہلے اُس پر جھوٹ کا بھی الزام لگایا گیا ہے اور تم نے کہا نہیں تو مَیں نے سمجھ لیا کہ جو شخص انسانوں کے متعلق جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا تعالیٰ کے متعلق بھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ پھر مَیں نے تم سے پوچھا کہ کیا اُس کے باپ دادوں میں سے کوئی بادشاہ بھی تھا۔ تو تم نے کہا نہیں۔ تو مَیں نے سمجھ لیا کہ اس کے دعویٰ کی یہ وجہ نہیں کہ اِس بہانہ سے اپنے باپ دادا کا ملک واپس لینا چاہتا ہے۔ پھر مَیں نے تم سے پوچھا کہ کیا جابر اور زبردست لوگ اُس کی جماعت میں داخل ہوتے ہیں یا کمزور اور مسکین طبع لوگ۔ تو تم نے جواب دیا کہ کمزور اور مسکین طبع لوگ۔ تو مَیں نے سوچا کہ تمام انبیاء کی جماعت میں اکثر مسکین طبع اور غریب ہی داخل ہوا کرتے ہیں نہ کہ جابر اور متکبر لوگ۔ پھر مَیں نے تم سے پوچھا کہ کیا وہ بڑھتے ہیں یا گھٹتے ہیں تو تم نے کہا وہ بڑھتے ہیں اور یہی حالت نبیوں کی جماعت کی ہوا کرتی ہے جب تک وہ کمال کو نہیں پہنچ جاتی اس وقت تک وہ بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پھر مَیں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص اُس کے دین کو ناپسند کر کے بھی مرتد ہوتا ہے تو تم نے کہا نہیں۔ اور ایسا ہی انبیاء کی جماعت کا حال ہوتا ہے کسی اور وجہ سے کوئی شخص نکلے تو نکلے، دین کو بُرا سمجھ کر نہیں نکلتا۔ پھر مَیں نے تم سے پوچھا کہ کیا تمہارے درمیان کبھی لڑائی بھی ہوئی ہے اور اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ تو تم نے کہا لڑائی ہمارے درمیان گھاٹ کے ڈول کی طرح ہے۔ اور نبیوں کا یہی حال ہے شروع شروع میں اُن کی جماعتوں پر مصیبتیں آتی ہیں لیکن آخر وہی جیتتے ہیں۔ پھر میں نے تجھ سے پوچھا۔ وہ تمہیں کیا تعلیم دیتا ہے۔ تو تم نے جواب دیا کہ وہ نماز کی اور سچائی کی اور پاکدامنی اور وفائے عہد کی اور امانت دار ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اسی طرح مَیں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا وہ دھوکہ بازی بھی کرتا ہے۔ تو تم نے کہا نہیں۔ اور یہ طور طریق تو ہمیشہ نیک لوگوں کے ہی ہوا کرتے ہیں۔ پس مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ نبوت کے دعویٰ میں سچا ہے۔ اور میرا خود یہ خیال تھا کہ اِس زمانہ میں ''وہ نبی'' آنے والا ہے، مگر میرا یہ خیال نہیں تھا کہ وہ عربوں میں پیدا ہونے والا ہے۔ اور جو جواب تو نے مجھے دیئے ہیں اگر وہ سچے ہیں تو پھر مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ اِن ممالک پر ضرور قابض ہو جائے گا۔ (بخاری) اُسکی اِن باتوں پر اُس کے درباریوں میں جوش پیدا ہو گیا اور انہوں نے کہا تم مسیحی ہوتے ہوئے ایک غیر قوم کے آدمی کی صداقت کا اقرار کر رہے ہو اور دربار میں احتجاج کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اس پر دربار کے افسروں نے جلدی سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو دربار سے باہر نکال دیا۔

ہرقل کے نام آنحضرت صلعم کا خط

یہ خط جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کے نام لکھا تھا اس کی عبارت یہ تھی:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد عبداللہ و رسولہ الیٰ ہرقل عظیم الروم۔ سلامٌ علیٰ مَنِ اتبع الھدیٰ۔ امّا بعد فانّی ادعوک بدعایۃ الاسلام۔ اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرّتین فان تولیت فانما علیک اثم الیریسین یٰا اھل الکتب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم الانعبد الا اللہ وَلا نشرک بہ شیئا ولا نتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولّوا فقولوا اشھدوا بانّا مسلمون۔ (زرقانی)

یعنی یہ خط محمدؐ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول کی طرف سے بادشاہ ہرقل کی

طرف لکھا جاتا ہے۔ جو شخص بھی خدا کی ہدایت کے پیچھے چلے اُس پر خدا کی سلامتیاں نازل ہوں۔ اس کے بعد اے بادشاہ میں تجھے اسلام کی دعوت پیش کرتا ہوں (یعنی خدائے واحد اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی) اے بادشاہ تو مسلمان ہو جا۔ تو خدا تجھے تمام فتنوں سے بچالیگا۔ اور تجھے دوہرا اجر دیگا۔ (یعنی عیسیٰ پر ایمان لانے کا بھی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا بھی) لیکن اگر تو نے اِس بات کے ماننے سے انکار کر دیا تو صرف تیری ہی جان کا گناہ تجھ پر نہیں ہوگا بلکہ تیری رعایا کے ایمان نہ لانے کا گناہ بھی تجھ پر ہوگا۔ آخر میں قرآن شریف کی آیت درج تھی جس کے معنے یہ ہیں کہ اے اہلِ کتاب آؤ اِس بات پر تو اکٹھے ہو جائیں جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے یعنی ہم خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اُس کا شریک نہ بنائیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہم کسی بندے کو بھی اتنی عزت نہ دیں کہ وہ خدائی صفات سے متصف کیا جانے لگے۔ اگر اہل کتاب اِس دعوتِ اتحاد کو قبول نہ کریں۔ تو اے محمد رسول اللہ اور ان کے ساتھیو! ان سے کہہ دو کہ ہم تو خدا تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔

بعض تاریخوں میں لکھا ہے کہ جب یہ خط بادشاہ کے سامنے پیش ہوا، تو درباریوں میں سے بعض نے کہا کہ اس خط کو پھاڑ کر پھینک دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں بادشاہ کی ہتک کی گئی ہے اور خط کے اوپر بادشاہ روم نہیں لکھا گیا بلکہ صاحب الروم یعنی روم کا والی لکھا ہے مگر بادشاہ نے کہا یہ عقل کے خلاف ہے کہ خط پڑھنے سے پہلے پھاڑ دیا جائے اور یہ جو اُس نے مجھے روم کا والی لکھا ہے یہ درست ہے آخر مالک تو خدا ہی ہے مَیں والی ہی ہوں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا روم کے بادشاہ نے جو طریق اختیار کیا ہے اس کی وجہ سے اس کی حکومت بچالی جائے گی اور اس کی اولاد دیر تک حکومت کرتی رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعد کی جنگوں میں گو بہت سا ملک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری پیشگوئی کے ماتحت روم کے بادشاہ کے ہاتھ سے چھینا گیا مگر اس واقعہ کے چھ سو سال بعد تک اس کے خاندان کی حکومت قسطنطنیہ میں قائم رہی۔ روم کی حکومت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط بہت دیر تک محفوظ رہا۔ چنانچہ بادشاہ منصور قلادون کے بعض سفیر ایک دفعہ بادشاہ روم کے پاس گئے تو بادشاہ نے اُن کو دکھانے کیلئے ایک صندوقچہ منگوایا اور کہا میرے ایک دادا کے نام تمہارے رسول کا ایک خط آیا تھا جو آج تک ہمارے پاس محفوظ ہے۔

فارس کے بادشاہ کے نام خط

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط فارس کے بادشاہ کیطرف لکھا تھا وہ عبداللہ بن حذافہ کی معرفت بھجوایا گیا تھا اس کے الفاظ یہ تھے:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الیٰ کسریٰ عظیم الفارس۔ سلام علیٰ من اتّبع الھدیٰ۔ وآمن باللہ ورسولہ واشھد ان لا الٰہ اِلّا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ۔ وَاَنَّ محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ ادعوک بدعایۃ اللّٰہ فانّی انا رسول اللہ اِلَی النّاس کافۃ لانذر من کان حیًّا ویحق القول علی الکافرین اسلم تسلم فان ابیت فعلیک اثم المجوس۔ (زرقانی و تاریخ الخمیس)

یعنی اللہ کا نام لیکر جو بے انتہاء کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے یہ خط محمد رسول اللہ نے کسریٰ فارس کے سردار کی طرف لکھا ہے۔ جو شخص کامل ہدایت کی اتباع کرے اور اللہ پر ایمان لائے اور گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اُس کے بندے اور رسول ہیں اُس پر خدا کی سلامتی ہو۔ اے بادشاہ میں تجھے خدا کے حکم کے ماتحت اسلام کی طرف بلاتا ہوں کیونکہ مَیں تمام انسانوں کی طرف خدا کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تا کہ ہر زندہ شخص کو مَیں ہوشیار کر دوں اور کافروں پر حجت تمام کر دوں۔ تو اسلام کو قبول کر، تاتُو ہر ایک فتنہ سے محفوظ رہے اگر تو اس دعوت سے انکار کرے گا تو سب مجوس کا گناہ تیرے ہی سر پر ہوگا۔

عبداللہ بن حذافہؓ کہتے ہیں کہ جب میں کسریٰ کے دربار میں پہنچا، تو مَیں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی جو دی گئی۔ جب مَیں نے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط کسریٰ کے ہاتھوں میں دیا تو اُس نے ترجمان کو پڑھ کر سنانے کا حکم دیا۔ جب ترجمان نے اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا تو کسریٰ نے غصہ سے خط پھاڑ دیا۔ جب عبداللہ بن حذافہ نے یہ خبر آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی تو آپ نے فرمایا۔ کسریٰ نے جو کچھ ہمارے خط کے ساتھ کیا خدا تعالیٰ اس کی بادشاہت کیساتھ بھی ایسا ہی کریگا۔ کسریٰ کی اس حرکت کا باعث یہ تھا کہ عرب کے یہودیوں نے اُن یہودیوں کے ذریعہ سے جو روم کی حکومت سے بھاگ کر ایران کی حکومت میں چلے گئے تھے اور بوجہ رومی حکومت کے خلاف سازشوں میں کسریٰ کا ساتھ دینے کے کسریٰ کے بہت منہ چڑھے ہوئے تھے کسریٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت بھڑکا رکھا تھا۔ جو شکائتیں وہ کر رہے تھے اُس خط نے کسریٰ کے خیال میں اُن کی تصدیق کر دی اور اس نے سمجھا کہ یہ شخص میری حکومت پر نظر رکھتا ہے۔ چنانچہ اس خط کے معاً بعد کسریٰ نے اپنے یمن کے گورنر کو ایک چٹھی لکھی جس کا مضمون یہ تھا کہ قریش میں سے ایک شخص نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے اور اپنے دعوؤں میں بہت بڑھتا چلا جاتا ہے تو فوراً اُس کی طرف دو آدمی بھیج جو اُس کو پکڑ کر میری خدمت میں حاضر کریں۔ اس پر باذان نے جو اس وقت کسریٰ کی طرف سے یمن کا گورنر تھا ایک فوجی افسر اور ایک سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھجوائے اور ایک خط بھی آپ کی طرف لکھا کہ آپ اس خط کے ملتے ہی فوراً ان لوگوں کے ساتھ کسریٰ کے دربار میں حاضر ہو جائیں۔ وہ افسر پہلے مکّہ کیطرف گیا۔ طائف کے قریب پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ آپ مدینہ میں رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ وہاں سے مدینہ گیا۔ مدینہ پہنچ کر اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کسریٰ نے باذان گورنر یمن کو حکم دیا ہے کہ آپ کو پکڑ کر اس کی خدمت میں حاضر کیا جائے۔ اگر آپ اس حکم کا انکار کرینگے تو وہ آپ کو بھی ہلاک کر دیگا اور آپ کی قوم کو بھی ہلاک کر دیگا اور آپ کے ملک کو برباد کر دیگا۔ اس لئے آپ ضرور ہمارے ساتھ چلیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سُنکر فرمایا۔ اچھا کل پھر تم مجھے ملنا۔ رات کو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور خدائے ذوالجلال نے آپ کو خبر دی کہ کسریٰ کی گستاخی کی سزا میں ہم نے اُس کے بیٹے کو اُس پر مسلّط کر دیا ہے چنانچہ وہ اسی سال جمادی الاولیٰ کی دسویں تاریخ پیر کے دن اس کو قتل کر دیگا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا آج کی رات اُس نے اُسے قتل کر دیا ہے۔ ممکن ہے وہ رات وہی دس جمادی الاولیٰ کی رات ہو۔ جب صبح ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں کو بلایا اور اُن کو اس پیشگوئی کی خبر دی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان کی طرف خط لکھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ کسریٰ فلاں تاریخ فلاں مہینے قتل کر دیا جائے گا۔ جب یہ خط یمن کے گورنر کو پہنچا تو اُس نے کہا اگر یہ سچا نبی ہے تو ایسا ہی ہو جائے گا۔ ورنہ اِس کی اور اس کے ملک کی خیر نہیں تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایران کا ایک جہاز یمن کی بندرگاہ پر آکر ٹھہرا اور گورنر کو ایران کے بادشاہ کا ایک خط دیا جس کی مہر کو دیکھتے ہوئے یمن کے گورنر نے کہا۔ مدینہ کے نبی نے سچ کہا تھا۔ ایران کی بادشاہت بدل گئی اور اِس خط پر ایک اور بادشاہ کی مہر ہے۔ جب اُس نے خط کھولا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ باذان گورنر یمن کی طرف ایران کے کسریٰ شیرویہ کی طرف سے یہ خط لکھا جاتا ہے۔ مَیں نے اپنے باپ سابق کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اس لئے کہ اس نے ملک میں خونریزی کا دروازہ کھول دیا تھا اور ملک کے شرفاء کو قتل کرتا تھا اور رعایا پر ظلم کرتا تھا۔ جب میرا یہ خط تم تک پہنچے تو فوراً تمام افسروں سے میری اطاعت کا اقرار لو۔ اور اس سے پہلے میرے باپ نے جو عرب کے ایک نبی کی گرفتاری کا حکم تم کو بھجوایا تھا اس کو منسوخ سمجھو (طبری جلد ۳ صفحہ ۱۵۷۲-۱۵۷۴ و سیرۃ النبی لابن ہشام) یہ خط پڑھ کر باذان اتنا متاثر ہوا کہ اُسی وقت وہ اور اُس کے کئی ساتھی اسلام لے آئے اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کی اطلاع دیدی۔

نجاشی شاہِ حبشہ کے نام خط

تیسرا خط آپ نے نجاشی کے نام لکھا جو عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھجوایا تھا اس کی عبارت یہ تھی:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الی النجاشی ملک الحبشۃ سلم انت فانی احمد الیک اللہ الذی لا الٰہ الّا ھو الملک القدّوس السلام المومن المھیمن۔ واشھد ان عیسی ابن مریم روح اللہ وکلمتہ القاھا الیٰ مریم البتول وانّی ادعوک الی اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ والموالاۃ علیٰ طاعتہٖ وان تتبعنی وتومن بالّذی جاءنی فانّی رسول اللہ وانّی ادعوک وجنودک الی اللہ عزّو جلّ وقد بلّغت ونصحت فاقبلوا نصیحتی وسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ (زرقانی)

یعنی اللہ کا نام لیکر جو بے انتہاء کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ محمد رسول اللہ نجاشی حبشہ کے بادشاہ کی طرف یہ خط لکھتے ہیں۔ اے بادشاہ! تجھ پر خدا کی سلامتی نازل ہو رہی ہے (چونکہ اس بادشاہ نے مسلمانوں کو پناہ دی تھی۔ اس لئے آپ نے اُس کو خبر دی کہ تیرا یہ فعل خدا کے نزدیک مقبول ہوا ہے اور تو خدا کی حفاظت میں ہے)، مَیں اُس خدا کی حمد تیرے سامنے بیان کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں جو حقیقی بادشاہ ہے جو تمام پاکیزگیوں کا جامع ہے جو ہر عیب سے پاک ہے اور ہر نقص سے پاک کرنے والا ہے جو اپنے بندوں کیلئے امن کے سامان پیدا کرتا ہے اور اپنی مخلوق کی حفاظت کرتا ہے۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ تعالیٰ کے کلام کو دنیا میں پھیلانے والے تھے اور خدا تعالیٰ کے اُن وعدوں کو پورا کرنے والے تھے جو خدا تعالیٰ نے مریمؑ سے جس نے اپنی زندگی خدا کیلئے وقف کر دی تھی پہلے سے کئے ہوئے تھے۔ اور میں تجھے خدائے واحد لا شریک سے تعلق پیدا کرنے اور اس کی اطاعت پر باہمی معاہدہ کرنے کی دعوت دیتا

ہوں اور تجھے اس بات کی میں دعوت دیتا ہوں کہ تو میری اتباع کرے اور اُس خدا پر ایمان لائے جس نے مجھے ظاہر کیا ہے کیونکہ مَیں اُس کا رسول ہوں اور مَیں تجھے دعوت دیتا ہوں اور تیرے لشکروں کو بھی خدائے عزّ وجلّ کے دین میں شامل ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔ مَیں نے اپنی ذمہ داری کو ادا کر دیا ہے اور خدا کا پیغام تجھ تک پہنچا دیا ہے اور اخلاص سے تم پر حقیقت کھول دی ہے پس میرے اخلاص کی قدر کرو اور ہر شخص جو خدا تعالیٰ کی ہدایت کی اتباع کرتا ہے اُس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہوتی ہے۔

جب یہ خط نجاشی کو پہنچا تو اُس نے بڑے ادب سے اِس خط کو اپنی آنکھوں سے لگایا اور تخت سے نیچے اُتر کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ ہاتھی دانت کا ایک ڈبہ لاؤ۔ چنانچہ ایک ڈبہ لایا گیا۔ اُس نے وہ خط ادب کے ساتھ اُس ڈبہ میں رکھ دیا اور کہا جب تک یہ خط حبشہ میں محفوظ رہے گا حبشہ کی حکومت بھی محفوظ رہے گی۔ چنانچہ نجاشی کا یہ خیال درست ثابت ہوا۔ ایک ہزار سال تک اسلام ساری دنیا پر سمندر کی لہروں کی طرح اُٹھتا ہوا پھیلتا چلا گیا۔ لیکن حبشہ کے دائیں سے بھی اسلامی لشکر نکل گئے اور حبشہ کے بائیں سے بھی اسلامی لشکر نکل گئے۔ مگر اس احسان کی وجہ سے جو حبشہ کے بادشاہ نے ابتدائی اسلامی مہاجرین کے ساتھ کیا تھا اور اس احترام کی وجہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا نجاشی نے کیا تھا انہوں نے حبشہ کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ قیصر جیسے بادشاہ کی حکومت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ کسریٰ جیسے بادشاہ کی حکومت کا نام و نشان مٹ گیا۔ چین اور ہندوستان کی شہنشاہیاں تہ و بالا کر دی گئیں۔ مگر حبشہ کی ایک چھوٹی سی حکومت محفوظ رکھی گئی۔ اس لئے کہ اُس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی ساتھیوں کے ساتھ ایک احسان اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا ادب اور احترام کیا تھا۔ یہ تو وہ سلوک تھا جو ایک ادنیٰ سے احسان کے بدلہ میں حبشہ والوں سے مسلمانوں نے کیا۔ مگر عیسائی اقوام نے جو ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا بھی پھیر دینے کی مدعی ہیں اپنے ہم مذہب اور ہم طریقہ بادشاہ حبشہ اور اُس کی قوم کے ساتھ جو سلوک اِن دنوں کیا ہے وہ بھی دنیا کے سامنے ظاہر ہے کس طرح حبشہ کے شہروں کو بمباری سے اڑا دیا گیا اور بادشاہ اور اُس کی محترم ملکہ اور اُس کے بچوں کو اپنا ملک چھوڑ کر غیر ملکوں میں سالہا سال پناہ لینی پڑی۔ کیا حبشہ سے یہ دو قسم کا سلوک ایک مسلمانوں کا اور ایک عیسائیوں کا اُس قوت قدسیہ کو ثابت نہیں کرتا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔ اور جو آج تک بھی کہ مسلمان بہت کچھ دین سے دُور جا چکے ہیں اُن کے خیالات کو نیکی اور احسان مندی کی طرف مائل رکھتی ہے۔

مقوقس شاہِ مصر کے نام خط

چوتھا خط آپ نے مقوقس بادشاہ مصر کی طرف لکھا تھا۔ اور یہ خط حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی معرفت آپ نے بھجوایا۔ اِس خط کا مضمون یہ تھا:-

بسم الله الرحمن الرحيم. من محمد رسول الله الى المقوقس عظيم القبط سلام على من اتبع الهدى. امّا بعد فانى ادعوك بدعاية الاسلام اسلم تسلم يؤتك الله اجرك مرّتين فان تولّيت فانّما عليك اثم القبط. يا اهل الكتب تعالوا الى كلمةٍ سواءٍ بيننا وبينكم الّا نعبد الا الله ولانشرك به شيئاً ولا نتّخذ بعضنا بعضا ارباباً من دون الله فإن تولّوا فقولوا اشهد وابانّا مسلمون. (السیرۃ الحلبیۃ جلد ۳ صفحہ ۲۷۵)

یہ خط بعینہٖ وہی ہے جو روم کے بادشاہ کو لکھا گیا تھا، صرف یہ فرق ہے کہ اس میں یہ لکھا تھا کہ اگر تم نہ مانے تو رومی رعایا کے گناہوں کا بوجھ بھی تم پر ہو گا اور اس میں یہ تھا کہ قبطیوں کے گناہوں کا بوجھ تم پر ہو گا۔ جب حاطبؓ مصر پہنچے تو اس وقت مقوقس اپنے دارالحکومت میں نہیں تھا بلکہ اسکندریہ میں تھا۔ حاطبؓ اسکندریہ گئے جہاں بادشاہ نے سمندر کے کنارے ایک مجلس لگائی ہوئی تھی۔ حاطبؓ ایک کشتی میں سوار ہو کر اُس مقام تک گئے۔ اور چونکہ اردگرد پہرہ تھا انہوں نے دُور سے خط کو بلند کر کے آوازیں دینی شروع کیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اِس شخص کو لایا جائے اور اس کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ بادشاہ نے خط پڑھا اور حاطبؓ سے کہا اگر یہ سچا نبی ہے تو اپنے دشمنوں کے خلاف دُعا کیوں نہیں کرتا؟ حاطبؓ نے کہا کہ تم عیسیٰ بن مریم پر تو ایمان لاتے ہو۔ یہ کیا بات ہے کہ عیسیٰ کو اُن کی قوم نے دُکھ دیا لیکن عیسیٰ نے یہ دُعا نہ کی کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔ بادشاہ نے سنکر کہا کہ تم ایک عقلمند کی طرف سے ایک عقلمند سفیر ہو اور تم نے خوب جواب دیا ہے۔ اِس پر حاطبؓ نے کہا اے بادشاہ تجھ سے پہلے ایک بادشاہ تھا جو کہا کرتا تھا کہ میں بڑا رب ہوں یعنی فرعون۔ آخر خدا نے اُس پر عذاب نازل کیا۔ پس تو تکبّر نہ کر اور خدا کے اس نبی پر ایمان لے آ۔ اور خدا کی قسم موسیٰ نے عیسیٰ کے متعلق ایسی خبریں نہیں دیں جیسی عیسیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دی ہیں۔ اور ہم تمہیں اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتے ہیں جس طرح تم لوگ یہودیوں کو عیسیٰ کی طرف بلاتے ہو۔ اور ہر نبی کی ایک امت ہوتی ہے اور اُس کا فرض ہوتا ہے کہ اُس کی اطاعت کرے۔ پس جبکہ تم نے اِس نبی کا زمانہ پایا ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اس کو قبول کرو۔ اور ہمارا دین تم کو مسیح کی اتباع سے روکتا نہیں۔ بلکہ ہم تو دوسروں کو بھی حکم دیتے ہیں کہ وہ مسیح پر ایمان لائیں۔ اِس پر مقوقس نے کہا میں نے اُس نبی کے حالات سنے ہیں اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ وہ کسی بُری بات کا حکم نہیں دیتا اور کسی اچھی بات سے روکتا نہیں اور مَیں نے معلوم کیا ہے کہ وہ شخص ساحروں اور کاہنوں کی طرح نہیں ہے۔ اور مَیں نے بعض اس کی پیشگوئیاں سُنی ہیں جو پوری ہوئی ہیں۔ پھر اس نے ایک ڈبیہ ہاتھی دانت کی منگوائی اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط رکھ دیا اور اُس پر مُہر لگادی اور اپنی ایک لونڈی کے سپرد کر دیا۔ اور پھر اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام یہ خط لکھا:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد ابن عبداللہ کی طرف مقوقس قبط کا بادشاہ خط لکھتا ہے کہ آپ پر سلامتی ہو۔ اِس کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ میں نے آپ کا خط پڑھا ہے اور جو کچھ اس میں آپ نے ذکر کیا ہے اور جن باتوں کی طرف بلایا ہے اُن پر غور کیا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسرائیلی پیشگوئیوں کے مطابق ایک نبی کا آنا ابھی باقی ہے۔ لیکن میرا خیال تھا کہ وہ شام سے ظاہر ہو گا۔ مَیں نے آپ کے سفیر کو بڑی عزّت سے ٹھہرایا ہے اور ایک ہزار پونڈ اور پانچ جوڑے خلعت کے طور پر اُسے دیئے ہیں اور مَیں دو مصری لڑکیاں آپ کیلئے تحفہ کے طور پر بھجوا رہا ہوں۔ قبطی قوم کے نزدیک اِن لڑکیوں کی بڑی عزّت ہے اور ان میں سے ایک کا نام ماریہ ہے اور ایک کا نام سیرین ہے۔ اور مصری کپڑے کے اعلیٰ درجہ کے بیس جوڑے بھی آپ کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں اور اسی طرح ایک خچر آپ کی سواری کیلئے بھجوا رہا ہوں۔ اور آخر میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا کی آپ پر سلامتی ہو (زرقانی و طبری) اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ گو مقوقس نے آپ کے خط سے ادب اور احترام کا معاملہ کیا مگر وہ اسلام نہیں لایا۔

رئیس بحرین کے نام خط

پانچواں خط آپ نے منذر تیمی کی طرف جو بحرین کا رئیس تھا بھجوایا تھا۔ یہ خط علاء ابن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھجوایا گیا تھا۔ اس خط کی عبارت محفوظ نہیں۔ یہ خط جب اُس کے پاس پہنچا تو وہ ایمان لے آیا اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ مَیں اور میرے بہت سے ساتھی آپ پر ایمان لے آئے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔ اور میرے ملک میں کچھ یہودی اور مجوسی بھی رہتے ہیں آپ اُن کے بارہ میں مجھے حکم دیں کہ میں اُن سے کیا سلوک کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خط لکھا جس کی عبارت یہ تھی کہ ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ تم نے اسلام قبول کر لیا ہے جو پیغامبر میری طرف سے آئیں تم اُن کے احکام کی اتباع کیا کرو۔ کیونکہ جو اُن کی اتباع کریگا وہ میری اتباع کریگا۔ جو میرا سفیر تمہاری طرف گیا تھا اُس نے تمہاری بہت تعریف کی ہے اور ظاہر کیا ہے کہ تم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور مَیں نے خدا تعالیٰ سے تمہاری قوم کے بارہ میں دُعا کی ہے۔ پس مسلمانوں میں اسلامی طور و طریق جاری کرو۔ اور اُن کے اموال کی حفاظت کرو اور چار بیویوں سے زیادہ کسی کو اپنے گھر میں رکھنے کی اجازت نہ دو۔ اور مسلمان ہونے والوں سے جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں وہ انہیں معاف کئے جائیں اور جب تک تم نیکی پر قائم رہو گے تمہیں اپنی حکومت سے معزول نہیں کیا جائے گا اور جو لوگ یہودی یا مجوس ہیں ان پر صرف ایک ٹیکس مقرر ہے اور کوئی مطالبہ اُن سے نہ کرنا اور اپنے ملک کے لوگوں کی نسبت یہ خیال کرو کہ جن لوگوں کے پاس زمین گزارہ کیلئے نہیں ہے اُن میں سے ہر شخص کو چار روپے اور لباس گزارہ کیلئے دیا جائے۔ (زرقانی و تاریخ الخمیس)

اِس کے علاوہ آپ نے عمان کے بادشاہ اور یمامہ کے سردار اور غسان کے بادشاہ اور یمن کے قبیلہ بنی نہد کے سردار اور یمن کے قبیلہ ہمدان کے سردار اور بنی علیم کے سردار اور حضرمی قبیلہ کے سردار کی طرف بھی خطوط لکھے۔ جن میں سے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے۔ اِن خطوط کا لکھنا بتاتا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ پر کیسا کامل یقین رکھتے تھے اور کس طرح شروع سے ہی آپ کو یقین تھا کہ آپ کسی ایک قوم کی طرف نبی بنا کر نہیں بھیجے گئے بلکہ آپ ساری اقوام کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جن بادشاہوں اور رئیسوں کو خط لکھے گئے تھے اِن میں سے بعض اسلام لے آئے۔ بعضوں نے ادب اور احترام کے ساتھ خط تو قبول کر لئے لیکن اسلام نہ لائے۔ بعضوں نے معمولی شرافت دکھائی اور بعضوں نے خود پسندی اور کبر کا نمونہ دکھایا۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں اور دنیا کی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ اُن میں سے ہر بادشاہ اور قوم کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کیا گیا جیسا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوں کے ساتھ معاملہ کیا تھا۔ (از دیباچہ تفسیر القرآن تصنیف حضرت المصلح الموعودؓ صفحہ ۱۹۳ تا ۲۰۱)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عظیم داعی الی اللہ و سراج منیر

محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ناظم قضاء قادیان

آنحضرت صلعم کی سیرت کا یہ موضوع قرآن مجید میں بیان فرمودہ ہے۔ سورہ احزاب آیت ۴۶ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔

ترجمہ: اے نبی ہم نے تجھ کو اس حال میں بھیجا ہے کہ تو (دنیا کا) نگران بھی ہے (مومنوں کو) خوشخبری دینے والا بھی ہے اور (کافروں کو) ڈرانے والا بھی ہے اور نیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کی طرف بلانے والا اور ایک چمکتا ہوا سورج بنا کر (بھیجا ہے) اس جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام روشن کرنے والا چراغ یا سورج رکھا گیا ہے۔ یعنی آپ سے نور پاکر ظلی طور پر ایسے لوگ تیار ہوتے رہیں گے جو دنیا کو روشن کرتے رہیں گے۔ جیسا کہ چاند سورج سے روشنی پاکر اندھیرے کو دُور کرتا ہے۔

تبلیغ کے تعلق سے خدا تعالیٰ کے بیان فرمودہ احکامات

اس سلسلہ میں چند احکامات ذیل میں تحریر ہیں:-

(۱) یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ (سورہ مدثر)

ترجمہ: ''اے بارانی کوٹ پہن کر کھڑے ہونے والے کھڑا ہو جا اور دور دور جا کر لوگوں کو ہوشیار کر اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے پاس رہنے والے لوگوں کو پاک کر اور شرک کو مٹا ڈال۔

۲-وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ (سورہ شعراء آیت ۲۱۵)

ترجمہ: اور تو سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا۔

۳-یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (مائدہ آیت ۶۸)

ترجمہ: ''اے رسول تیرے رب کی طرف سے جو کلام تجھ پر اُتارا گیا ہے۔ اُسے لوگوں تک پہنچا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا۔ تو گویا تو نے اُس کا پیغام بالکل نہیں پہنچایا۔ اللہ تجھے لوگوں کے حملوں سے محفوظ رکھے گا۔

۴-وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ وَمَنْ بَلَغَ (انعام آیت ۲۱)

ترجمہ: میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے کہ میں تمہیں اس کے ذریعہ سے آنے والے عذاب سے ہوشیار کروں اور اُن سب کو بھی جن تک یہ پہنچے۔

۵-قُلْ ھٰذِهٖ سَبِیْلِیْ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (سورہ یوسف آیت ۱۰۹)

ترجمہ: تو کہہ کہ یہ میرا طریق ہے۔ میں تو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جنہوں نے سچے طور پر میری پیروی اختیار کی ہے۔

۶-فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ (سورۃ الحجر آیت ۹۵)

ترجمہ: سو جس بات کے پہنچانے کا تجھے حکم دیا جاتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو بتادے اور ان مشرکوں کی بات سے اعراض کر۔

۷-قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (ال عمران آیت ۳۲)

ترجمہ: تو کہہ کہ (اے لوگو) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (اس صورت میں) وہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ انبیاء علیہم السلام پر فضیلت اور آپ کا دائرہ تبلیغ

قرآن اور حدیث کی رو سے آپ کا مرتبہ تمام انبیاء علیہم السلام پر کلی فضیلت کا ہے پہلے نبی صرف اپنی اپنی قوم کیلئے آئے تھے اُن کا پیغام صرف اُن کی قوموں کیلئے تھا اور محدود وقت کیلئے تھا۔ انہوں نے ان کو صرف قومی خدا سے روشناس کرایا۔ اُن کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام تمام بنی نوع انسان کیلئے ہے آپ نے اُن کے سامنے دائمی اور عالمگیر شریعت کو پیش فرمایا اور رب العالمین سے روشناس کرا کے کامل توحید کی دعوت دی آپ کی تعلیم 'ھُدًی لِّلنَّاسِ' ہے اور آپ کا اعلان یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ہے اور دائرہ تبلیغ کے اعتبار سے للعالمین نذیرا خدا تعالیٰ کی طرف سے عالمین کیلئے نذیر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دور چونکہ قیامت تک کیلئے ہے۔ اس لئے فریضہ تبلیغ بھی اسلام کی علت غائی کی تکمیل تک جاری و ساری رہنا لازمی امر ہے قرآن مجید میں آپ کی دو بعثتوں کا واضح ذکر موجود ہے۔ دور اول میں آپ کے ذریعہ یہ تبلیغ معلومہ دنیا تک ہوئی اور دوسرے دور میں آپ کے بروز کامل حضرت امام مہدی کے سپرد یہ کام آپ کی نیابت میں خدا تعالیٰ نے مقرر کیا ہوا ہے۔ آپ چونکہ سراج منیر ہیں اس لئے آپ کے ذریعہ آپ کے سچے متبعین میں سے بھی ایسے خواص نے اس فریضہ کو ایسے سرانجام دینا ہے کہ جس طرح ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوتا ہے۔ اور آپ کا یہ فیضان قیامت تک فیضان جاریہ بن کر سراج کی حقیقت کو دنیا میں آشکار کرتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بحیثیت داعی الی اللہ بے مثال اُسوہ حسنہ

آنحضرت صلعم کی دعویٰ نبوت سے قبل زندگی ایسی بے عیب تھی کہ جسے قرآن مجید نے ان الفاظ میں تحدی کے ساتھ پیش کیا ہے فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ یعنی میں نے اپنی چالیس سالہ زندگی اے اہل مکہ تم میں گزاری ہے اسے ملحوظ رکھ کر عقل سے کام لیکر میرے دعویٰ پر غور کرو۔ چنانچہ قرآن مجید کا یہ اعلان آپ کی پرکشش سیرت کو جس رنگ میں عالم انسانیت کے سامنے رکھ چکا ہے وہ اس پر شاہد ہے کہ وہ اس کے سامنے دم نہیں مار سکے بلکہ آپ کی سیرت کے بارہ میں ہر کس و ناکس کی زبان پر صدوق و امین کے الفاظ تھے۔

پہلے نبیوں کے مقابلہ میں آپ کو 'فاستبقوا الخیرات' کا منصب سپرد ہوا۔ اور اس کی احسن طور پر بجا آوری کے باعث آپ خیر الرسل قرار پائے اور آپ کی اُمت خیر امت کہلائی۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے آپ کی شان خیر الرسل کے بارہ میں کیا خوب فرمایا ہے:-

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

ابھی آپ گوشہ گمنامی میں چشمہ حیات کے متلاشی تھے اور عشاق وار غار حرا میں تنہائی کی عبادت میں مشغول تھے کہ آپ پر وحی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ آپ یہ نیا نظارہ دیکھ کر گھبرائے اور گھر تشریف لا کر اپنی گھبراہٹ کا اظہار اپنی رفیقہ حیات حضرت خدیجہؓ سے کیا۔ جس نے برملا ان جن الفاظ سے آپ کو تسلی دی۔

کلا واللہ لا یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم و تصدق الحدیث و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق۔

ترجمہ: نہیں نہیں ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ آپ خوش ہوں۔ خدا کی قسم۔ اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کریگا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ صادق القول ہیں اور لوگوں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ اور معدوم اخلاق کو آپ نے اپنے اندر جمع کیا ہے اور آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی باتوں میں لوگوں کے مددگار بنتے ہیں۔ (بخاری باب بدء الوحی)

اس خصوصیت میں یہ حضرت خدیجہؓ کی اولیت ہے اور آپ کی یہ شہادت آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ آپ کی دعویٰ سے قبل زندگی تسخیر قلوب کی بہترین اساس تھی جس نے حضرت خدیجہؓ۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت زید بن حارث اور حضرت علیؓ محض اپنے پاک نمونہ کی کشش سے سابقین کے مقام سے نوازا۔ شروع شروع میں آپ نے نہایت خاموشی سے تبلیغی کارروائی شروع کی اور صرف اپنے ملنے والوں کی حد تک اپنے پیغام کو محدود رکھا۔ پہلا چراغ جو آپ کے ہاتھ سے روشن ہوا وہ حضرت ابوبکرؓ کا وجود باجود تھا۔ آپ کے ذریعہ پانچ اشخاص آپ کی تبلیغ سے ایمان لائے یہ ایسے جلیل القدر اور عالی مرتبہ نکلے کہ چوٹی کے صحابہؓ میں اِن کا شمار ہوتا ہے۔ اِن کے اسماء یہ ہیں:

۱- حضرت عثمان بن عفانؓ ۲-حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ۳-حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ۴-حضرت زبیر بن العوامؓ ۵-حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ یہ پانچوں اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اِس کے بعد آپ نے قریبی رشتہ داروں کو پیغام پہنچایا۔ پھر جب یہ حکم نازل ہوا کہ فاصدع بما تؤمر کہ کھول کھول کر پیغام پہنچا۔ جس کے ساتھ آپ کی مخالفت زور پکڑتی گئی۔ پھر جب مخالفت کے باعث مسلمانوں کی تکلیف انتہاء کو پہنچ گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں اور فرمایا حبشہ کا بادشاہ عادل اور انصاف پسند ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تحریک پر ۵ نبوی میں گیارہ مَردوں اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اس کے بعد دوسری دفعہ بھی بہت سے افراد نے ہجرت کی جسے مورخین نے ہجرت حبشہ ثانیہ کے نام سے موسوم

کیا ہے قریش نے ان مہاجرین کی مخالفت میں گراں قیمت تحفوں کے ساتھ وفود بھجوائے۔ پہلے وفد میں اُنہوں نے دو ممتاز ممبر عمرو بن العاص۔ اور دوسرے عبداللہ بن ربیعہ کو بھیجا۔ اُنہوں نے اپنے تحائف پیش کئے اور پھر شاہ حبشہ نجاشی کی خدمت میں درخواست کی کہ اے بادشاہ سلامت ہمارے چند بیوقوف لوگوں نے اپنے آبائی مذہب کو ترک کر دیا ہے اور ایک نیا دین نکالا ہے جو آپ کے دین کے بھی مخالف ہے۔ اُن درباریوں نے جن کو مکہ کا وفد تحفے پہنچا چکا تھا۔ وفد کی تائید کی اور مطالبہ کیا کہ اُن مسلمانوں کو وفد کے ساتھ واپس مکہ لوٹا دیا جائے۔ لیکن شاہ حبشہ نجاشی چونکہ ایک بیدار مغز بادشاہ تھا۔ یکطرفہ فیصلہ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ لوگ میری پناہ میں آئے ہیں۔ پس جب تک میں ان کا اپنا بیان نہ سن لوں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ چنانچہ مسلمان مہاجرین بلائے اور اُن سے مخاطب ہو کر نجاشی نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اور کیا دین ہے جو تم نے نکالا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ روشن ہونے والے ایک روشن چراغ یعنی حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے مسلمانوں کی طرف سے جواب دیا۔ اے بادشاہ ہم جاہل لوگ تھے بت پرستی کرتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ بدکاریوں میں مبتلا تھے۔ ہمسایوں سے بدمعاملگی کرتے تھے اور ہم میں سے مضبوط کمزور کا حق دبا لیتا تھا۔ اِس حالت میں اللہ نے ہم میں اپنا ایک رسول بھیجا۔ جس کی نجابت اور صدق اور امانت کو ہم سب جانتے تھے۔ اُس نے ہم کو توحید سکھائی اور بت پرستی سے روکا اور راست گفتاری اور امانت اور صلہ رحمی کا حکم دیا۔ اور ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تعلیم دی اور بدکاری اور جھوٹ اور یتیموں کا مال کھانے سے منع کیا۔ اور خونریزی سے روکا اور ہم کو عبادت الٰہی کا حکم دیا ہم اُس پر ایمان لائے اور اُس کی اتباع کی لیکن جس وجہ سے ہماری قوم ہم سے ناراض ہوگئی اور اُس نے ہمیں دکھوں اور تکلیفوں میں ڈالا اور ہم کو طرح طرح کے عذاب دئے اور ہم کو اس دین سے جبراً روکنا چاہا۔ حتی کہ ہم تنگ آکر اپنے وطن سے نکل آئے اور آپ کے ملک میں آکر پناہ لی۔ پس اے بادشاہ ہم اُمید کرتے ہیں کہ آپ کے ماتحت ہم پر ظلم نہ ہوگا۔ نجاشی اِس تقریر (تبلیغ) سے بہت متاثر ہوا اور حضرت جعفرؓ سے کہنے لگا۔ جو کلام تم پر اُترا ہے وہ مجھے سناؤ۔ اس پر حضرت جعفرؓ نے بڑی خوش الحانی کے ساتھ سورہ مریم کی ابتدائی آیات پڑھ کر سنائیں۔ یہ آیات سن کر نجاشی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اُس نے رقّت کے لہجہ میں کہا خدا کی قسم یہ کلام اور ہمارے مسیح کا کلام ایک ہی منبع نور کی کرنیں معلوم ہوتی ہیں۔ یہ کہہ کر نجاشی نے قریش کے وفد سے کہا۔ تم واپس چلے جاؤ۔ میں اِن لوگوں کو تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا اور نجاشی نے اُن کے تحفے بھی واپس کر دیئے۔ مگر قریش کے خونی سفیر اِسطرح آسانی کے ساتھ خاموش نہیں کئے جا سکتے تھے اُنکے لیڈر عمر بن العاص نے دربار میں پھر رسائی حاصل کی اور نجاشی سے عرض کیا۔ حضور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ مسیح کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ نجاشی نے مسلمانوں کو پھر بلا بھیجا۔ مسلمان فکر مند ہوئے کہ ہم مسیح کے ابن اللہ ہونے کے منکر ہیں مگر حوصلہ مند تھے اور یہ لوگ تلواروں کے سایہ تلے بھی حق بات کہنے سے رکنے والے نہیں تھے۔ جب نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا کہ تم مسیح کے متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہو۔ تو حضرت جعفرؓ نے عرض کیا۔ اے بادشاہ ہمارے اعتقاد کی رُو سے مسیح اللہ کا ایک بندہ ہے خدا نہیں ہے مگر وہ اُس کا ایک بہت مقرب رسول ہے اور اسکے اس کلام سے عالم ہستی میں آیا ہے جو اُس نے مریم پر ڈالا۔ نجاشی نے فرش پر سے ایک تنکا اُٹھایا اور کہا واللہ جو تم نے بیان کیا ہے میں اس سے مسیح کو اس تنکے کے برابر بھی بڑا نہیں سمجھتا۔ نجاشی کے اس کلام پر دربار کے پادری سخت برہم ہوئے۔ مگر نجاشی نے اُن کی کچھ پرواہ نہ کی اور قریش کا وفد ناکام واپس آگیا۔ 6 نبوی میں حضرت حمزہؓ جب اپنے سردارانہ ٹھاٹھ میں معمول کے مطابق شکار سے واپس لوٹے تو کسی خادمہ نے اسے بتایا کہ تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے چہیتے محمدؐ کو ابوجہل نے برا بھلا کہا ہے اور گندی سے گندی گالیاں دی ہیں مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سامنے سے کچھ جواب نہیں دیا۔ یہ سن کر حمزہؓ کی آنکھوں سے خون اتر آیا۔ خاندانی غیرت نے جوش مارا۔ فوراً کعبہ کی طرف گئے۔ پہلے طواف کیا۔ اس کے بعد اس مجلس کی طرف بڑھے جہاں ابوجہل بیٹھا تھا اور جاتے ہی زور سے ابوجہل کے سر پر کمان ماری اور کہا۔ میں سنتا ہوں کہ تو نے محمدؐ کو گالیاں دی ہیں۔ سن میں بھی محمدؐ کے دین پر ہوں اور میں بھی وہی کہتا ہوں جو وہ کہتا ہے۔ پس اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے تو میرے سامنے بول۔ ابوجہل کے ساتھی اس کی حمایت میں اٹھے اور قریب تھا کہ لڑائی ہو جاتی مگر ابوجہل حضرت حمزہؓ کی دلیری اور ہمت کو دیکھ کر مرعوب ہوگیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو یہ کہہ کر روک دیا کہ حمزہؓ حق بجانب ہے۔ واقعی مجھ سے زیادتی ہوگئی تھی اور اس طرح معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ حضرت حمزہؓ جوش میں یہ کہہ بیٹھے تھے۔ گھر آئے تو سوچا۔ آخر دل نے فیصلہ کیا۔ اب شرک کو چھوڑ دینا چاہئے۔ آنحضرت صلعم کے پاس کلمہ پڑھکر اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضرت حمزہؓ کو آنحضرت صلعم سے بہت محبت تھی۔ المرء مع من احب کی صداقت بمنزلہ تبلیغ بنی اور ان کے اسلام قبول کرنے کا باعث بنی۔ غرض حضرت حمزہؓ کا ایمان لانا اس بات کا ثبوت ہے کہ آنحضرت صلعم کی محبت تبلیغ سے بڑھ کر کارگر ثابت ہوئی۔

پاکوں سے جو دل لگادے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم کی دعا سے اسلام میں داخل ہوئے۔ آپکی قبولیت دعا بھی موثر ترین تبلیغ کا کام کر گئی۔ یہ دو وجود ایسے دور میں اسلام میں داخل ہوئے کہ جس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے ان کو بمطابعت آنحضرت صلعم خدا تعالیٰ نے رعب اور دبدبہ عطا کیا تھا۔

قریش کے ایک وفد کی آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیشکش اور حضور کا انہیں تبلیغی جواب

مکہ کے صناد ید صحن کعبہ میں مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ انہوں نے ایک آدمی آنحضرت صلعم کی خدمت میں بھجوایا کہ تمہاری قوم آپ سے بات کرنا چاہتی ہے۔ آپ تو ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ فوراً تشریف لے گئے۔ بعد علیک سلیک قریش نے یوں گفتگو شروع کی'' اے محمدؐ دیکھو تمہاری وجہ سے تمہاری قوم میں کتنا اختلاف وانشقاق پیدا ہو رہا ہے۔ تم نے اپنے آباؤ اجداد کے مذہب میں رخنہ ڈال کر اپنی قوم کے بزرگوں کو برا بھلا کہا۔ ان کے قابل تکریم معبودوں کو گالیاں دیں اور ان کے ذی عزت بزرگوں کو لا یعقل قرار دیا۔ اس سے بڑھ کر کسی قوم کی ہتک اور ذلت کیا ہو سکتی ہے۔ جو تم نے کی اور کر رہے ہو۔ مگر ہم تمہارے معاملہ میں حیران ہیں کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں اگر تو تمہاری یہ جدو جہد اس غرض سے ہے کہ تم اس ذریعہ سے مال جمع کر کے مالدار بن جاؤ تو ہم تمہیں اتنا مال جمع کئے دیتے ہیں کہ تم ہم سب سے زیادہ مالدار کہلا سکو اگر جاہ وعزت کی طلب ہے تو ہم تمہیں اپنا سردار اور رئیس بنا لینے کو تیار ہیں۔ اگر حکومت کی حرص ہے تو ہمیں اس میں تامل نہیں تمہیں اپنا بادشاہ قرار دے لیں۔ اگر تمہارا یہ شور وشعب کسی بیماری یا آسیب کا نتیجہ ہے تو اپنے پاس سے خرچ کر کے تمہارے علاج کا انتظام کر سکتے ہیں اور اگر تم کسی اچھی سی لڑکی سے شادی کر کے خوش ہو سکتے ہو تو تمہیں عرب کی بہترین لڑکی تلاش کر کے پیش کئے دیتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے نہایت خاموشی کے ساتھ روٴسائے قریش کی اس تقریر کو سنا اور جب وہ اپنی بات کو ختم کر چکے تو آپ نے فرمایا اے معشر قریش مجھے ان چیزوں میں سے کسی کی تمنا نہیں ہے اور نہ مجھے کوئی آسیب یا بیماری لاحق ہے۔ میں تو خدا کی طرف سے ایک رسول ہوں اور خدا کا پیغام لے کر تمہاری طرف آیا ہوں اور میرا دل تمہاری ہمدردی سے معمور ہے اگر تم میری بات سنو اور مانو تو دین و دنیا میں تمہارا فائدہ ہے اور اگر تم اسے رد کر دو تو میں اس صورت میں صبر وتحمل کے ساتھ اپنے رب کے فیصلے کا انتظار کروں گا۔ قریش نے کہا تو اے محمدؐ گویا تم ہماری اس تجویز کو منظور نہیں کرتے۔ اچھا اگر تم نے اپنی رسالت ہی منوانی ہے تو آؤ اس کے متعلق فیصلہ کر لو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہمارا یہ ملک کس قدر بے آب وگیاہ ہے اور خشک پتھروں اور چٹانوں اور ریت کے بے پناہ تودوں کے سوا یہاں کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر تم واقعی خدا کے رسول ہو تو اپنے خدا سے کہہ کر اس ملک میں بھی شام وعراق کی طرح نہریں جاری کرا دو اور ان پہاڑوں کو اڑا کر زرخیز میدان بنا دو۔ پھر ہم ضرور تمہاری بات کے قائل ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا میں تو خدا کی طرف سے ایک پیغمبر ہوں اور میرا کام صرف یہ ہے کہ تمہیں حق و باطل کا راستہ دکھا دوں اور تمہارے نفع ونقصان کی بات تمہیں سمجھا دوں ہاں میں ضرور کہتا ہوں کہ تم اگر خدا کی آواز پر لبیک کہو گے تو خدا اپنے وقت پر ضرور تمہیں دین ودنیا کے انعامات کا وارث بنائے گا۔ قریش نے کہا اچھا یہ بھی نہیں تو کم از کم تمہارے ساتھ خدا کا کوئی فرشتہ ہی اترتا نظر آتا۔ اور محلات میں تمہارا بسیرا ہوتا۔ اور تمہارے ہاتھ میں سونے چاندی کے ڈھیر ہوتے۔ مگر ان میں سے کوئی چیز بھی تمہیں میسر نہیں ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہماری طرح بازاروں میں پھرتے اور ہماری طرح روزی کے متلاشی ہو۔ تو پھر وہ کون سی علامت ہے جس سے ہم تمہیں خدا کا بھیجا ہوا سمجھ لیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں ان باتوں کا اس رنگ میں مدعی نہیں ہوں۔ جو تم ڈھونڈتے ہو۔ ہاں یہ میں نے کہا ہے اور پُھر کہتا ہوں کہ اگر تم مجھے مانو گے تو خدائی سنت کے مطابق دین و دنیا کی حسنات سے ضرور حصہ پاؤ گے۔ قریش نے بگڑ کر کہا کہ اگر یہ بھی نہیں تو پھر وہ عذاب ہی لاؤ جس کا تم وعدہ دیتے ہو۔ آسمان کا کوئی ٹکڑا ہی ہم پر آ گرے یا فرشتوں کی کوئی [illegible] ہی خدائی جھنڈے کے نیچے ہمارے سامنے آدھمکے۔ خدا کی قسم ہمیں تو از بس یہی نظر آرہا ہے۔ یا ہم زندہ رہیں گے یا تو رہے گا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے غصہ کو دباتے ہوئے خاموش ہو گئے اور آنحضرت صلعم ایک مغموم دل کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر واپس تشریف لے آئے۔

توسیع تبلیغ واشاعت

شوال 10 نبوی میں آنحضرت صلعم طائف تشریف لے گئے۔ بعض روایتوں کی رو

سے زید بن حارثہؓ بھی ساتھ تھے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے دس دن قیام کیا۔ اس شہر کے رؤسا سے آپ نے ملاقات کی سب نے انکار کیا اور ہنسی اڑائی۔ پھر آپ نے طائف کے رئیس اعظم عبد یالیل کے پاس جا کر اسلام کی دعوت دی۔ اس نے بھی صاف انکار کیا اور تمسخر کے طور پر کہا اگر آپ سچے ہیں تو مجھے آپ کے ساتھ گفتگو کی مجال نہیں اور اگر جھوٹے ہیں تو گفتگو لا حاصل ہے اور پھر اس خیال سے کہ شہر کے نوجوانوں پر آپکی باتوں کا اثر نہ ہو جائے آپ سے کہنے لگا۔ بہتر ہوگا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ کیونکہ کوئی شخص یہاں آپکی بات سننے کو تیار نہیں۔ اس کے بعد اس بد بخت نے شہر کے آوارہ آدمی آپکے پیچھے لگا دئے۔ یہ لوگ شور کرتے ہوئے آپ کے پیچھے لگ گئے آپ پر پتھر برسانے شروع کئے۔ جس سے آپ کا سارا بدن خون سے تر بتر ہو گیا۔ برابر تین میل تک یہ لوگ آپ کے ساتھ گالیاں دیتے اور پتھر برساتے چلے آئے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ آپ کو جنگ احد والے دن سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہؓ میری قوم کی طرف سے مجھے بڑی بڑی سخت گھڑیاں دیکھنی پڑی ہیں۔ پھر آپ نے سفر طائف کے حالات سنائے اور فرمایا کہ اس سفر سے واپسی پر میرے پاس پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور کہنے لگا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے آپکے پاس بھیجا ہے تا کہ اگر ارشاد ہو تو میں یہ پہلو کے دونوں پہاڑ ان لوگوں پر پیوست کر کے ان لوگوں کا خاتمہ کردوں آپ نے فرمایا نہیں نہیں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں میں سے وہ لوگ پیدا کردے گا۔ جو خدائے واحد کی پرستش کریں گے۔

قبیلہ دوس کا قبول اسلام

طفیل بن عمرؓ قبیلہ دوس کا ایک معزز رئیس تھا اور شاعر بھی تھا۔ وہ کسی تقریب پر مکہ میں آنکلا۔ قریش نے اسے دیکھا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ شخص محمد صلعم سے ملے اور مسلمان ہو جائے اس لئے وہ اس کے پاس گئے اور اسے ترغیب دلائی کہ وہ آنحضرت صلعم کی باتیں نہ سنے کیونکہ آپ کی باتوں سے باپ کو بیٹے سے بھائی کو بھائی سے اور خاوند کو بیوی سے جدا ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ طفیل کہتے ہیں مجھے قریش نے اس معاملہ میں اس طرح بار بار تاکید کی کہ میں انکی بات کو سمجھ کر بہت خائف ہو گیا۔ حتی کہ میں نے اپنے آپکو محفوظ رکھنے کے لئے کانوں میں روئی ٹھونس لی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے کان میں آنحضرت صلعم کی آواز پڑ جائے اور میں کسی فتنہ میں پڑ جاؤں۔ میں اسی حالت میں ایک صبح مسجد حرام میں آیا۔ تو وہاں میں نے ایک کونہ میں آنحضرت صلعم کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ مجھے یہ نظارہ بھلا معلوم ہوا اور میں آہستہ آہستہ آپ کے قریب چلا گیا۔ خدا کی قدرت باوجود اس کے کہ میرے کان بند تھے۔ پھر بھی کچھ کچھ آواز مجھے سنائی دینے لگی اور میں نے دل میں کہا۔ میری ماں مجھے کھوئے میں ایک سمجھدار شخص ہوں۔ اور نیکی بدی کی تمیز رکھتا ہوں۔ پس کیا حرج ہے کہ میں اس شخص کی بات سن لوں۔ اگر وہ اچھی ہوئی تو مان لوں گا۔ اگر بری ہوئی تو انکار کر دوں گا۔ یہ خیال دل میں آنا تھا کہ میں نے کانوں میں سے روئی نکال پھینکی اور آنحضرت صلعم کی تلاوت قرآن کو سنتا رہا۔ جب رسول اللہ صلعم نماز ختم کر چکے اور گھر کی طرف لوٹے تو میں بھی ساتھ ہو لیا اور آپ سے عرض کیا کہ آپ اپنی باتیں سنائیں۔ آنحضرت صلعم نے مجھے کلام الٰہی سنایا اور توحید کی تبلیغ فرمائی جس کا یہ اثر ہوا کہ وہیں مسلمان ہو گیا۔ میں نے آپ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اپنے قبیلے میں ممتاز حیثیت رکھتا ہوں اور لوگ میری بات مانتے ہیں۔ پس آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ ان کو اسلام کی ہدایت دے۔ آپ نے اجازت دی اور دعا فرمائی۔ چنانچہ انہوں نے قبیلہ میں پہنچ کر اپنے والد اور بیوی کو تبلیغ کی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ مگر اپنے قبیلہ والوں کو اسلام کی طرف بلایا اور انہوں نے انکار کیا۔ یہ دیکھکر طفیل پھر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری قوم نے تکذیب کی ہے اور مخالفت میں بڑھ گئی ہے پس ان کے واسطے بد دعا کریں آپ نے ہاتھ اٹھائے اور بد دعا کی بجائے فرمایا اے میرے اللہ تو قبیلہ دوس کو ہدایت دے۔ اور پھر آپؐ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ اپنی قوم میں واپس چلے جاؤ اور نرمی اور محبت سے تبلیغ میں لگے رہو طفیل کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم میں واپس گیا اور تبلیغ میں لگا رہا۔ حتی کہ آنحضرت صلعم نے مکہ سے ہجرت کی اور جنگ بدر اور احد اور احزاب ہو چکی تھی۔ تب جا کر میری قوم نے اسلام قبول کیا۔

اہل یثرب کو تبلیغ

11 نبوی میں آنحضرت صلعم کی مکہ میں یثرب والوں سے ملاقات ہوئی آپ نے حسب ونسب پوچھا تو معلوم ہوا کہ قبیلہ خزرج کے لوگ ہیں اور یثرب سے آئے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے نہایت محبت کے لہجے میں کہا کہ کیا آپ لوگ میری کچھ باتیں سن سکتے ہیں انہوں نے کہا ہاں آپ کہیئے کہتے ہیں۔ آپ بیٹھ گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن شریف کی چند آیات سنا کر اپنے مشن سے آگاہ کیا۔ ان لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا۔ یہ موقعہ غنیمت ہے ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے سبقت لے جائیں۔ ایسا کہہ کر انہوں نے حضورؐ کی بیعت کر لی یہ چھ اشخاص تھے۔ پھر ۱۲ نبوی میں جب حج کا موقعہ آیا تو آپ بڑے شوق کے ساتھ اپنے گھر سے نکلے اور منیٰ کی جانب عقبہ کے پاس پہنچ کر ادھر اُدھر نظر دوڑائی۔ اچانک آپ کی نظر اہل یثرب کی ایک چھوٹی سی جماعت پر پڑی جنہوں نے آپ کو دیکھ کر فوراً پہچان لیا اور نہایت محبت اور اخلاق سے آگے بڑھ کر آپ کو ملے یہ بارہ اشخاص تھے جن میں سے پانچ تو وہی گذشتہ سال کے مصدقین تھے اور سات نئے تھے اور اُوس اور خزرج دونوں قبیلوں میں سے تھے۔ آنحضرت صلعم لوگوں سے الگ ہو کر ایک گھاٹی میں اُن سے ملے۔ انہوں نے یثرب کے حالات سے آپ کو اطلاع دی اب کی دفعہ سب نے باقاعدہ آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی یہ بیعت مدینہ میں اسلام کے قیام کا بنیادی پتھر تھی۔ یہ بیعت تاریخ میں بیعت عقبۂ اولیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ جگہ مکہ اور منیٰ کے درمیان واقعہ ہے۔ عقبہ کے معنے بلند پہاڑی راستہ کے ہیں۔ مکہ سے رخصت ہوتے وقت ان بارہ نومسلمین نے درخواست کی کہ کوئی اسلامی معلم ہمارے ساتھ بھیجا جاوے جو ہمیں اسلام کی تعلیم دے۔ ہمارے مشرک بھائیوں کو اسلام کی تبلیغ کرے۔ آپؐ نے مصعبؓ بن عمیر کو جو قبیلہ عبد الدار کے ایک نہایت مخلص نوجوان تھے ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ مبلغ اُن دنوں میں قاری یا مقرئی کہلاتے تھے۔ کیونکہ ان کا کام زیادہ تر قرآن شریف سُنانا تھا۔ کیونکہ یہی تبلیغ اسلام کا بہترین ذریعہ تھا۔ چنانچہ مصعبؓ بھی یثرب میں مقرئی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ مصعبؓ بھی آنحضرت صلعم کی صحبت میں چراغ ہدایت بنے اور یثرب میں مسلسل تبلیغ کرتے رہے۔ پھر ۱۳ نبوی میں کئی سو آدمی یثرب سے مکہ میں حج کے لئے آئے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ ان کے ساتھ تھے۔ اوس اور خزرج دونوں قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے۔ آنحضرت صلعم کے ساتھ آپ کے چچا حضرت عباسؓ بھی اس ملاقات میں آپ کے ساتھ شامل تھے۔ سب سے پہلے حضرت عباسؓ نے گفتگو شروع کی۔ "اے خزرج کے گروہ محمدؐ اپنے خاندان میں معزز و محبوب ہیں اور وہ خاندان آج تک اُس کی حفاظت کا ضامن رہا ہے۔ اور ہر خطرہ کے وقت میں اُس کیلئے سینہ سپر ہوا ہے۔ مگر اب محمد صلعم کا ارادہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہارے پاس چلے جانے کا ہے سو اگر تم اُسے اپنے پاس لے جانے کی خواہش رکھتے ہو تو تمہیں اُس کی ہر طرح حفاظت کرنی ہوگی اور ہر دُشمن کے سامنے سینہ سپر ہونا پڑے گا۔ اگر تم اس کے لئے تیار ہو تو بہتر ورنہ ابھی سے صاف صاف جواب دے دو کیونکہ صاف صاف بات اچھی ہوتی ہے۔ البراء بن معرور جو انصار کے قبیلہ کے ایک معمر اور باثر بزرگ تھے نے کہا عباسؓ ہم نے تمہاری بات سُن لی ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم خود بھی اپنی زبان مبارک سے کچھ فرمائیں اور جو ذمہ داری ہم پر ڈالنا چاہتے ہیں وہ بیان فرمائیں اس پر آنحضرت صلعم نے قرآن شریف کی چند آیات تلاوت فرمائیں اور پھر ایک مختصر تقریر میں اسلام کی تعلیم بیان فرمائی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنے لئے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جس طرح تم اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی حفاظت کرتے ہو اُسی طرح اگر ضرورت پیش آئے تو میرے ساتھ بھی معاملہ کرو جب آپ تقریر ختم کر چکے تو البراء بن معرور نے عرب کے دستور کے مطابق آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا یا رسول اللہ ہمیں اُس خدا کی قسم ہے جس نے آپ کو حق وصداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ ہم اپنی جانوں کی طرح آپ کی حفاظت کریں گے۔ ہم لوگ تلواروں کے سایہ میں پلے ہیں اور ... مگر ابھی وہ بات ختم کرنے نہ پائے تھے کہ ابوالہیثم بن تیہان نے ان کی بات کاٹ کر کہا یا رسول اللہ یثرب کے یہود کے ساتھ ہمارے دیرینہ تعلقات ہیں آپ کا ساتھ دینے سے وہ منقطع ہو جائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ جب اللہ آپ کو غلبہ دے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنے وطن واپس تشریف لے آویں اور ہم نہ اِدھر کے رہیں نہ اُدھر کے آپ نے ہنس کر فرمایا نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا تمہارا خون میرا خون ہوگا تمہارے دوست میرے دوست تمہارے دشمن میرے دشمن۔ اس پر عباس بن عبادہؓ انصاری نے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈال کر کہا لوگو کیا تم سمجھتے ہو کہ اس عہد و پیمان کے کیا معنے ہیں؟ اس کا یہ مطلب ہے کہ اب تمہیں ہر اسود و احمر کے مقابلہ کیلئے تیار ہونا چاہئے اور ہر قربانی کیلئے آمادہ ہونا چاہئے۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ مگر یا رسول اللہ اس کے بدلے میں ہمیں کیا ملے گا؟

آپ نے فرمایا تمہیں خدا کی جنت ملے گی۔ جو اس کے سارے انعاموں سے بڑا انعام ہے۔ سب نے کہا ہمیں یہ سودا منظور ہے۔ یا رسول اللہ اپنا ہاتھ آگے کریں۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک آگے بڑھا دیا اور یہ ستر جاں نثاروں کی جماعت ایک دفاعی معاہدہ میں آپ کے ہاتھ پر بک گئی۔ اس بیعت کا نام بیعتِ عقبہ ثانیہ ہے۔

اس کے بعد مکہ سے ہجرت فرما کر آپ ۱۲ ربیع الاول ۱۴ نبوی مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ کو

مدینہ کے پاس پہنچے۔ مکہ کے قیام کے دوران حضورؐ کا دائرہ تبلیغ مکہ والوں تک محدود رہا۔ وہاں سے آنے والوں کیلئے بھی پیغام حق کا دروازہ کھلا تھا۔ مگر اصل روئے سخن آپ کا قریش مکہ کی طرف رہا اور وہی اصل زیر تبلیغ تھے۔ آپؐ کے مقام کے متعلق بھی آپ پر تدریجاً انکشاف ہوا۔ شروع شروع میں تو آپؐ کے متعلق نبی اور رسول کا لفظ بھی استعمال نہ ہوا۔ صرف ایک عمومی رنگ میں ہی تبلیغ کا حکم تھا۔ پھر جب نبوت اور رسالت کے مقام کا وحی میں اظہار ہوا تو حضورؐ اپنے آپ کو صرف دوسرے نبیوں کی طرح ایک نبی خیال فرماتے رہے۔ پھر ایک وقت آیا کہ آپ نے خود فرمایا۔ اگر اس وقت عیسیٰ اور موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو بھی سوائے میری پیروی کے چارہ نہ ہوتا۔ اور اس کے بعد خود فرمایا میں بنی آدم کا سردار ہوں اس وجہ سے میں اپنے اندر کوئی تکبر نہیں پاتا۔ گویا آپ کے مقام کا انکشاف آپ پر آہستہ آہستہ ہوا اور یہ بھی درست ہے کہ آپ کے مدارج میں آہستہ آہستہ ترقی ہوتی گئی۔ مدینہ ہجرت سے پہلے بشمولیت زن و فرزند زیادہ سے زیادہ ایک ہزار تعداد بنتی ہے۔ جن میں اگر عورتوں اور بچوں کو الگ رکھیں تو بالغ مرد شاید تین چار سو ہونگے۔

یہودیوں میں پہلا مسلمان

سب سے پہلا یہودی جو مشرف بہ اسلام ہوا اُس کا نام حصین بن سلام تھا۔ یہ شخص مدینہ کا رہنے والا تھا اور یہودیوں میں اپنے علم و فضل کی وجہ سے بہت اثر رکھتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ میں ہی تھے کہ یہ شخص آپؐ کے دعویٰ کو سُن کر کچھ اسلام کی طرف مائل ہو چکا تھا مگر اُس نے اپنی حالت کسی پر ظاہر نہیں کی تھی۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو یہ شخص خفیہ طور پر آپکی خدمت میں حاضر ہوا کیونکہ طبیعت میں سعادت تھی۔ اس لئے پہلی ملاقات میں ہی مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان ہونے پر حصین کا نام بدل کر عبداللہ رکھ دیا۔

اہل فارس میں پہلا مسلمان

اسی زمانہ کے قریب قریب سلمان فارسیؓ مسلمان ہوئے ان کا پہلا مذہب زرتشتی تھا لیکن فطری سعادت نے اس مذہب کی اُس وقت کی حالت پر تسلی نہ پائی اور بہتر مذہب کی تلاش میں وطن سے نکلے ملک شام میں آ کر عیسائی ہو گئے اور کسی لوٹ مار میں وہ غلام بنا لئے گئے لیکن یہی غلامی اُن کے اسلام قبول کرنے کا باعث بن گئی۔ کیونکہ کئی آقاؤں کے تبادلہ کے بعد مدینہ کے ایک شخص نے انہیں خرید کر اپنے پاس رکھ لیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو سلمانؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے پھر انہوں نے آہستہ آہستہ روپے کا انتظام کر کے اپنے آقا سے آزادی حاصل کر لی۔ غزوہ خندق میں شریک جہاد ہوئے اور انہیں کے مشورے سے آنحضرت صلعم نے خندق کھدوائی۔ آنحضرت صلعم نے ایک دفعہ ان کے متعلق فرمایا سلمانُ مِنَّا اہل البیت۔ ایک دفعہ جب یہ قرآنی آیت نازل ہوئی کہ آئندہ ایک زمانہ میں ایک جماعت صحابہؓ کی مانند انہیں کی تعلیم کی حامل پیدا ہوگی تو صحابہؓ نے رسول کریمؐ سے دریافت کیا یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہوں گے۔ اس پر آپ نے سلمان فارسی پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا لَوْ كَانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔ یعنی ایمان ثریا تک بھی اُٹھ جائے گا تو ان فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک شخص اُسے دنیا میں پھر قائم کر دیگا۔ اسلام نے محبت اور پیار سے اور سچائی کی کشش سے لوگوں کے دل جیتنے کی تعلیم دی ہے اور جبر کی نہ تعلیم دی اور نہ کبھی جبر سے کام لیا۔ خدا کا یہ منشاء تھا کہ مسلمان آخری وقت تک صبر و عفو کا نمونہ دکھائیں۔ چنانچہ انہوں نے دکھایا۔ آنحضرت صلعم نے مکہ کے مشرکوں اور کفار کے مظالم کی انتہا تک پہنچنے پر خدا سے حکم پا کر مدینہ کی ہجرت فرمائی تھی۔

صاحب فراست لوگوں نے آنحضرت صلعم کو کیسے قبول کیا

تاریخ اسلام میں ایسے لوگوں کے بارہ میں روایات بیان ہوئی ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ ایسے فراست اور بصیرت سے بہرہ ور اشخاص کبھی بھی اسلام کی سچائی کیلئے دلیل کے محتاج نہیں ہوئے۔ بلکہ ایسے خوش نصیبوں نے آنحضرت صلعم کے روئے مبارک کی طرف جوں ہی دیکھا تو پکار اُٹھے کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔

غلاموں کا قبول اسلام

اسلام وہ مذہب ہے جس نے ہمیشہ مظلوم کی حمایت کی ہے۔ آنحضرت صلعم کا مبارک نمونہ تاریخ سے ثابت ہے کہ آپ نے نبوت سے قبل بھی زید بن حارثہؓ کو آپ کی خدمت میں پیش ہونے کے بعد آزاد کر دیا تھا اور نبوت کا دور شروع ہونے کے بعد آپ کے اُسوہ پر عمل کرتے ہوئے اور قرآن کی غلاموں کے بارہ میں دلکش تعلیم کو ملحوظ رکھ کر مسلمانوں نے بڑی بڑی قربانیاں دیکر غلاموں کو آزاد کیا اور کروایا اور اُن کے ساتھ ایسے حسن سلوک کا برتاؤ کیا کہ جس طرح نمازوں میں ایک ہی صف میں غلام اور آزاد برابری کا درجہ رکھتے تھے۔ اسی طرح اپنی عملی زندگی میں جو خود کھاتے وہی غلاموں کو کھلاتے۔ جو خود پہنتے وہی اُن کو پہناتے۔ غرضیکہ اسلامی معاشرہ میں بکثرت غلاموں کو اپنے اندر جذب کیا اور حقیقی مساوات کا نمونہ دنیا کے سامنے حسین رنگ میں پیش کیا۔ یہی وجہ تھی کہ ہندوستان میں اسلامی دور میں خاندان غلامان نے بھی بہت اعلیٰ رنگ میں حکومت کی ہے اور اسلام کی تعلیم کی فضیلت اپنے عمل سے ثابت کی ہے۔ اس کا سہرہ آنحضرت صلعم کے سر پر خدا تعالیٰ نے رکھا ہے۔ وفات کے وقت آپ کی آخری وصیت بھی غلاموں سے حسن سلوک کے بارے میں تھی۔ یوں تو آنحضرت صلعم کی حسن و احسان میں خدا نے ایسی دلکشی اور دلربائی رکھی تھی۔ آپ کی ہر ادا پر جب کسی سعید روح کی نظر پڑی اور اُنے آپ کی زبان مبارک سے قرآن کا پیغام سنا تو قبول حق میں کبھی پس و پیش نہ کیا۔

چند نمونے تاریخ اسلام سے پیش کئے جاتے ہیں۔ جنگ بدر کے چند دن بعد عمر بن وہب اور صفوان بن امیہ بن خلف، جو ذی اثر قریش میں سے تھے۔ صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے مقتولین بدر کا ماتم کر رہے تھے کہ اچانک صفوان نے عمیر سے مخاطب ہو کر کہا کہ اب تو جینے کا کوئی مزہ نہیں رہا۔ عمیر نے اشارہ تاڑا اور جواب دیا کہ میں تو اپنی جان خطرہ میں ڈالنے کو تیار ہوں۔ لیکن بچوں اور قرض کا خیال مجھے مانع ہو جاتا ہے۔ ورنہ معمولی بات ہے۔ مدینہ جا کر چپکے سے محمد صلعم کا خاتمہ کر آؤں۔ اور میرے لئے وہاں جانے کا یہ بہانہ بھی موجود ہے کہ میرا لڑکا اُن کے پاس قید ہے۔ صفوان نے کہا تمہارے قرض اور بچوں کا میں ذمہ دار ہوتا ہوں۔ تم ضرور جاؤ اور جس طرح بھی ہو یہ کام کر گزرو۔ غرض یہ تجویز پختہ ہو گئی۔ صفوان سے رخصت ہو کر عمیر اپنے گھر آیا اور ایک تلوار زہر میں بجھا کر مکہ سے نکل کھڑا ہوا۔ جب وہ مدینہ پہنچا تو حضرت عمرؓ نے جو ان باتوں میں بہت ہوشیار تھے۔ اُسے دیکھ کر خوفزدہ ہوئے اور فوراً آنحضرت صلعم کے پاس جا کر عرض کیا کہ عمیر آیا ہے اور مجھے اُس کے متعلق اطمینان نہیں ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اُسے میرے پاس لے آؤ حضرت عمرؓ عمیر کو ساتھ لئے ہوئے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اُسے نرمی کے ساتھ اپنے پاس بٹھا کر پوچھا۔ کیوں عمیر کیسے آنا ہوا؟ عمیر نے کہا۔ میرا لڑکا آپ کے ہاتھ میں قید ہے اُسے چھڑانے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تو پھر یہ تلوار کیوں حمائل کر رکھی ہے اُس نے کہا۔ آپ تلوار کا کیا کہتے ہیں۔ جنگ بدر میں تلواروں نے کیا کام دیا۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں ٹھیک ٹھیک بات بتاؤ کہ کیسے آئے ہو۔ اُس نے کہا بات وہی ہے جو میں کہہ چکا ہوں۔ کہ بیٹے کو چھڑانے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا تو گویا تم نے صفوان کے ساتھ مل کر صحن کعبہ میں کوئی سازش نہیں کی۔ عمیر سناٹے میں آ گیا مگر سنبھل کر بولا۔ نہیں میں نے کوئی سازش نہیں کی۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم نے میرے قتل کا منصوبہ نہیں کیا۔ مگر یاد رکھو۔ خدا تمہیں مجھ تک پہنچنے کی توفیق نہیں دے گا۔ عمیر ایک گہرے فکر میں پڑ گیا۔ اور پھر بولا۔ آپ سچ کہتے ہیں۔ ہم نے واقعی یہ سازش کی تھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ خدا آپ کے ساتھ ہے۔ جس نے آپ کو ہمارے ارادوں سے اطلاع دیدی۔ ورنہ جس وقت میری اور صفوان کی بات ہوئی تھی۔ اُسوقت وہاں کوئی تیسرا شخص موجود نہیں تھا اور شاید خدا نے یہ تجویز میرے ایمان لانے کیلئے ہی کروائی ہے۔ اور میں سچے دل سے آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ آپ عمیر کے اسلام سے خوش ہوئے اور صحابہؓ سے فرمایا۔ اب یہ تمہارا بھائی ہے۔ اسے اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرو اور اس کے قیدی کو چھوڑ دو۔ الغرض عمیر بن وہب مسلمان ہو گئے اور بہت جلد انہوں نے ایمان اور اخلاص میں نمایاں ترقی کر لی اور بالآخر نور صداقت کے اس قدر گرویدہ ہوئے کہ آنحضرت صلعم سے با اصرار عرض کیا مجھے مکہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں وہاں کے لوگوں کو جا کر تبلیغ کروں۔ آنحضرت صلعم نے اجازت دی اور عمیر نے مکہ پہنچ کر اپنے جوش تبلیغ سے کئی لوگوں کو خفیہ خفیہ مسلمان بنا لیا۔ صفوان جو دن رات آنحضرت صلعم کے قتل کی خبر سننے کو منتظر تھا اور قریش سے کہا کرتا تھا کہ اب تم ایک خوش خبری سننے کیلئے تیار رہو۔ اُس نے جب یہ نظارہ دیکھا تو بے خود سا رہ گیا۔

آنحضرت صلعم نے عرب کے چاروں طرف پیغام پہنچا کر فریضۂ تبلیغ ادا کیا۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد فتح مکہ کی نوبت آئی اور اس موقعہ پر آنحضرت صلعم دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے اور اہل مکہ سے آپ نے جو عفو اور درگزر کا نیک سلوک فرمایا یہ وہ کارنامہ ہے جو دنیا کی تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتا غرضیکہ آپ کی وفات سے قبل جوق در جوق اور فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور آپ کی زندگی میں آپ کو غلبہ اسلام اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے چاروں خلفا کے زمانوں میں آپ کے بقیہ کام تکمیل پا گئے اور یہ خلفاء آپ کی قائمقامی میں بمنزلہ چراغ آپ سے روشنی حاصل کر کے دنیا کو اسلام کے نور سے منور کر گئے۔ خدا تعالیٰ کی سب پر بیشمار درود و سلامتی ہو۔ خدا تعالیٰ جلد وہ دن لائے کہ آپ کی بعثت کی علت غائی بڑی آب و تاب شان و شوکت اور پورے جلال کیساتھ دنیا پر ظاہر ہو آمین۔۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دعوت الی اللہ کے سنہری اُصول

از۔مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اصلاح وارشاد

عظیم داعی الی اللہ

سب سے کامیاب اور اولوالعزم داعی الی اللہ ہمارے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو داعیاً الی اللہ و سراجا منیرا کے عظیم الشان لقب سے نوازا (احزاب) کہ آپؐ ہی صحیح معنوں میں اللہ کی طرف بلانے والے اور ایسے چمکتے سورج کی طرح ہیں کہ جدھر بھی اس کی کرنیں پڑتی ہیں ہر قسم کی ظلمت و تاریکی دور ہو جاتی ہے اور نور اور روشنی کا انتشار ہو جاتا ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایسے تاریک زمانہ میں ہوئی تھی جس کا نقشہ قرآن کریم نے ظہر الفساد فی البر والبحر (سورۂ فرقان آیت ۵۳) کے الفاظ میں کھینچا ہے کہ خشکی اور تری ہر جگہ فساد ہی فساد واقع ہو چکا تھا اور توحید کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔لیکن آپؐ نے تشریف لا کر دُنیا کو شرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید کے اُجالوں میں لا کھڑا کیا اور ایسا عظیم الشان انقلاب رونما ہوا کہ جس کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی چنانچہ عاشق رسول حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام اس پاک انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کیلئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا۔اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے۔''

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۲۰۶)

دُنیا پھر شرک کے اندھیروں میں

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے چودہ سو سال بعد آج جب ہم مذہبی اور غیر مذہبی دنیا پر نظر کرتے ہیں تو پھر ایک مرتبہ ظہر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ ہر طرف نظر آتا ہے چنانچہ دُنیا کی نصف آبادی جو مسیحی اقوام پر مشتمل ہے خدائے واحد کی جگہ ایک انسان یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرستش کر رہی ہے اور چوتھائی آبادی جو ویدک دھرم کے مختلف فرقوں یا دیگر مذاہب سے تعلق رکھتی ہے انہوں نے بھی ایک خدا کی جگہ کئی کئی معبود بنا رکھے ہیں۔اور جو دہریہ اور ناستک اقوام ہیں اُن کا تو ذکر ہی چھوڑیں کیونکہ وہ سرے سے خدا کے وجود ہی کے منکر ہیں باقی ایک چوتھائی آبادی جو مسلمانوں پر مشتمل ہے کم از کم اُن میں ہی سچی توحید کی خوشبو قائم رہنی چاہیے تھی۔لیکن افسوس کے ساتھ اس تلخ حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ یہ مسلمان کہلانے والے اور توحید کے علمبردار سمجھے جانے والے بھی طرح طرح کے شرک میں مبتلا ہو چکے ہیں۔بعض پیر پرستی اور قبر پرستی کو اپنی نجات کا ذریعہ یقین کرتے ہیں اور زندہ خدا کو چھوڑ کر قبروں میں دبے مردوں سے اپنی حاجات براری کی توقع رکھتے ہیں اور بعض نے خدا کی بعض صفات کو معطل سمجھ لیا ہے مثلاً یہ کہ وہ خدا جو پہلے زمانوں میں سنتا بھی تھا اور بولتا بھی تھا لیکن آج وہ سنتا تو ہے مگر اُس کی صفت تکلم معطل ہو چکی ہے اور اب وہ کسی سے کلام نہیں فرماتا۔ دوسری طرف ایک بشر اور رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غیر طبعی زندگی پانے والا اور انہیں خدا کی صفت علم غیب اور صفت خلق وغیرہ میں شریک قرار دیتے ہیں۔

توحید گم گشتہ کو قائم کرنے والا

اب سوال یہ ہے کہ اُس سچی توحید کو جسے بانیٔ اسلام سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے چمکتے ہوئے روشن سورج کی طرح دُنیا میں قائم کر دیا تھا۔اب جو دنیا سے یہ روشنی ناپید ہو چکی ہے۔اور دُنیا پھر سے شرک اور ضلالت کے اندھیروں میں بھٹک رہی ہے تو اس توحید گم گشتہ کو دوبارہ قائم کرنے والا کون ہے؟

سو اس بارے میں خوشخبری ہو کہ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایسے تاریک دور کی خبر دیتے ہوئے یہ بشارت بھی عطا فرمائی تھی کہ آپؐ ہی کی اُمت میں سے آپؐ ہی کا ایک غلام آپ کا ظل اور بروز کامل اُمت محمدیہ کی اصلاح اور دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کیلئے مبعوث ہوگا اور اُسی کے ذریعے سے سچی توحید دوبارہ دُنیا میں قائم ہوگی اور ہر قسم کے شرک کے اندھیرے کافور ہوں گے۔چنانچہ یہ مبارک وجود سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں امام مہدی اور مسیح موعود کے منصب پر فائز فرما کر مبعوث فرمایا ہے۔

حضور علیہ السلام اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

۱۔''اِس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہوں۔جو شخص میری پیروی کرتا ہے، وہ اُن گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کیلئے تیار کئے ہیں۔مجھے اُس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دُنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں''

(مسیح ہندوستان میں روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۳)

۲۔نیز فرمایا:''خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے۔اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دیکھو میں زمین اور آسمان کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے۔اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے مردے زندہ ہو رہے ہیں نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔برکات ظہور میں آ رہے ہیں غیب کے چشمے کھل رہے ہیں''۔

(اخبار الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء)

خدا کو پانے کیلئے حضرت محمد رسول اللہ کی پیروی ضروری ہے

دعوت الی اللہ کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی روشنی میں سب سے بنیادی اور ضروری امر یہ قرار دیا کہ اب کوئی انسان اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق قائم نہیں کر سکتا اور نہ اُس کے قرب کے مراتب کو حاصل کر سکتا ہے جب تک کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی نہ کرے اور آپؐ کی محبت کو دل میں نہ بٹھائے۔اور یہ بات صرف نظریاتی طور پر بیان نہیں کی بلکہ اس کے ثبوت میں اپنی ذات کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس زمانے میں جو خدا نے مجھے دعوت الی اللہ کے عظیم منصب پر فائز فرمایا ہے تو محض اس لئے کہ اُس سچے خدا کو میں نے اپنے اُس پیارے نبیؐ کے ذریعے پالیا ہے۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

''میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے اس طرح پر کہ خود اُس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اُس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اُس پر پڑتی ہے اور اُس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دیکر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آ جاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۷۔۶۸)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر۔تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی۔۔۔سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی اُمی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا۔اور ایسی قبولیت اُس کو ملے گی کہ کوئی بات اُس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اس کا خدا ہوگا''

(سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۸۲)

زندہ خدا صرف میرے پاس ہے

بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے سب سے پہلے اللہ کے وجود اور اس کی تمام صفات کاملہ کے ہر زمانہ میں فعال ہونے کو ثابت فرمایا اور پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی برکت سے اس خدا کو پا لینے کا مژدہ سناتے ہوئے دُنیا کو اس زندہ خدا کی طرف دعوت دی اور یہ بھی اعلان فرمایا کہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آج زندہ خدا کسی کے پاس نہیں صرف میرے پاس ہے۔اور زندہ خدا کے متلاشی کو میرے پاس آنا ہوگا تب وہ زندہ خدا کے نشانات دیکھ لے گا۔اور اپنی اپنی استعداد و ہمت اور توفیق اور کوشش کے مطابق اس زندہ خدا سے اپنا تعلق قائم کر سکے گا۔چنانچہ اس سلسلہ میں آپ کے چند اقتباسات ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

۱۔''اے سننے والو سنو! ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا بھی ہے اور بولتا بھی ہے۔اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں اور وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی

ثانی نہیں‘‘۔
(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹)

۲۔ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔

اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھاؤں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا کہ لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہوگے تو خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہوگے تو خدا اُسے دیکھے گا۔ اور اُس کے منصوبے کو توڑے گا خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُسکی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور چیزیں کچھ چیز ہیں‘‘۔
(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۔۲۲)

دعوت الی اللہ اور تبلیغ اسلام کا آفاقی منصوبہ

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بعثت سے قبل مسلمانوں میں باقاعدہ تبلیغ کا نظام قریباً مفقود ہو چکا تھا بے شک انفرادی طور پر بعض بزرگ اور اسلام کا درد رکھنے والے مسلمان زبانی یا اپنے عملی نمونے سے تبلیغ کرتے رہتے تھے لیکن باقاعدہ تبلیغ کا نظام مدتوں سے بند پڑا تھا بلکہ برعکس سلسلہ چل پڑا تھا اور ہندوستان میں بھی عیسائی مناد ہزاروں مسلمانوں کو مرتد کر کے عیسائی بنا رہے تھے اور انہوں نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ مستقبل قریب میں ہندوستان میں دیکھنے کو بھی مسلمان نہیں ملے گا۔ اور زبانی تبلیغ کے علاوہ اسلام اور بانی اسلام کے خلاف لٹریچر کا گویا ایک سیلاب اُمڈ آیا تھا۔ ایسے نازک دور میں بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے باقاعدہ دعوت الی اللہ اور تبلیغ اسلام کی داغ بیل ڈالی اور ایک رسالہ فتح اسلام کے نام سے تصنیف فرما کر شائع کیا جس میں تبلیغ و اشاعت اسلام کیلئے پانچ شاخوں پر مشتمل ایک الٰہی نظام کو جاری کرتے ہوئے ذی ثروت مسلمانوں کو تعاون کی تحریک فرمائی۔ لیکن سوائے چند ایک کے اکثر مسلمانوں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ مگر چونکہ خدائی منشاء کے مطابق آپ نے یہ نظام جاری فرمایا تھا اس لئے آپ کو انتہائی نامساعد حالات میں بھی اس کو جاری رکھنے کی توفیق ملی اور آج تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بابرکت نظام ایک بہتے چشمے کی طرح جاری وساری ہے اور اکناف عالم کو سیراب کر رہا ہے۔

تبلیغ اسلام کے اس آسمانی منصوبے کی جن اہم پانچ شاخوں کا حضور علیہ السلام نے رسالہ فتح اسلام میں ذکر فرمایا ہے وہ اختصار کے ساتھ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا اور وہ معارف و دقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے تھے۔ اور انسانی تکلف سے نہیں بلکہ رُوح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دیئے گئے‘‘۔

’’دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو بحکم الٰہی اتمام حجت کی غرض سے جاری ہے اور اب تک بیس ہزار سے کچھ زیادہ اشتہارات اسلامی حجتوں کو غیر قوموں پر پورا کرنے کیلئے شائع ہو چکے ہیں اور آئندہ ضرورت کے وقتوں میں ہمیشہ ہوتے رہیں گے‘‘۔

اس سلسلہ میں مزید فرماتے ہیں۔

’’ایسا ہی وہ بیس ہزار اشتہار جو انگریزی اور اُردو میں چھاپے گئے اور پھر بارہ ہزار سے کچھ زیادہ مخالفین کے سرگروہوں کے نام رجسٹری کرا کر بھیجے گئے اور ملک ہند میں ایک بھی ایسا پادری نہ چھوڑا جس کے نام وہ رجسٹری شدہ اشتہار نہ بھیجے گئے ہوں بلکہ یورپ اور امریکہ کے ممالک میں بھی یہ اشتہارات بذریعہ رجسٹری بھیج کر حجت کو تمام کر دیا گیا‘‘۔

’’تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کیلئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کیلئے آتے رہتے ہیں۔ یہ شاخ بھی برابر نشوونما میں ہے‘‘۔

’’چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ اب تک عرصہ مذکورہ بالا میں نوے ہزار سے بھی کچھ زیادہ خط آئے ہوں گے۔ جن کا جواب لکھا گیا اور یہ سلسلہ بھی بدستور جاری ہے‘‘۔

’’پانچویں شاخ اس کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص وحی اور الہام سے قائم کی مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ ہے چنانچہ اُس نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی تیار کر۔ جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا‘‘۔
(فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۲ تا ۲۵)

قارئین کرام! یہ وہ عظیم الشان پانچ شاخوں پر مشتمل تبلیغ و اشاعت اسلام کا منصوبہ تھا جس کو چلانے کیلئے ہزار ہا روپوں (اس زمانہ کے لحاظ سے کروڑوں روپے) کے اخراجات درپیش تھے۔ صرف تالیف و تصنیف کی شاخ کے اخراجات کا کچھ ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے ظاہری تدبیر کے طور پر ہندوستان کے متمول مسلمانوں کو تحریک کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

’’اے ملک ہند! کیا تجھ میں کوئی ایسا باہمت امیر نہیں کہ اگر اور نہیں تو فقط اسی شاخ کے اخراجات کا متحمل ہو سکے۔ اگر پانچ مومن ذی مقدرت اس وقت کو پہچان لیں تو ان پانچ شاخوں کا اہتمام اپنے اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔‘‘ (ایضاً صفحہ ۳۰)

لیکن یہ تحریک بالعموم مسلمانوں کے متمول اور ذی ثروت اصحاب کے بہرے کانوں پر پڑی۔ مگر چونکہ یہ خدائی حکم اور منشاء کے مطابق نظام قائم کیا گیا تھا۔ پہلے تو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذاتی طور پر اپنی موروثی جائیداد اور املاک کو دعوت الی اللہ کی راہ میں قربان کر دیا پھر خدا نے آپ کو الہاماً یہ بشارت عطا فرمادی تھی کہ اللہ آسمان سے سعید الفطرت لوگوں کے دلوں میں وحی کرے گا۔ جسکے نتیجہ میں وہ مدد کریں گے اور دور دور سے لوگ اور تحائف تیرے پاس پہنچیں گے۔ چنانچہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی زندگی ہی میں تالیف و تصنیف کی شاخ کے سلسلہ میں عظیم الشان اعجازی کارنامہ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی اور ان نامساعد حالات میں بھی ۸۰ سے زائد کتب آپ نے تصنیف کر کے شائع فرمادیں۔ اور رہتی دنیا تک قائم رہنے والا روحانی خزائن پر مشتمل عظیم سرمایہ فراہم کر دیا۔ اور آج تمام ملکوں میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ تالیف و تصنیف اور اشاعت قرآن کا کام پورے زور کے ساتھ جاری ہے جس پر سالانہ کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں۔

پھر مہمانوں کی ضیافت کیلئے جو لنگر خانہ کا نظام قائم فرمایا۔ اس کے اخراجات کو پورا کرنے کیلئے بعض اوقات آپ کو اپنی بیوی صاحبہ کے زیور کو فروخت کرنا یا رہن رکھوانا پڑا۔ لیکن اُنہی قربانیوں کی برکت ہے کہ آج جہاں جہاں بھی جماعت کی شاخیں قائم ہیں وہاں جماعت کی طرف سے دار الضیافت اور لنگر خانوں کا نظام جاری ہے اور ہزار ہا بلکہ لکھوکھا کی تعداد میں مہمان آتے اور ضیافت سے مستفید ہوتے ہیں۔

اس طرح اس تبلیغی منصوبہ کی مذکورہ پانچوں شاخیں دنیا بھر میں پھیلتی اور مثمر بثمرات حسنہ ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اس پر اٹھنے والے کروڑوں روپے کے اخراجات عالمگیر جماعت احمدیہ کے افراد کے طوعی چندوں سے پورے کئے جا رہے ہیں۔

دعوت الی اللہ جہاد اکبر ہے

اسلام پر ایک غلط اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے حالانکہ سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کو جتنی بھی جنگیں لڑنا پڑیں وہ محض دفاعی نوعیت کی تھیں۔ مکہ میں تیرہ سال تک متواتر مخالفین کے ہاتھوں آپ اور آپ کے صحابہؓ دُکھ اُٹھاتے رہے اور صبر کرتے رہے حتیٰ کہ مکہ چھوڑ کر جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں بھی جانی دشمنوں نے پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور فوج کشی شروع کر دی تب اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفاع میں تلوار اُٹھانے کا حکم دیا اور ساتھ ہی اپنی مدد اور نصرت کا وعدہ بھی عطا فرمایا۔ جس کا ثبوت اُس وقت کی تمام جنگوں میں دُنیا نے مشاہدہ کیا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام امن کے زمانہ میں اپنی حسین تعلیمات اور مخلص باعمل مسلمانوں کے پاک نمونوں کے ذریعے پھیلا ہے لیکن بدقسمتی سے آج مسلمانوں میں سے بھی بعض ایسی غلط سوچ رکھنے والے موجود ہیں جو صرف تلوار کے جہاد کے قائل ہیں اور اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر زمانے میں مسلمانوں کو مذہبی لحاظ سے یا عددی لحاظ سے برتری حاصل کرنے کیلئے جہاد بالسیف کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ یہ انتہائی احمقانہ اور غیر اسلامی خیال ہے اسلام تو امن کا مذہب ہے اسلام کے معنے ہی امن اور سلامتی کے ہیں۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں یہ نہایت اہم نکتہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تعلیمات کو پھیلانے اور قرآنی دلائل سے تبلیغ اسلام کرنے کو جہاد کبیر قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وجاھدھم بہ جھادا کبیرا (سورہ فرقان آیت ۵۳)

کہ اس قرآن کریم کے ذریعے جہاد کبیر کرو۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تلوار کے جہاد کو سب سے کم تر درجہ کا جہاد قرار دیتے ہیں۔ اور اپنے نفس کو پاک کرنے کی کوشش کو سب سے برتر جہاد قرار دیتے ہیں چنانچہ اک جنگ سے لوٹتے ہوئے آنحضرت صلعم نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر کہ ہم جہاد اصغر سے جو کہ تلوار کا جہاد ہے جہاد اکبر جو کہ نفس کے پاک کرنے کا جہاد ہے کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

لیکن بدقسمتی سے نادان مسلمان حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ پر ایک یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ گویا آپ جہاد کے منکر ہیں۔ حالانکہ آپ نے موجودہ دور میں جبکہ کوئی تلوار کے ذریعے مذہب پر حملہ آور نہیں ہو رہا۔ تلوار سے جہاد کرنے کو حرام قرار دیا ہے اور خود آنحضرت صلعم نے یہ پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اس کے زمانے میں حربی جہاد کو موقوف کر دیا جائے گا (بخاری)

چنانچہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے فرمایا۔

’’تلوار کے ساتھ جہاد کے شرائط پائے نہ جانے کے باعث موجودہ ایام میں تلوار کا جہاد نہیں رہا۔ (حقیقۃ المہدی صفحہ ۱۹ ترجمہ از عربی عبارت)

نیز فرمایا:۔

''اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے (ہر قسم کے جہاد کا نہیں۔ ناقل) مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے''۔
(روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۵)

تبلیغی جہاد کی تحریک کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

''اعلائے کلمہ اسلام میں کوشش کریں۔ مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں۔ دین متین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی دنیا پر ظاہر کریں۔ یہی جہاد ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دُنیا میں ظاہر نہ کرے''
(مکتوب حضرت مسیح موعودؑ بنام حضرت میر ناصر نواب صاحب) مندرجہ رسالہ درود شریف تصنیف مولانا محمد اسماعیل صاحب فاضل صفحہ ۲۶)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔
''مسیح موعودؑ دُنیا میں آیا ہے تاکہ دین کے نام سے تلوار اُٹھانے کے خیال کو دور کرے اور اپنے حجج اور براہین سے ثابت کر دکھائے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں بلکہ اس کی تعلیم کی ذاتی خوبیاں اور اُس کے حقائق و معارف و حجج و براہین اور خدا تعالیٰ کی زندہ تائیدات اور نشانات اور اُس کا ذاتی جذب ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ اُس کی ترقی اور اشاعت کا موجب ہوئی ہیں۔ اس لئے وہ تمام لوگ آگاہ رہیں جو اسلام کے بزور شمشیر پھیلائے جانے کا اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس دعوی میں جھوٹے ہیں۔ اسلام کی تاثیرات اپنی اشاعت کیلئے کسی جبر کی محتاج نہیں ہیں اگر کسی کو شک ہے تو وہ میرے پاس رہ کر دیکھ لے کہ اسلام اپنی زندگی کا ثبوت براہین اور نشانات سے دیتا ہے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۷۶)

مذہبی مباحثات کے سلسلہ میں زریں ہدایات

صرف یہی نہیں کہ آپ نے دلائل کے ساتھ یہ ثابت کر دیا کہ دین کے معاملہ میں کسی طرح کا جبر و اکراہ جائز نہیں بلکہ دیگر اہل مذاہب کو قائل کرنے کیلئے ایسے زریں اُصول بیان فرمائے کہ ان کے ذریعے اس امر کو یقینی بنا دیا گیا کہ جو مذہب دلائل اور براہین کی طاقت سے دلوں میں اثر پیدا کرنے کی صلاحیت رکھے وہی ترقی کر سکے۔ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس اور Might is Right والا نظریہ ختم ہو جائے۔

ہندوستان میں 1897-98 میں مذہبی بحث و مباحثہ کے سبب حالات مخدوش ہوتے جا رہے تھے اور سیاسی مفسدہ پرداز اس مذہبی دشمنی سے فائدہ اُٹھا کر گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو اُکسانے میں مشغول تھے۔ اور اس شرارت کو محسوس کر کے گورنمنٹ نے ۱۸۹۷ء میں سڈیشن کا قانون بھی پاس کیا تھا لیکن باوجود اس قانون کے ہندوستان امن سے فساد کی طرف منتقل ہو رہا تھا اور اس قانون کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ کیونکہ ہندوستان میں لوگ جتنے مذہب کے معاملہ میں جوش میں آسکتے ہیں اتنے سیاسی اُمور میں نہیں آتے اور اس قانون سڈیشن میں مذہبی لڑائی جھگڑوں کا سدباب نہیں کیا گیا تھا۔

چنانچہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ستمبر ۱۸۹۷ء میں ایک میموریل تیار کر کے وائسرائے ہند کو بھجوایا تھا اور اس کو شائع بھی کر دیا تھا۔ اُس میموریل میں آپ نے مندرجہ ذیل تجاویز پیش فرمائی تھیں۔

۱۔ اوّل یہ کہ قانون پاس کر دینا چاہئے کہ ہر ایک مذہب کے پیرو اپنے مذہب کی خوبیاں تو بے شک بیان کریں لیکن دوسرے مذہب پر حملہ کرنے کی ان کو اجازت نہ ہوگی۔ اس قانون سے نہ تو مذہبی آزادی میں فرق آوے گا اور نہ کسی خاص مذہب کی طرف داری ہوگی۔

۲۔ اگر یہ طریق منظور نہ ہو تو کم سے کم یہ کیا جائے کہ کسی مذہب پر ایسے حملے کرنے سے لوگوں کو روک دیا جائے جو خود اُن کے مذہب پر پڑتے ہوں۔ یعنی اپنے مخالف کے خلاف وہ ایسی باتیں پیش نہ کریں جو خود ان کے ہی مذہب میں موجود ہوں۔

۳۔ اگر یہ بھی ناپسند ہو تو گورنمنٹ ہر ایک فرقہ سے دریافت کر کے اس کی مسلمہ کتب مذہبی کی ایک فہرست تیار کرے اور یہ قانون پاس کر دیا جائے کہ اس مذہب پر ان کتابوں سے باہر کوئی اعتراض نہ کیا جائے کیونکہ جب اعتراضات کی بنیاد صرف خیالات یا جھوٹی روایات پر ہو جنہیں اس مذہب کے پیرو تسلیم ہی نہیں کرتے تو پھر ان کے رو سے اعتراض کا نتیجہ باہمی بغض و عداوت ترقی کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔
(بحوالہ سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۶۲ مصنف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی)

بین المذاہب یکجہتی اور مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ دیگر مذاہب کے روحانی پیشوا اور مذہبی کتب کی اسی طرح عزت و تکریم کی جائے جسطرح اپنے روحانی پیشوا اور اپنی کتب مقدسہ کی عزت و تکریم کی جاتی ہے۔

اسلام کی ایک بنیادی تعلیم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں اپنے نبی اور رسول بھیجے ہیں چنانچہ فرمایا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (سورہ فاطر آیت ۲۵) یعنی کوئی بھی اُمت ایسی نہیں گزری جس میں خدا کی طرف سے ڈرانے والے نبی و رسول نہ آئے ہوں ولکل قوم ھاد (سورہ رعد آیت ۸) یعنی ہر قوم میں ہادی گزرے ہیں۔

قرآن کریم نے دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے مذہبی جذبات کا اسقدر خیال رکھا کہ باوجود بت پرستی کے ناجائز ہونے اور اس کے نقصانات کو کھول کر بیان کرنے کے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ تم مشرکوں کے معبودانِ باطلہ کو بھی برا مت کہو کیونکہ اس کے نتیجہ میں وہ جوابی طور پر تمہارے خدا کو برا کہیں گے۔

لیکن افسوس ہے کہ اس قدر واضح تعلیم اور تاکیدی حکم کے باوجود بعض مسلمان ہندوستان میں یا چین میں یا فارس میں ظاہر ہونے والے برگزیدہ رسولوں پر ایمان نہیں لاتے بلکہ جو انہیں نبی یا رسول کہے اس پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ اسلامی تعلیم کے مطابق غیر مسلموں کے مذہبی جذبات کا خیال رکھنے میں احتیاط نہ برتنے کی وجہ سے فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہوتی اور زیادہ تر مسلمانوں ہی کا نقصان ہو جاتا ہے۔ پس اسلام کی اس پاک اور امن بخش تعلیم سے انحراف کر کے مسلمانوں نے بہت نقصان اُٹھایا ہے اور دنیا میں امن قائم کرنے میں جو اہم کردار اس پیارے اُصول سے وہ ادا کر سکتے تھے اس سے محروم رہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے آکر قرآن کریم کی اس مبارک تعلیم کی طرف توجہ دلائی اور ساری دنیا میں یہ اعلان فرمایا کہ میں اور میری جماعت قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق تمام نبیوں رسولوں کو خواہ وہ کسی ملک اور قوم میں ظاہر ہوئے ان کو منجانب اللہ تسلیم کرتی ہے یہ اور بات ہے کہ آج کل ان کے ماننے والے ان کو نبی اور رسول کی بجائے خدائی کا درجہ دیتے ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام کے چند ارشادات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ''پس یہ اُصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم اُن تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دُنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں اُن کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور اُن کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اُصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا اُسی اُصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا.....کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں''
(تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۔۔۔۔صفحہ ۲۵۹۔۲۶۰)

۲۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا شکر کرنے کا مقام ہے کہ ہم لوگ جو مسلمان ہیں ہمارے اُصول میں یہ داخل ہے کہ گزشتہ نبیوں میں سے جن کے فرقے اور قومیں اور اُمتیں بکثرت دنیا میں پھیل گئی ہیں کسی نبی کی تکذیب نہ کریں۔ کیونکہ ہمارے اسلامی اصول کے موافق خدا تعالیٰ مفتری کو ہرگز یہ عزت نہیں بخشتا کہ وہ ایک سچے نبی کی طرح مقبول خلائق ہو کر ہزارہا فرقے اور قومیں اُس کو مان لیں اور اُس کا دین زمین پر جم جاوے اور عمر پاوے لہٰذا ہمارا یہ فرض ہونا چاہئے کہ ہم تمام قوموں کے نبیوں کو جنہوں نے خدا کے الہام کا دعویٰ کیا اور مقبول خلائق ہو گئے اور ان کا دین زمین پر جم گیا خواہ وہ ہندی تھے یا فارسی، چینی تھے یا عبرانی خواہ کسی اور قوم میں سے تھے۔ درحقیقت سچے رسول مان لیں اور اگر ان کی اُمتوں میں کوئی خلاف حق باتیں پھیل گئی ہوں تو اُن باتوں کو ایسی غلطیاں قرار دیں جو بعد میں داخل ہوگئیں۔ یہ اُصول ایک ایسا دلکش اور پیارا ہے جس کی برکت سے انسان ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدتہذیبی سے بچ جاتا ہے............

سوائے دوستو! اس اُصول کو محکم پکڑو۔ ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ نرمی سے عقل بڑھتی ہے اور بردباری سے گہرے خیال پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو شخص یہ طریق اختیار نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔
(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۔۱۷)

سچی ہمدردی کا جوش

دعوت الی اللہ کیلئے دل میں بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کا پایا جانا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نوع انسان کی اصلاح اور خالق حقیقی سے اس کا تعلق قائم کرنے کی غرض سے مبعوث فرمایا تھا اسلئے آپ کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی اور غمخواری کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں۔

''میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر میں صرف اُن باطل عقائد کا دُشمن ہوں جس سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اُصول''
(روحانی خزائن جلد ۱۷ اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳۴۴)

اسی طرح فرماتے ہیں۔
''دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دُنیا میں سے نہیں ہوں مگر جن کی فطرت کو اُس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں۔ اور کریں گے۔ اور جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے وہ ضرور اس روشنی سے حصہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا'' (روحانی خزائن جلد نمبر ۳ فتح اسلام صفحہ ۳۴)

اسلامی رواداری کی سنہری تاریخ

لدھیانہ کے ایک خدا پرست ہندو رہنما کا تحقیقی مقالہ

﴿از مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت ربوہ﴾

حضرت بانی احمدیت کا ایک مقدس اصول اور اس کا رد عمل

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے آج سے ۱۰۴ سال قبل امنِ عالم اور بین الاقوامی صلح کے قیام کیلئے یہ نہایت درجہ مقدس اور مبارک اصول پیش فرمایا کہ:۔

"یہ اصول نہایت صحیح اور نہایت مبارک او رباد جود اس کے صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے کہ ہم ایسے تمام نبیوں کو سچے نبی قرار دیں جن کا مذہب جڑ پکڑ گیا اور عمر پا گیا اور کروڑہا لوگ اس مذہب میں آگئے۔ یہ اصول نہایت نیک اصول ہے اور اگر اس اصل کی تمام دنیا پابند ہو جائے تو ہزاروں فساد اور توہین مذہب جو مخالف امن عامہ خلائق ہیں اٹھ جائیں"۔

نیز فرمایا "پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا ایران میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کردی اور کئی صدیوں سے وہ مذہب چلا آیا۔ یہی وہ اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے" (تحفہ قیصریہ صفحہ ۷۶ مطبع ضیاء الاسلام قادیان اشاعت اوّل ۲۵ مئی ۱۸۹۷ء)

اس مبارک اور مقدس اصول نے ہندو دھرم کے نیک دل شریف النفس اور خداترس حلقوں پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے۔

اس ضمن میں لدھیانہ کے تاریخی شہر (جہاں ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو پہلی بیعت کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا) کے ایک ہندو رہنما جناب لالہ کانشی رام چاولہ پنشنر سپرنٹنڈنٹ دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر لدھیانہ کا ذکر ضروری ہے جو ہندی، گورمکھی، انگریزی اور اردو کی کم و بیش ۳۲ کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے ایک کتاب "اے مسلم بھائی" بھی ہے جو انہوں نے ۱۹۴۷ء میں شائع کی جبکہ پورے برصغیر پر تلخیوں اور عداوتوں کے گھٹا ٹوپ اور سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔

جناب لالہ کانشی رام صاحب چاولہ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۵۲ تا ۲۵۷ میں آنحضرت ﷺ کا ذکر مبارک جس خلوص و عقیدت سے فرمایا ہے وہ بار بار پڑھنے کے لائق اور نہایت اثر انگیز ہے آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا میں جوں جوں مطالعہ کرتا ہوں مجھے جہاں اس میں ایک نرالی شان دکھائی دیتی ہے۔ وہاں ایک خاص راحت محسوس ہوتی ہے کون جانتا تھا کہ یہ محض اُمی اور ان پڑھ لڑکا کسی روز بڑے بڑے علماء و فضلا کا ناطقہ بند کردیگا۔ اور کون کہہ سکتا تھا کہ اس یتیم کے نام لیوا کبھی پردہ دنیا پر چالیس کروڑ سے بھی زیادہ انسان ہو جائیں گے۔

تمام مذاہب کے پیشوا اور بانی مبانی بڑے بڑے گھرانوں میں پیدا ہوئے اور ان کی پیدائش پر بڑی دھوم دھام مچی بڑے شادیانے بجے مثلاً حضرت مسیحؑ۔ بدھ بھگوان۔ حضرت موسیٰؑ بھگوان کرشن۔ بھگوان مہاویر۔ گورونانک سب کا بچپن نہایت لاڈ پیار اور شان و شوکت سے گذرا۔ لیکن آنحضرت صلعم کی مصائب کا آغاز پیدائش سے پیشتر ہی شروع ہو گیا تھا جس کی کچھ تفصیل یہاں عرض کی جاتی ہے۔

آپ کے والد ماجد تو آپ کی ولادت سے چند ماہ پیشتر ہی رحلت فرماگئے تھے چھ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ بھی داغِ مفارقت دے گئیں۔ دو سال دادا کے زیر سایہ دن نکالے اور آٹھویں سال وہ بھی انتقال فرماگئے اور پھر آپ کو چچا نے سنبھالا۔ اس طرح سے بچپن میں تعلیم و آسائش کے تمام ذرائع مسدود ہوگئے کیا یہ کرشمہ قدرت نہیں کہ ایسے حالات میں پلی ہوئی ہستی آج کثیر انسانی حصہ کی رہنما اور ہادی تسلیم کی جارہی ہے اور اُس نے عرب جیسے جاہل ملک میں بہ حالت بے سروسامانی اہل عالم کو انسانیت کا پیغام سنایا۔

کسے علم تھا کہ ایک ایسے غیر معروف قبیلہ میں پیدا ہونے والا اُمی اور یتیم لڑکا عرب سے جہالت کا نام و نشان مٹانے والا مصلح بنے گا۔ اسلام کا جھنڈا دنیا میں لہرانے والا پیغمبر ہوگا قرآن شریف کا پیغام پہنچانے والا نبی ہوگا۔ جہلا میں زبردست اصلاح کرنے والا ریفارمر ہوگا۔ اور ایک بالکل انوکھے اور نئے مذہب کی مشعل دکھائے گا ایک مختصر سے عرصہ میں خود تعلیم یافتہ نہ ہونے پر بھی اپنی تعلیم سے تمام عالم کے بہت بڑے حصہ کو باخبر اور ہوشیار کردے گا جو تعلیم دنیا کے سارے انسانوں کے لئے قابل تقلید ہوگی۔

آنحضرت صلعم نے رواداری اور مساوات۔ عدل وانصاف اور حقوق ہمسائیگی کا جو بلند معیار دنیا میں قائم کیا ہے اسے دیکھ کر عش عش کرنا پڑتی ہے آپؐ کے اخلاق و مساوات کا یہ حال تھا کہ کسی غلام یا بچے یا جانور تک کو نہیں مارا عمر بھر کسی کو گالی نہیں دی۔ بلی کو ایک بار پیاسا دیکھا۔ وضو کے لوٹے سے پانی پلایا۔ ایک دفعہ بلی آپؐ کے بستر پر سوئی ہوئی تھی۔ اُسے بے آرام نہیں کیا۔ چڑیوں اور چیونٹیوں کو مارنے کے خلاف تنبیہہ فرمائی کتوں کو پانی پلانے والوں کے قصور معاف کئے جنگ میں قیدیوں کے احترام کئے نہایت شاندار قوانین جنگ وضع کئے جس میں عورت۔ بچے بوڑھے سوئے ہوئے اور نہتے پر ہتھیار چلانے کی ممانعت رکھی فصلوں اور گھروں کو نقصان پہنچانے سے رکاوٹ قائم کی۔

آنحضرت صلعم دیگر اقوام کے سرداروں کی عزت کرتے تھے دیگر مذاہب کے اہل علم اور بزرگوں سے خوش خلقی سے پیش آتے تھے۔ جہاں اُمت کی مغفرت کیلئے رات دن دست بدعا رہتے تھے وہاں مخالفین اور دشمنوں کیلئے بھی نیک دعا مانگتے تھے جب جنگ اُحد میں آپؐ کے چہرہ مبارک پر پتھر مارے گئے اور آپؐ کے دانت شہید ہوگئے تو آپؐ نے فرمایا۔

اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون (مسلم)

(ترجمہ۔ اے میرے خدا ان لوگوں کو تو بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں)

آپ کی سخاوت و فیاضی بے مثل تھی سائل کسی مذہب یا گروہ کا ہو۔ آپؐ کے دروازہ سے خالی نہ لوٹ سکتا تھا۔ آنحضورؐ کی عام نصیحت یہ تھی کہ "مخلوق پر رحم کرو۔ اللہ سے ڈرو۔ آپ لوگوں کی ضروریات کو قرض لیکر بھی پورا کرتے تھے۔ آپؐ کا حکم تھا کہ دشمن کی لاش خراب نہ کی جائے عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے۔ اعضا کو کاٹ کاٹ کر ہلاک نہ کیا جائے۔ نہ ہی اعضاء کو آگ سے جلایا جائے۔

آپؐ کی راست بازی۔ دیانتداری۔ ایمانداری اور عدل و انصاف کی تعریف نہ صرف مسلمان بلکہ ابوجہل اور ابوسفیان جیسے سفاک غیر مسلموں نے بھی کی۔ انسان کی اصلی تعریف ہی وہ ہوتی ہے جسے مخالف بھی کہے اور صحیح برائی وہ ہوتی ہے جو دوست بھی منہ سے کہدے۔

کیا یہ آنحضرت صلعم کا معجزہ نہیں ہے کہ عرب کے جاہل۔ اکھڑ لڑاکے جھگڑالو۔ تو ہم پرست وعدہ شکن بچہ کش جواباز۔ شرابی زناکار (ماؤں کو بھی اپنے عقد میں لانے والے) رہزن لوگ آج سیدھے سادے مسافر نواز مہمان نواز۔ محنتی۔ ایماندار ہمدرد۔ وعدہ پرست۔ حامی مساوات اور باخدا نظر آتے ہیں۔ یہ آنحضرت صلعم کی تعلیم کا کرشمہ ہے کہ اتنے قلیل عرصہ میں ان لوگوں کے اخلاق و اطوار عادات و چلن میں یہ ایک غیر معمولی تغیر پیدا کر دیا"۔

یہ کتاب ایک گرانقدر تحقیقی مقالہ ہے جس میں فاضل مولف نے دین اسلام میں رواداری پیغمبر اسلام کی رواداری خلفائے اسلام کی رواداری سچے دینداروں کی رواداری جیسے اہم عنوانات قائم کر کے اسلامی رواداری کی تاریخ پر محققانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔

ذیل میں قارئین "بدر" کے اضافہ معلومات کیلئے بعض اہم اقتباسات پیش خدمت کئے جارہے ہیں۔

پیغمبر اسلام کی رواداری

آنحضرت صلعم کی سیرت کے چند واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ جن سے پتہ لگے گا کہ آپؐ رواداری اور خلق کا مجسمہ تھے آپ کی کشادہ دلی اور وسیع الخیالی درجہ کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔

۱۔ ایک بار نجران سے اہل نصاریٰ کا ایک وفد آپکی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اہل وفد کو مسجد نبوی میں ٹھیرنے کی اجازت دی بلکہ اُن کو اپنے طریقہ سے اسی جگہ نماز ادا کرنے کی بھی اجازت دی۔

۲۔ بہت سے عیسائی اور یہودی فرقوں کے ساتھ آپ کے عہد و پیمان ہوئے اور آپؐ نے اُن کو مذہبی آزادی دی اور ان کے جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لیا۔

۳۔ ایک بار ایک بدو نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ مسلمان اس کو مارنے کیلئے دوڑے لیکن آنحضرت صلعم نے منع فرمایا اور کہا کہ وہ جگہ دھو ڈالو خدا نے تمہیں آسانی کیلئے پیدا کیا ہے۔ دشواری کیلئے نہیں۔

۴۔ ایک بار ایک یہودی نے کہا حضرت موسیٰؑ افضل ترین پیغمبر تھے ایک مسلمان نے اسے مارا۔ وہ یہودی حضور سے فریادی ہوا۔ تو حضورؐ نے اس مسلمان کو تنبیہہ فرمائی۔ اور فرمایا تنگ دلی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں"۔

۵۔ جب حضرت علیؓ کو آنحضرت صلعم نے یمن میں تبلیغ اسلام کیلئے روانہ کیا تو تاکید فرمائی کہ جب تک کوئی حملہ آور نہ ہو پیش دستی نہ کرنا۔ حضرت علیؓ نے اس کی پوری تعمیل کی۔

۶۔ جب آنحضرت صلعم نے معاذ بن جبل اور ابوموسیٰ اشعری کو تبلیغ اسلام کیلئے بھیجا تو یہ

ہدایات جاری فرمائیں۔ سہولت سے کام کرنا۔ سخت گیری نہ کرنا۔ لوگوں کو خوشخبری سنانا۔ نفرت نہ دلانا۔ مظلوموں کی بددعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ اس دعا کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا"۔

جب معاذؓ رکاب میں پاؤں ڈال کر روانہ ہونے لگا تو اس وقت خاص طور پر فرمایا کہ دیکھنا لوگوں کے ساتھ خوش خلقی کا برتاؤ کرنا۔

۷۔ایک دفعہ ایک خطبہ میں قرآن مجید کی وہ آیت پڑھی جس کے معنی ہیں "اے لوگو! اس خدا سے ڈرو جس نے ایک ذات سے تم کو پیدا کیا ہے"

۸۔ایک دفعہ آپؐ نے خطبہ میں فرمایا۔

ان ربکم واحد وان اباکم واحد کلکم من آدم وآدم من تراب ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

ترجمہ:۔اے لوگو! یقیناً تمہارا خدا ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو۔ آدم مٹی سے تھے تم میں شریف تر وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

۹۔ایک بار آپؐ تشریف لے جارہے تھے تو ایک مقام پر مسلمان منافق اور کافر سب بیٹھے تھے۔ آپؐ نے سب کو سلام کیا۔

۱۰۔ایک دفعہ چند یہودیوں نے آنحضرت صلعم کو السلام علیکم کی بجائے اسام علیکم (نعوذ باللہ تم پر موت ہو) کہا تو حضرت عائشہؓ برافروختہ ہو گئیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا "آئشہ بدزبانی نہ کر۔ خدا نرمی کو پسند کرتا ہے" بارک اللہ۔کس درجہ کی بردباری اور حلیمی!

۱۱۔ایک دفعہ مسلمانوں نے آپؐ سے عرض کی کہ کافروں کیلئے بددعا کیجئے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ "میں رحمت کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ لعنت کے لئے نہیں"۔

۱۲۔ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مشرک ہم کو بہت تکلیف دیتے ہیں آپؐ ہمیں اُن سے انتقام لینے دیجئے تو فرمایا کہ مجھے معاف کرنے کا حکم ہے انتقام لینے کا نہیں"۔

۱۳۔ ایک یہودیہ عورت نے آپؐ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اور پھر اقرار جرم بھی کر لیا لیکن آپؐ نے اُسے معاف کر دیا۔

۱۴۔ایک شخص نے تین بار آکر سوال کیا کہ میں کتنی دفعہ کسی کا قصور معاف کروں۔ تو فرمایا کہ ایکدن میں ستر بار "واہ وا! کیسی فراخدلی!

۱۵۔ایک دفعہ کئی آدمیوں نے جو آنحضرت صلعم کے ہمراہ ہم سفر تھے۔ چیونٹیوں کے ایک بل پر آگ رکھ دی تو آپؐ نے ناپسند فرمایا۔ اور ارشاد کیا "یہ بُری بات ہے کیونکہ آگ کے مالک کے سوائے کوئی کسی کو آگ سے عذاب نہیں دے سکتا"۔

۱۶۔وہ قریش جنہوں نے تین برس تک آپ کو محصور کیا اور جو آپ کے پاس غلہ کا ایک دانہ تک کے پہنچانے کے روادار نہ تھے ان کے ہاں ایک بار مکہ میں سخت قحط پڑ گیا۔ وہ لوگ ہڈی اور مردار کھانے لگے آپؐ نے اُن لوگوں کے حق میں دعا کی۔

۱۷۔جنگِ احد میں دشمنوں نے آپؐ پر پتھر پھینکے تیر برسائے تلواریں چلائیں۔ دندانِ مبارک کو شہید کیا لیکن آپؐ نے اس کے عوض میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی خدایا ان کو معاف کرنا کیونکہ یہ نادان ہیں"۔

۱۸۔ آنحضرت صلعم نے اپنی مسجد کا مؤذن ایک حبشی بلالؓ نامی کو بنایا تھا جسے عرب کے لوگ بہت ذلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر رسول خداؐ نے اس کو بڑی عزت دے رکھی تھی۔

۱۹۔ جابر بن سلیمؓ ایک صحابی نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ یارسول اللہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ ارشاد ہوا کسی کو برا نہ کہو۔ کسی چھوٹی سی نیکی کو بھی حقیر نہ جانو۔ بات کرتے وقت چہرہ کھلا ہوا رکھو۔ تہبند اونچا رکھو۔ بہت نیچا لٹکانا غرور کی نشانی ہے۔ اور اللہ غرور کو پسند نہیں رکھتا۔ تمہاری کوئی برائی جتلائے تو اس کا برا نہ مانو اس کا وبال اس کی گردن پر ہوگا۔

سبحان اللہ کتنی اخلاق وانسانیت سے پر نصیحت ہے کاش کہ ہم لوگ اس پر عامل ہو کر دنیا میں اپنا وقت گذارتے اس طریقہ تعلیم کی بلاغت و رفعت پر غور کیجئے۔

۲۰۔ ایک دفعہ کچھ لوگ بیٹھے تھے کہ آنحضرت صلعم تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سے اچھا کون ہے اور برا کون ہے۔ حاضرین چپ رہے۔ آپؐ نے دوسری بار اور پھر تیسری بار یہی سوال دہرایا۔ پھر ایک شخص نے کہا ہاں یارسول اللہؐ فرمائیے ارشاد ہوا "تم میں سے اچھا وہ ہے جس سے اچھائی کی امید کی جائے اور جس کی برائی سے لوگ امن میں ہوں۔ اور تم میں سب سے برا وہ ہے جو جس سے کسی اچھائی کی امید نہ کی جائے۔ اور جس کی برائی سے کوئی امن میں نہ ہو"۔

مختصر طور پر چند واقعات آنحضرت صلعم کی سیرت کے رقم کئے گئے ہیں۔ ورنہ آپؐ نے اپنے قدم قدم پر اپنی نرم دلی رحمدلی فراخدلی اور نیک دلی کا اظہار کیا ہے۔ آپؐ نہ خود کسی سے سختی فرماتے تھے اور نہ سختی روا رکھنے کی اجازت دیتے تھے۔ چنانچہ جو محصلین آپؐ مقرر کرتے تھے ان کو حکم ہوتا تھا کہ کبھی سختی سے کام نہ لینا اور رقم مقررہ سے زیادہ کبھی نہ لینا۔ اگر کوئی شخص از خود خوشی سے بھی زیادہ دینا چاہتا تھا تو اس سے بھی انکار کر دیا جاتا تھا۔

ایک بار ہشام بن حکیم بن حزام نے دیکھا کہ شام کے کچھ لوگ دھوپ میں کھڑے کئے گئے تھے۔ پتہ لگا کہ جزیہ کی وصولی کیلئے انہیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا ہے تو اس نے کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول صلعم کو یہ کہتے سنا ہے کہ خدا اُن لوگوں کو عذاب دے گا جو لوگوں کو عذاب دیتے ہیں"۔

آنحضرت صلعم اتنے نرم دل تھے کہ کسی کی ناپسندیدہ بات کا اظہار تک اس شخص کے سامنے نہ کرتے تھے۔ چہ جائیکہ اس سے سخت کلامی سے وہ بات جتلائی جائے۔

کسی کا نقصان کرنا آپ کو ہرگز گوارا نہ تھا۔ جب لشکر باہر بھیجا جاتا تھا تو حکم ہوتا کہ "فصل کا نقصان نہ ہو۔ کسی کی جائیداد تلف نہ کی جائے۔ ایک دفعہ آپؐ نے کسی کو ڈھیلے مار کر کھجوریں اُتارتے دیکھا تو فرمایا ڈھیلے مار کر نقصان نہ کرو۔ جو کھجوریں از خود گریں وہ کھالو"۔

آنحضرتؐ نے اپنے خاندان پر صدقہ وزکوٰۃ کا مال بھی حرام کر دیا تھا اُس وقت جبکہ عرب کے تمام قبیلوں کی طرف سے روپیہ آپؐ کے پاس آتا تھا۔ اور ہزاروں آدمی آپؐ کا حکم ماننا فخر سمجھتے تھے۔ اس وقت بھی آپؐ نے فقیروں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا پھٹے پرانے کپڑے پہننا خود بھوکے رہ کر غریبوں اور مہمانوں کو کھلانا اور ہر ملنے والے سے مساوات کا برتاؤ کرنا نہیں چھوڑا تھا۔

حضور کی انصاف پروری اور منصف مزاجی کا ایک نمونہ پیش کر دینا بھی خالی از علت نہ ہوگا جب آپؐ کا انجام نزدیک تھا تو ایک رات کو کچھ اچھا ہونے پر آپؐ سب کے مکانات پر گئے اور ان سے ملے پھر آپؐ نے سب کو بلایا۔ اور کہا اگر میں نے کسی کو مارا ہے تو آج وہ مجھے مارلے اگر کسی کو برا بھلا کہا ہے تو آج وہ جی بھر کر کہہ لے میں کوئی بوجھ اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتا۔ سب خاموش رہے۔ ایک آدمی عکاشہ نامی اٹھا اور کہا آپؐ ایک دفعہ اونٹ کو سوٹی مارنے لگے تھے وہ میرے لگی تھی آنحضورؐ نے کہا تو تو مجھے مارلے۔ وہ کھڑا ہو گیا۔ باقی حاضرین حیران بھی ہوئے اور برہم بھی حضرت علیؓ نے کہا کہ تو مجھے مارلے۔ اُس نے کہا جس نے مجھے مارا تھا اسی کو ماروں گا۔ آنحضرت صلعم کے خوف کی وجہ سے سب خاموش رہے رسول خدا نے اپنی کمر آگے کر دی اس نے کہا جس وقت آپؐ نے مجھے مارا تھا۔ اس وقت میری پیٹھ ننگی تھی۔ تب آپ نے اپنا کرتہ ہٹا دیا۔ تب وہ آدمی سوٹی لیکر آگے بڑھا۔ حاضرین بڑے سراسیمہ تھے۔ کہ یہ کیسا آدمی ہے وہ آگے گیا اور سوٹی ایک طرف پھینک کر حضور کی کمر پر بوسہ دیکر لوٹ آیا۔

اسراف سے بچنے کیلئے مسلمانوں کے سامنے آپؐ اپنی حیات مطہرہ کا نمونہ پیش کرتے تھے آپؐ نے سرورِ دوجہاں ہوتے ہوئے اپنی لاڈلی بچی حضرت فاطمہ کے عقد کے وقت یہ جہیز دیا تھا ۔ایک چادر۔ایک چکی۔ایک توا۔دو مشکیزے۔ دو سرہانے۔دو بھیڑ کی کھالیں پڑھنے والے لوگ حیران ہوتے ہیں لیکن یہ سادگی اور زہد و قناعت کا نمونہ تھا آپؐ نے سونے کے زیور اور ریشمی کپڑے وغیرہ پہننے سے مسلمانوں کو منع فرمایا تھا تاکہ عیش و نشاط میں پڑ کر وہ صراطِ مستقیم سے منحرف نہ ہو جائیں اور مقصدِ حیات کو نہ بھول جائیں۔ اور دین اسلام کے مقصد کو ہی حذف نہ کر دیں۔ رسول کریمؐ نے حضرت فاطمہؓ کو ایک لونڈی دی تھی۔ لیکن حکم دیا تھا کہ ایک دن اس سے کام کرانا۔ دوسرے دن خود سارا کام کرنا۔ یہ ہے مساوات اور انسانیت کا نمونہ!

آنحضرت صلعم کی منکسر المزاجی اور حلیم الطبعی کی بابت پڑھ کر انسان ورطۂ حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپؐ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "اے ہمارے آقا اور ہمارے آقا کے فرزند اے ہم سب میں سے بہتر اور ہم سب میں سے بہتر کے فرزند" یہ الفاظ سنکر آپؐ نے فرمایا۔ ایسا مت کہو میں عبد اللہ کا بیٹا ہوں خدا کا بندہ اور خدا کا رسول ہوں میں نہیں چاہتا کہ جو مرتبہ خدا نے مجھے دیا ہے اس سے زیادہ بڑھاؤ"۔

آنحضرتؐ کی ایمانداری نے تو آپؐ کو اپنے مخالفین سے بھی صادق اور امین کا خطاب دلا دیا تھا۔ آپؐ جہاں خود پوری ایمانداری برتتے تھے وہاں دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ تحقیق حال کیلئے بازار میں گئے تو ایک جگہ غلہ کا ڈھیر دیکھا۔ آپؐ نے اس کے اندر ہاتھ ڈالا تو کچھ نمی معلوم ہوئی مالک نے پوچھنے پر کہا کہ یہ غلہ بارش سے بھیگ گیا تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ بھیگا ہوا غلہ اوپر کیوں نہیں رکھتے تاکہ خریدار پر یہ بات واضح ہو جائے اور وہ دھوکہ میں نہ رہے"۔

آنحضرت صلعم ظلم و تشدد کو بہت ناپسندیدہ جانتے تھے آپؐ سے بیشمار روایات اس بارہ میں ہیں۔ ان میں سے کئی ایک دیگر مقامات پر رقم ہوئی ہیں۔

قرآن کریم میں سورہ حم السجدہ کے رکوع میں ایک آیت آتی ہے جس کے معنی یہ ہیں بھلائی اور برائی برابر نہیں۔ برائی کو بھلائی سے دفع کرو"۔

حضرت ابن عباسؓ جو صحابہ میں بڑے مفسر ہیں اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اخلاق محمدی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غیظ و غضب کی حالت میں صبر کا اور کسی کے برائی کرنے پر حلم و عفو و درگذر کا حکم دیا ہے وہ ایسا کریں گے تو خدا ان کو شیطان کے پنجہ سے چھڑائے گا۔ اور ان کا دشمن بھی دوست کی طرح ان کے آگے سر جھکا دے گا۔ (صفحہ ۱۴۸-۱۵۵)

حضرت ابوبکر صدیقؓ

آپ بالغ مردوں میں پہلے وہ شخص تھے۔ جنہوں نے دین اسلام قبول کیا آپ اتنے رقیق القلب تھے کہ جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے آپ کو غریبوں سے ازحد پیار تھا کثیر تعداد غلاموں اور لونڈیوں کی اُن کے جفاکار مالکوں سے خرید کر آزاد کر دیتے تھے۔ جب آپ ایک بار دیگر مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کرنے لگے تو ایک قریش نے آپ کو یہ کہہ کر روک لیا کہ آپ مہمان نواز، غریب، دوست اور محتاجوں کے خبر گیر انسانیت سے مملو شخص ہو۔ اس لئے آپ کو امان دی جائے گی اس طرح سے مخالفین بھی آپ کی اعلیٰ صفات کے قائل تھے۔

غزوہ بدر میں ۷۰ قیدی ہاتھ آئے حضرت عمرؓ نے انہیں قتل کرنے کی صلاح دی لیکن حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ یہ سب اپنے ہی بھائی بند ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ رحم وتلطف کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں معمولی انسان ہوں۔ اگر میں کجی اختیار کرلوں تو مجھے سیدھا کر دو۔ آپ کو کسی نے ایک بار خلیفۃ اللہ کہہ کر پکارا تو آپ نے فرمایا میں نائب رسول ہوں۔

ایک دفعہ ایک غلام نے آپ کو کچھ کھانے کو دیا جو بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کسبِ حلال نہ تھا۔ آپ نے حلق میں انگلی ڈال کر تے کر دی اور فرمایا جو جسم اکل حرام سے پرورش پاتا ہے۔ جہنم اس کا بہترین مسکن ہے۔

آپ نے امیر افواج کے نام یہ حکمنامہ جاری کیا تھا۔ ”معاملات میں انصاف سے درگذر نہ کرنا جب فتحیاب ہو جاؤ تو بڈھوں کو تکلیف نہ دینا بچوں اور عورتوں کی حفاظت کرنا پھل دار درختوں کو برباد نہ کرنا۔ کھلیانوں میں آگ نہ لگانا پرانی عمارتوں کو نقصان نہ پہنچانا عبادتخانوں اور عبادت کرنے والوں کو نہ چھیڑنا“۔

آپ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے محلہ والوں کی بکریاں دوہ دیتے تھے آپ جب پہلے امیر المومنین مقرر ہوگئے تو ایک لڑکی افسوس سے کہنے لگی کہ اب ہماری بکریاں کون دوہے گا جب حضرت ابوبکر نے سنا تو فرمایا خدا کی قسم میں دوہوں گا۔ سبحان اللہ خلیفۃ المسلمین اور یہ ایثار اور انکساری یہی چیز تھی جس نے اسلام کو چار چاند لگائے آپ کے اعلیٰ اخلاق ایمان داری۔ راست روی اور انصاف پسندی سے متاثر ہو کر بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ

آپ ابتدا میں مسلمانوں کے سخت دشمن تھے آپ کی بہن مسلمان ہوگئی اس کو آپ نے بہت مارا وہ چپ چاپ برداشت کرکے کہنے لگی کہ بھائی کچھ کر اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔ بہن کی اس بردباری اور مستقل مزاجی کا یہ اثر ہوا کہ آپ بھی اسلام پر ایمان لائے مسلمانوں کو بلانے کیلئے اذان دینے کا طریقہ آپ کی تجویز پر رسول کریمؐ نے جاری فرمایا تھا۔

خیبر کی فتح پر آپ کو ایک ٹکڑا زمین کا ملا۔ آپ نے اسے راہ خدا میں وقف کر دیا۔ اسلام کی تاریخ میں یہ پہلا وقف تھا جو عمل میں آیا۔

ایک دفعہ عیسائیوں نے اپنے گرجا گھر میں آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے وہاں نماز نہ پڑھی اس خیال سے کہ آئندہ نسلیں اسے حجت قرار دے کر مسیحی معبد میں دست اندازی نہ کریں کتنی بھاری دوراندیشی اور انصاف پروری کا واقعہ ہے۔

آپ کی ایمانداری درجہ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ ایک دفعہ آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ جو رسول اللہ صلعم کی ازدواج مطہرہ سے تھیں آپ کے پاس مالِ غنیمت میں سے حصہ لینے آئیں۔ آپ نے انکار کر دیا کہ یہ قوم کی ملکیت ہے۔

ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے شہد کی ضرورت پڑی۔ شہد بیت المال میں موجود تھا لیکن آپ نے وہاں سے لینے سے انکار کر دیا جب تک کہ مسجد میں عوام سے اجازت نہ لے لی۔

آپ ہر شخص کو اپنے متعلق نکتہ چینی کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ آپ انصاف پرست بھی پورے درجہ کے تھے ایک دفعہ حضرت سعد بن وقاصؓ نے کوفہ میں محل تیار کرایا جس میں ڈیوڑھی رکھی جس سے عام لوگوں کی آمد و رفت میں رکاوٹ ہوگئی حضرت عمرؓ نے اس ڈیوڑھی کو گروادیا۔ عیاض بن غنم عامل مصر کی نسبت شکایت ہوئی کہ وہ باریک کپڑے پہنتے ہیں اور انہوں نے دربان مقرر کئے ہوئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اسے بالوں کا کرتہ پہنا کر لوگوں کی بکریاں چرانے کا حکم دیا۔

آپ نے ہوا پرستی۔ رندی۔ آوارگی اور غنڈہ پن کی نہایت شدت سے روک تھام کی شاعروں کو عشقیہ اشعار میں عورتوں کا ذکر کرنے سے بالکل روک دیا۔

آپ کی رواداری تو بے اندازہ تھی۔ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک مسلمان نے جیرہ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالہ کر دیا۔

آپ کے زمانہ خلافت میں ایک دفعہ بمبئی کے نزدیک تانا نامی مقام پر مسلمانوں کی کچھ بحری فوج دکھائی دی جو کہ عراق کے مسلمان گورنر سکفی کے حکم سے گئی تھی۔ خلیفہ وقت سے اجازت نہ لی گئی تھی۔ جب آپ کو علم ہوا تو گورنر پر اظہار برہمی فرمایا۔ اور فوج واپس بلالی گئی اور حکم دیا کہ اگر پھر ہندوستان پر فوج کشی کی گئی تو چڑھائی کرنے والوں کو سخت سزا دی جائے گی۔

اخلاق کی پختگی اور راستواری کا اصلی سرچشمہ خشیت الٰہی اور خداوند ذوالجلال کی عظمت کا غیر متزلزل یقین ہے۔ جو دل خشوع و خضوع اور خوف خداوندی سے خالی ہوتا ہے اس کی حقیقت ایک گوشت کے ٹکڑے سے زیادہ نہیں ہوتی۔

حضرت عمرؓ خشوع و خضوع کے ساتھ رات رات بھر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے اور بارگاہِ الٰہی میں زار و قطار روتے اور آنکھیں سوج جاتیں۔ باوجود اس کے آپ نے ایک بار فرمایا کہ اگر آسمان سے یہ ندا آئے کہ ایک آدمی کے سوا سب جنتی ہیں تو مجھ کو شک ہوگا کہ شاید میں ہی وہ بدقسمت آدمی ہوں۔

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ نفیس کپڑے اور نفیس غذا کا استعمال کریں۔ تو آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر تم رسول اللہ کی روش سے ہٹ جاؤ گے تو خدا تم کو صراط مستقیم سے منحرف کر دے گا میں تو اپنے آقا کے نقش قدم پر ہی چلوں گا۔

آپ جب امیر المومنین کی حیثیت سے قیصرو کسریٰ کے سفیروں سے ملاقات کرتے تھے تو بدن پر بارہ پیوند کا کرتہ سر پر پھٹا عمامہ اور پاؤں میں پھٹی جوتیاں ہوتی تھیں۔ بعض مسلمان اس بات کو محسوس کرتے تھے مگر اقلیم زہد کے شہنشاہ کے سامنے کون زبان کھول سکتا تھا۔

ایک دفعہ ملنے والے آئے تو آپ کافی عرصہ باہر نہ آئے معلوم ہوا کہ کپڑے دھو کر سوکھانے ڈال رکھے تھے دوسرے کپڑے تھے ہی نہیں۔ یہ تھے وہ خلیفۃ المسلمین جن کے عہد خلافت میں اسلام کو بے حد ترقی ہوئی کئی محکمے قائم ہوئے مدینہ۔ کوفہ۔ بصرہ۔ موصل۔ فسطاط۔ دمشق۔ حمص۔ اردن۔ فلسطین وغیرہ میں چھاؤنیاں قائم ہوئیں۔ نہ صرف وہ خود سادہ ترین زندگی بسر کرتے تھے بلکہ باقی مسلمانوں سے بھی یہی توقع رکھتے تھے جب کوئی مسلمان لباس فاخرہ پہن کر ملنے آتا تو اس سے منہ پھیر لیتے اور تب تک نہ ملتے جب تک وہ سادہ لباس نہ پہن لیتا۔

ایک حاملہ بدو عورت کے گھر اپنی بی بی ام کلثوم کو ساتھ لے جاکر وضع حمل میں مدد دینے کا واقعہ پہلے لکھا جاچکا ہے غرضیکہ زہد و قناعت سادگی اور شرافت خدمت خلق اور رواداری کا جو نمونہ فاروقِ اعظم نے پیش کیا ہے وہ عدیم النظیر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کی عظمت و شان کے تاج پر زہد و قناعت کا طرہ نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔

اے مسلم بھائی! یہ تھی اسلامی شان یہ تھا اخلاقِ محمدی جو لوگوں کو کشاں کشاں دائرہ اسلام میں لاتا تھا جو ترقی اسلام نے اس وقت کی اور جس قدر ممالک اہلِ اسلام کے قبضہ میں اس وقت آئے اس کی مثال ملنی محال ہے اس کا واحد سبب مبلغین کی رواداری نیکدلی۔ نیک طبعی اور نیک اعمالی تھی۔

”دنیا کی ہر قوم وملت کا ہر مرد وزن ہر کہ دمہ خواہ وہ امیر ہے خواہ غریب خواہ پڑھا لکھا ہے خواہ ان پڑھ ہمارے لئے دعا کرے کہ وہ پروردگار عالم ہمیں عمر دراز اور نیکیوں کیلئے رغبت عطا کرے۔ ہم سب سمجھتے ہیں کہ خدائی نور ہر ایک انسان میں درخشاں ہے۔ اور وہ خالق ہر ایک اپنے بندے کے اندر مسکن پذیر ہے ہر ایک انسان اپنی راحت وسکون کیلئے اپنے مقاصد کی کامیابی کیلئے اسی سے دعا گو ہوتا ہے۔

”جس انسان پر خدائے عزوجل اپنے رحم وعدل سے دنیا کی بادشاہی یا امارت عطا کرتا ہے اس انسان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اس مالک کے بندوں سے نیکی اور لطف وکرم کا سلوک روا رکھے۔ ملک میں امن و اتحاد کی بنیاد ڈالے۔ اور ساری مخلوق کی بلا تمیز خدمت اور امداد کرے کیونکہ یہ مخلوق ہی مظہر ہستی ذاتِ پاک ہے۔ بادشاہ کا فرض ہے کہ وہ اپنی کمزور رعایا کی ظالموں اور سفاکوں کی سختی سے حفاظت کرے اور رعایا کے ہر فرد کو شاداں اور فرحاں رہنے کے اسباب مہیا کرے۔

حضرت عثمان بن عفان ذوالنورینؓ

حضرت عثمانؓ تیسرے خلیفہ تھے آپ اس قدر پرہیزگار اور نیک تھے کہ رسول کریمؐ کی دو صاحبزادیاں یعنی حضرت رقیہ اور ام کلثوم آپ کے عقد میں یکے بعد دیگرے آئیں آپ کو رسول کریم صلعم بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور آپ تمام جنگوں میں رسول اکرمؐ کے ساتھ رہے۔ سوائے جنگ بدر کے حضرت عمرؓ کے بعد چھ آدمی خلافت کے قابل سمجھے گئے تھے لیکن آخر کار آپ منتخب ہوئے افریقہ۔ اسپین اور سائپرس وغیرہ پر مسلمانوں کا تسلط آپ کے عہد خلافت میں ہوا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ رسولِ خدا کا یہ فرمان ہمیشہ میرے مدنظر رہتا ہے۔

لا اخاف علیکم الفقر بل اخاف علیکم الدنیا

یعنی اے مسلمانو مجھے تمہارے متعلق غریبی کا فکر نہیں ہے۔ بلکہ خوف ہے تو یہ کہ تم دنیا کی محبت میں نہ پھنس جاؤ۔

حضرت علیؓ

حضرت علیؓ چوتھے خلیفہ تھے۔ یہ وہ بزرگ ہستی تھی کہ جس کی ولادت پر رسول اللہؐ نے خود اپنی زبان چٹائی تھی۔ اور خود غسلِ ولادت دیا تھا رسول کریمؐ کی آپ سے بیحد محبت تھی۔ جب مدینہ میں دو دو مسلمان آپس میں دوست بنائے گئے تو حضرت علی کا کوئی ساتھی نہ بنایا گیا۔ وہ حیران ہوئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں تیرا دوست ہوں۔ آپؐ نے اپنی پیاری اور لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے عقد میں دیا۔ حضرت علیؓ اس وقت اتنے غریب تھے کہ اپنی زرہ بکتر بیچ کر بیاہ کا خرچ چلایا۔ ایک بار حضرت فاطمہؓ نے اپنے والد رسولِ خدا صلعم سے شکایت کی کہ پڑوسنیں طعنہ دیتی ہیں کہ تم اتنے غریب آدمی کو بیاہی گئیں تو حضور نے فرمایا کہ فاطمہ دنیا کی چیزوں کی پرواہ نہ کرو۔ جس آدمی سے تمہارا عقد ہوا ہے وہ بہترین انسان ہے۔ دوسری طرف ایک یہودی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اگر تم کسی یہودی کی لڑکی لیتے تو دلہن کے گھر سے لیکر تمہارے گھر تک جہیز کا تانتا لگ جاتا۔ تو حضرت علی نے فرمایا کہ ہم دولت کی طرف نہیں دیکھتے رضائے الٰہی دیکھتے ہیں ہم دنیاوی اشیا میں خوشیاں نہیں دیکھتے بلکہ نیکیوں میں دیکھتے ہیں۔

حضرت علی کو جناب رسولؐ کا از حد ادب و احترام اور عقیدت تھی ایک بار جب مخالفین نے نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کو قتل کرنے کا عہد کیا تو حضرت علیؓ اس جگہ جالیٹے جہاں رسول خدا صلعم سویا کرتے تھے دشمن وہاں پہنچے اور مایوس ہو کر چلے گئے۔ حضرت علیؓ اپنے آقا کی جان بچا کر اتنے خوش ہوئے کہ انہوں نے عربی میں ایک گیت بنایا اور اسے بڑی خوشی سے گاتے تھے۔

حضرت علیؓ پہلے غریب تھے مگر پھر بادشاہ بن گئے لیکن کیسا بادشاہ جو اپنے ہاتھ سے جوتا گانٹھے۔ باغ میں مالی گیری کر کے اپنی روزی کمائے اپنے کھانے سے اچھا کھانا اپنے نوکر کو کھلائے۔ اور نوکر بھی وہ جو غلامی سے خرید کر آزاد کیا گیا تھا۔ اس کا نام قنبر تھا حضرت علیؓ اپنے سے بہتر کپڑا اُسے پہناتے تھے۔

فتح مکہ کے بعد رسول کریم نے حضرت علی کو ایک علاقہ میں تبلیغ اسلام کیلئے بھیجا انہوں نے مقتول لوگوں کے ورثا کو حسب حیثیت خوب معاوضہ دیا کچھ روپیہ ان کے رشتہ داروں میں تقسیم کیا۔ جانوروں اور فصلوں کا بھی معاوضہ دیا۔ وہ لوگ بڑے مشکور ہوئے۔ **اور اسلام کی عظمت کو محسوس کر کے کلمۂ محمدی پڑھنے لگے۔**

ایک مخالف سے مقابلہ ہونے پر آپ نے اسے پچھاڑ دیا اس نے نیچے سے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ اُسے چھوڑ کر الگ ہو گئے اور کہا ایسا نہ ہو کہ میں ذاتی توہین کی وجہ سے تمہیں زیادہ اذیت دوں۔

ایک دفعہ آپ کا حریف گر کر برہنہ ہو گیا تو آپ اُسے چھوڑ کر الگ ہو گئے تاکہ اسے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

آپ رمضان شریف کے مہینہ میں مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے شہید کئے گئے تھے جب آپ کے قاتل ابن ملجم کو آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے فرمایا۔ اس سے کوئی قصاص نہ لینا۔ اسے شربت پلاؤ جزاک اللہ۔ اس واقعہ نے آپ کے نام نامی کو اٹل بنادیا۔ (صفحہ ۱۵۸-۱۶۵)

سچے دینداروں کی رواداری

عراق کے گورنر حجاج کے حکم سے ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ کیونکہ کچھ مسلمان عرب سوداگروں کی لڑکیاں لنکا سے عراق جاتے ہوئے راستہ میں چھینی گئی تھیں۔ محمدؐ بن قاسم کو فتح ہوئی تو اس نے حجاج سے پوچھ بھیجا کہ ان لوگوں سے کیسا سلوک کیا جائے تو حجاج نے حکم دیا کہ چونکہ ان لوگوں نے مزاحمت کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ان کو امان دو۔ انکے جان و مال پر ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ ان کو اپنے معبودوں کی پرستش کرنے کی اجازت ہے۔ کسی شخص کو اپنی مذہبی پابندی سے منع نہ کیا جائے۔ اور نہ روکا جائے اپنے گھروں میں جس طرح چاہیں کریں۔

۲۔ بصرہ میں اسلامی حکومت کے زمانہ میں ہندو کئی عہدوں پر متمکن کئے جاتے تھے، شام اور کاشغر میں ہندوؤں کی بڑی بڑی بستیاں تھیں۔

۳۔ بلخ میں بدھ مذہب کا ایک بہت بڑا بہار تھا اس مٹھ کے منتظم وہاں کے مسلم بادشاہوں کے وزیر مقرر کئے جاتے تھے۔ حالانکہ وہ بدھ کے پیرو تھے۔

۴۔ ایران اور مصر کے مسلم بادشاہوں کے حکم سے بدھ مذہب کی ساری کتابوں کا ترجمہ عربی میں کر دیا گیا۔ ہندو شاستروں مثلاً سسترت چرک پنچ تنتر۔ ہتوپدیش۔ چانکیہ وغیرہ کا ترجمہ بھی عربی میں کر دیا گیا۔

۵۔ خلیفہ ہارون الرشید نے کئی آدمی ہندوستان میں علم و حکمت سیکھنے کیلئے بھیجے۔ نجوم کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کروایا۔ پنڈت اور وید اس ملک سے بلوا کر شفاخانے کھلائے گئے۔

۶۔ ۱۰۱۶ء میں البزونی کو ہندستان میں سنسکرتی زبان پڑھنے کے لئے بھیجا گیا۔ اس نے پورے تیرہ سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایک سو سنسکرت کتابوں کا ترجمہ عربی میں کیا۔

۷۔ ۱۱۵۰ء میں صالح کی معرفت سنسکرت کی ایک راج نیتی کی کتاب کا ترجمہ عربی میں کرایا گیا۔

۸۔ عباسی خلیفہ منصور کے عہد میں سنسکرت کی بہت سی کتابوں کا ترجمہ ہونا شروع ہوا۔ ہندوستان کا ایک نامور پنڈت منصور کے دربار میں کتاب سدھانتا لیکر آیا۔ خلیفہ کے حکم سے اس کتاب کا بھی عربی میں ترجمہ ہوا۔

۹۔ برامکہ نے ہندوستان سے سنسکرت زبان کے عالموں کو بلوایا۔ برامکہ نے بغداد میں جو ہسپتال بنوایا تھا۔ اس کا افسر اعلیٰ ایک ہندو پنڈت سال نامی تھا۔

۱۰۔ ابومعشر فلکی نے دس سال ہندوستان میں رہ کر سنسکرت کے علوم و فنون حاصل کئے۔

۱۱۔ ابوریحان بیرونی نے سولہ سال سنسکرت سیکھنے پر خرچ کئے۔

۱۲۔ کشمیر کے بادشاہ زین العابدین نے شہنشاہ اکبر سے صدیوں پیشتر سنسکرت کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کرانے کیلئے ایک محکمہ قائم کیا۔ ان کے دربار کا ایک نامور طبیب ایک ہندو شری بھٹ تھا۔

۱۳۔ ایران و عرب کے مسلمان بادشاہوں کے زیر تسلط اور کئی فرقے اور قومیں آباد تھیں۔ ان کو ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل تھی۔ کسی قسم کا جبر مذہب کے معاملہ میں نہ کیا جاتا تھا۔

۱۴۔ ترکی میں اب بھی کئی دیگر مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔ ان کو ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔

۱۵۔ مرزا عبد القادر بیدل نے ایک کتاب موسومہ نرگستان شری رام چندر جی کی تعریف میں بزبان فارسی لکھی ہے یہ وہ شاعر ہے جس کی لیاقت کا سکہ ایرانیوں نے بھی مانا ہے۔ اس شاعر نے اپنے آپ کو شری رام چندر جی کا ایک ادنیٰ عقیدتمند ظاہر کیا ہے۔ بیدل صاحب متھرا اور اجودھیا میں گئے اور پھر یہ کتاب لکھی۔ اس کے چند اشعار نیچے درج کئے جاتے ہیں۔

نہ بدرام چوں دیگراں بادشاہ
بدے مظہرِ ذاتِ پاک الٰہ
بود نام اوکیمیا درجہاں
حس روح راکیمیا زآنہاں
کزاں ذکر بارام خود درجہاں
شوم تا ابدخرم و شادماں
چو پرسیدم از عقل فرخندہ سال
کہ سازد بمن باز تاریخ سال
گہر سفت آں مرشدِ خاص عام
بگفتاز ہے ست نرگستانِ رام
ندارم امیدے زکس درجہاں
دریں دور جز ساقی مہرباں
نماند است درمابجز عشقِ رام
چگوئم ازایں بیشتر والسلام

۱۶۔ نظیر اکبر آبادی نے ۱۸۳۰ء میں ہولی اور کرشن جی پر بڑے معرکہ کی نہایت دلچسپ نظمیں لکھی ہیں۔

۱۷۔ مفصلہ ذیل شاعروں نے ہندی نظم کی کتابیں لکھیں جن کو آج تک بڑے احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

نام شاعر	کتاب ہندی
۱۔ میاں جھنجن۔	مدھوماتی۔
۲۔ عثمان۔	چتراولی۔
۳۔ محمدؐ جائسی۔	پدماوت
۴۔ شیخ نبی۔	گیان دیپکا
۵۔ نور محمدؐ۔	اندراوتی۔
۶۔ قاسم شاہ۔	ہنس جواہر
۷۔ قادر۔	مہاشابھوشن
۸۔ رحیم۔	مدناشٹک
	بروے نائکا بھید۔
	نیتی سنگرہ۔
۹۔ ادیب طاہر۔	گن ساگر۔ کوک سار۔
۱۰۔ مبارک۔	سل شتک۔ الک شتک۔
۱۱۔ کبیر۔	کبیر ساکھی۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مسلمان ہندی کے مشہور شاعر ہوئے ہیں۔

رس خاں۔ یاری صاحب۔ دریا صاحب (مارواڑ والے) تاج۔ شیخ کارے خاں۔ کریم بخش۔ انشا۔ بازند۔ سائیں بلھے شاہ۔ عادل۔ مقصود موجدین۔ واحد۔ دین درویش۔ افسوس۔ کاظم۔ خالص۔ وجہن۔ لطیف حسین۔ منصور۔ یکرنگ۔ قائم۔ خواجہ نظام الدین اولیا۔ فرحت۔ قاضی اشرف محمود۔ عالم۔ طالب شاہ۔ محبوب۔ نفیس خلیلی۔ سید قاسم علی ان سب شاعروں کی ہندی نظمیں میرے پاس موجود ہیں۔

علاوہ ازیں کرم فیض۔ مسعود۔ قطب علی۔ امیر خسرو۔ ملا داؤد۔ ملا کمال اور کتھن شیخ ہندی کے شاعر اور ادیب تھے۔ زمانہ حال میں امیر علی اور ظہور بخش نے ہندی ادب میں شہرت حاصل کی ہے۔" (صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۲)

مسلم شاہانِ ہند کی رواداری

اب ہم ہندوستان میں ہی آتے ہیں۔ یہاں سینکڑوں برس تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔ مسلم شاہانِ ہند نے سوائے چند مستثنیات کے (جو کہ ہر جگہ ہوتی ہیں) پوری پوری رواداری اپنے عہد میں رکھی۔ اس کے چند واقعات یہاں پر رقم کئے جاتے ہیں۔

۱۔ امیر تیمور کے عہد کی بابت جان پنکرٹن ایک انگریزی مورخ نے لکھا ہے کہ اس مسلمان بادشاہ نے کبھی کسی کو بزور اسلام میں شامل نہیں کیا۔

۲۔ بنگال کی نسبت ایک دوسرے مورخ کپتان الگزنڈر نے لکھا ہے کہ بنگال کے فرمانرواؤں کا مذہب اسلام ہے لیکن سرکاری ملازمتیں بلاتمیز ہندو مسلمان کو دی جاتی ہیں۔

۳۔ ابراہیم عادل شاہ (دکن) نے نہ صرف بڑے بڑے عہدوں پر ہندوؤں کو مقرر کیا بلکہ اس نے دفتری زبان بھی بدل دی یعنی بجائے فارسی کے ہندی کر دی چنانچہ مشہور مورخ فرشتہ لکھتا ہے کہ۔ "دفتر فارسی ہر طرف ساختہ

بہامنہ (برہمن) راصاحب دخل گردانید"

۴۔ شیر شاہ سوری کے دربار میں ہندو پنڈتوں کا ایک جم غفیر جمع رہتا تھا۔

۵۔ سلطان فیروز شاہ تغلق نے کئی سنسکرت کتابوں کا ترجمہ کرایا۔ براہمنوں کو اس کام میں مدد دینے کیلئے تعین کیا۔

۶۔ جہانگیر کے دربار میں ہندو پنڈتوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ سندر شاعر ملک الشعرا میں شامل تھا۔ بادشاہ جگہ بجگہ ہندو سادھوؤں کے درشن کرنے جاتا تھا۔ گوسائیں جدروپ کا بڑا معتقد تھا۔ ایک دفعہ کی ملاقات کا ذکر توزک جہانگیری میں خود بادشاہ نے یوں لکھا ہے۔

"گوسائیں جدروپ کے نام سے میں کئی سال سے واقف تھا۔ وہ آبادی سے دور ایک گوشۂ صحرا میں رہتا تھا۔ مجھے اس سے ملاقات کرنے کا بڑا شوق تھا۔ میں کشتی سے اُتر کر اور شاہانہ تجمل کو خیرباد کہہ کر پون کوس تک پاپیادہ اس کی ملاقات کو گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک غار میں رہتا ہے۔ جس کا طول ساڑھ پانچ گز تھا۔ وہ بہت دبلا تھا۔ اس کے بدن پر صرف ایک لنگوٹھی تھی اور یہی اس کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ غار کے پاس ہی ایک تالاب تھا جہاں وہ دن میں دو مرتبہ نہاتا تھا۔ اس کی خوراک پانچ لقموں سے زیادہ نہ تھی۔ وہ نہ شہرت کا خواہاں تھا۔ اور نہ کسی سے میل ملاپ یا ملاقات کی خواہش تھی۔ لیکن لوگ جوق در جوق اس کے درشنوں کو آتے تھے۔ میں چھ گھڑی تک اس کی صحبت میں رہا۔ وہ عقل ودانش سے معمور تھا۔ اور علم تصوف سے خوب ماہر تھا۔ اس کی باتوں کا میرے قلب پر بڑا اثر ہوا۔ اس کے پاس سوائے ایک مٹی کے برتن کے جس میں پانی پیتا تھا اور کوئی برتن نہ تھا۔ جس وقت میں اس کے پاس سے رخصت ہوا۔ فی الحقیقت اس کی جدائی میرے دل کو ناگوار گذری"۔

۷۔ جہانگیر کے دربار میں بھٹاچاریہ بنارسی اور جنک رائے منجم کی بڑی قدر تھی۔

۸۔ شاہجہان کے دربار میں دو درباری پنڈت جن کا نام ہرناتھ اور جگن ناتھ تھا۔ بڑے صاحب وقار گنے جاتے تھے۔

۹۔ ظہیر الدین محمدؒ بابر بادشاہ نے ایک وصیت نامہ اپنے بیٹے شہزادہ نصیر الدین ہمایوں کے لئے لکھا تھا۔ اصل زبان فارسی میں ہے اور اب تک ریاست بھوپال کے شاہی کتب خانہ میں محفوظ رکھا ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

بابر کا ایک وصیت نامہ

اللہ تمہاری عمر دراز کرے۔ یہ وصیت نامہ سلطنت کی بنیاد کو پختہ کرنے کی غرض سے لکھا گیا ہے۔ اے بیٹا ہندوستان کی سلطنت میں مختلف مذاہب کے لوگ بستے ہیں۔ شکر ہے خداوند کریم کا کہ اس نے ملک کی بادشاہت تیرے حوالہ کی ہے۔ پس مناسب ہے کہ مذہبی تعصب سے دل کو صاف کرو۔ خاص کر گائے کی قربانی سے پرہیز کرو۔

جن مذاہب کی عبادت گاہیں تمہاری سلطنت میں ہیں۔ اُن میں سے کسی کو برباد مت کرو۔ کیونکہ بادشاہ کی قوت رعیت پر اور رعایا کا امن واطمینان سلطنت کی مضبوطی پر منحصر ہے۔ اسلام کی ترقی ظلم کی تلوار سے نہیں بلکہ احسان سے کرنی چاہئے۔

"اہل سنت اور اہل شیعہ کے جھگڑوں سے بھی چشم پوشی کرو۔ امیر تیمور کے کارناموں کو مدنظر رکھتے ہوئے بادشاہت کے فرائض سرانجام دیتے رہو۔

۱۰۔ شہنشاہ اکبر کے نورتنوں میں راجہ بیربل اور ٹوڈرمل تھے۔ اس کے دربار میں کئی پنڈت موجود تھے۔ محکمہ مال راجہ ٹوڈرمل کے سپرد تھا۔ ابو الفضل نے آئین اکبری میں تیس پنڈتوں کا ذکر کیا ہے جن میں بڑے بڑے بھٹاچاریہ کاشی ناتھ۔ گوپی ناتھ۔ اور بابا بلاس تھے اکبر کے زمانہ میں بہت سی سنسکرت کتابوں کے فارسی میں تراجم ہوئے فیضی نے گیتا کا ترجمہ کیا۔ جو آج تک بڑے ادب واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اکبر نے ہندوؤں سے رشتہ شادی قائم کرنے کی بھی کوشش کی ہندوؤں پر جو جزیہ لگایا جاتا تھا۔ وہ معاف کردیا اور اپنی قلمرو میں بیل بھینسے گھوڑے اور اونٹ کا مارنا ممنوع قرار دیا۔

اکبر نے ایک غریب برہمن مہیش داس کو پہلے دربار کا کوی یعنی شاعر بنایا۔ پھر اس کی لیاقت اور قابلیت کو دیکھ کر اسے دوہزار فوج کا سپہ سالار بنادیا۔ اور اسے راجہ کا خطاب دیا۔ اور انجام کار اسے نگرکوٹ کا راجہ بنادیا۔

اکبر بڑا فراخدل انسان تھا۔ بیرم خان نے اس کے خلاف مفسدانہ سازشیں کی تھیں۔ لیکن اس کے گرفتار ہونے پر اس سے نیک سلوک کیا گیا۔

ہندو مسلم اتحاد پیدا کرنے کیلئے اکبر نے ایک نیا مذہب چلایا جس کو دین الٰہی کا نام دیا گیا۔ ہر مذہب کے عالموں کو بلاکر وہ مجلس لگواتا تھا اور جملہ مذاہب کی اچھی اچھی باتیں سنتا تھا۔

اپنی ہندو رعایا کے مذہبی احترام کو پیش نظر رکھتے ہوئے شہنشاہ اکبر نے پہلے خاص خاص موقعوں پر گاؤکشی بند کی پھر عید الضحٰے کے موقعہ پر بھی بند کی۔ حتیٰ کہ رفتہ رفتہ سال میں چھ مہینے اور چھ دن کے لئے کسی بھی جانور کو ذبح نہ کئے جانے کے فرمان جاری کردئے گئے تھے۔

اکبر اپنی ساری رعایا سے بلاامتیاز مذہب وملت سلوک کرتا تھا اور اس لئے وہ اپنی ساری رعایا کی دعائیں لیتا تھا۔ جس کا نتیجہ خوشحالی اور ترقی سلطنت تھی۔ اس زمانہ میں سب چیزیں بافراط ہوتی تھیں۔ اور بڑی سستی تھیں ان میں سے چند ایک کے نرخ قارئین کرام کی آگاہی ودلچسپی کیلئے لکھے جاتے ہیں۔ اکبر کے وقت کا روپیہ قریب ۲ایا ۱۳ آنے کا تھا اور مفصلہ ذیل اجناس کا نرخ فی روپیہ لکھا ہے۔

گندم ۱۸۵ پونڈ۔ چاول ۱۱۱ پونڈ۔ جو ۲۷۷ پونڈ۔ آرد گندم ۱۴۸ پونڈ۔ دودھ ۸۹ پونڈ۔ گھی ۲۱ پونڈ۔ چینی ۱۷ پونڈ۔ گڑ شکر ۳۹ پونڈ۔ نمک ۱۳۷ پونڈ۔ باجرہ ۲۷۷ پونڈ جوار ۲۲۲ پونڈ۔

ان نرخوں سے آپ اُس وقت کی خوشحالی اور ارزانی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ خالص گھی جو اُس وقت دس سیر ایک روپے کا ملتا تھا۔ آج قریب قریب دس روپیہ فی سیر مل رہا ہے۔ یعنی تقریباً سو گنا قیمت زیادہ ہوگئی ہے۔ گندم کی قیمت اس وقت سے قریباً ۲۵ گنا ہے غرضیکہ اس وقت ایک آدمی ۶ آنا فی ماہ میں گذارہ کرسکتا تھا۔ آج چھ آنہ میں ایک وقت کا کھانا پیٹ بھر کر نصیب نہیں ہوسکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مرفع الحالی اور سستاپن کی برکت صرف اس وجہ سے حاصل تھی کہ رعیت اور رائی دونوں کی نیت صاف تھی لوگوں کا آپس میں اعتماد پیار تھا۔ لوگ نیکیوں کی طرف راغب تھے۔ گناہ سے دور بھاگتے تھے۔ اس لئے مالک کا فضل ورحم ان کے شاملِ حال تھا۔

آج سینکڑوں نہریں نکالی گئیں ہیں محکمہ زراعت قائمکر کے جدید قسم کے آلات کشاورزی ایجاد کئے گئے ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ بیج اور نئی نئی قسم کی کھاد استعمال میں لائی جاتی ہے لیکن پھر بھی پیداوار اتنی نہیں ہوتی جتنی ان ایام میں ہوتی تھی وجہ یہ کہ مصنوعی طریق اس قدر مدد نہیں کرسکتے جتنی کہ قدرتی اب بارش شاذ ونادر ہی وقت پر ہوتی ہے۔ اور اگر ہوتی ہے تو بہت زیادہ کچھ تو بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصلوں کا نقصان ہو جاتا ہے اور کچھ بارش کی کثرت کی وجہ سے اس کی وجہ ہم لوگوں کی بدیاں اور آپس میں لڑ جھگڑ کر اس خدائے برتر کا ناشکرے پن کا اظہار ہے۔ باور کیجئے کہ اگر آج ہماری نیتیں درست ہو جائیں۔ آج خدائے عزوجل کی ہستی کو سچے معنوں میں تسلیم کرکے ہر قسم کی بدی سے پرہیز کریں۔ اور باہمی پریت کی ریت اختیار کرلیں۔ تو پھر ہم خدائی خیر وبرکت کے اہل بن سکتے ہیں۔ روز کے بھونچال بیماریاں۔ قحط۔ گرانی۔ طوفان۔ آسمانی بلائیں۔ حوادثِ جنگ: خونریزیاں۔ بدامنی بے چینی۔ خواہشات وضروریات کی افزونی ہوا وحرص کی زیادتی یہ سب ہماری بدنیتی اور بدعہدی کا نتیجہ ہے۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ میں شہنشاہ اکبر کے زمانہ حکومت کا ذکر کررہا تھا اکبر کا سب سے بڑا وصف اس کی خوش اخلاقی اور حسن سلوک تھا۔ اس وصف سے وہ دشمنوں کو بھی دوست بنالیتا تھا۔ وہ غریبوں۔ بیواؤں اور یتیموں کا مددگار تھا۔ فتح پور سیکری میں شاہی خزانہ سے ایک ہندو یتیم بچوں کا اناتھالیہ تھا جسے دھرم پورہ کہتے تھے اور ایک مسلمان بچوں کا تھا۔ جسے خیر پورہ کہتے تھے۔ اکبر علم وادب کا بڑا شائق تھا۔ اس نے اتھروید۔ مہابھارت۔ رامائن۔ ہری ونش۔ لیلاوتی اور دیگر کئی ہندو شاستروں کا ترجمہ فارسی زبان میں کروایا۔ دربارِ اکبری میں ۱۴۵ عالم اور حکیم تھے۔ ان میں سے ۳۵ ہندو تھے۔

اکبر کی رواداری۔ فراخدلی اور وسیع النظری کا ہی نتیجہ تھا کہ اس کے عہد میں رعایا بڑے امن و سکون اور اطمینان سے اپنا وقت گذارتی تھی۔

۱۱۔ مغل شاہانِ ہند نے ہر مذہب وملت کے مقدس مقامات کے لئے جاگیریں مقرر کیں۔ شہنشاہ اکبر نے اس بارہ میں زیادہ فراخدلی کا ثبوت دیا۔ عطائے جاگیر کے ساتھ بادشاہوں کی جانب سے ایک فرمان لکھا جاتا تھا اُن میں سے چند ایک کے اقتباسات یہاں نقل کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

(الف) اقتباس از فرمان مورخہ ۲۸ محرم ۹۹۹ھ جاری کردہ شہنشاہ جلال الدین اکبر

"دنیا کی ہر قوم وملت کا ہر مرد وزن ہر کہ دمہ خواہ وہ امیر ہے خواہ غریب خواہ پڑھا لکھا ہے خواہ ان پڑھ ہمارے لئے دعا کرے کہ وہ پروردگارِ عالم ہمیں عمر دراز اور نیکیوں کیلئے رغبت عطا کرے۔ ہم سب سمجھتے ہیں کہ خدائی نور ہر ایک انسان میں درخشاں ہے۔ اور وہ خالق ہر ایک اپنے بندے کے اندر مسکن پذیر ہے ہر ایک انسان اپنی راحت وسکون کیلئے اپنے مقاصد کی کامیابی کیلئے اسی سے دعاگو ہوتا ہے۔

"جس انسان پر خدائے عزوجل اپنے رحم وعدل سے دنیا کی بادشاہی یا امارت عطا کرتا ہے اس انسان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اس مالک کے بندوں سے نیکی اور لطف وکرم کا سلوک روا رکھے۔ ملک میں امن واتحاد کی بنیاد ڈالے۔ اور ساری مخلوق کی بلاتمیز خدمت اور امداد کرے کیونکہ یہ مخلوق ہی مظہر ہستی ذاتِ پاک ہے۔ بادشاہ کا فرض ہے کہ وہ اپنی کمزور رعایا کی ظالموں اور سفاکوں کی سختی سے حفاظت کرے اور رعایا کے ہر فرد کو شاداں اور فرحاں رہنے کے اسباب مہیا کرے۔

ب۔ اقتباس از فرمان ۲۶ مئی فرددین ۵ سالِ الٰہی جاری کردہ شہنشاہ جہانگیر۔

جہاں گیر کا شاہی فرمان

ہماری سلطنت کے ممالک محروسہ کے جملہ حکام، ناظمان جاگیرداران وغیرہ کو واضح رہے کہ فتوحاتِ دنیوی کے ساتھ ساتھ ہمارا دلی منشا خدائے برتر کی جملہ مخلوق کی خوشنودی حاصل کرنا بھی ہے خصوصاً ہم اُن بزرگ ہستیوں کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں جن کے خیالات

باقی صفحہ (39) پر ملاحظہ فرمائیں

خلافت رابعہ اور دعوت الی اللہ کے شیریں ثمرات

محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الیٰ اللہ بھارت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور خلافت رابعہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اولوالعزم اور ولولہ انگیز قیادت میں جماعت احمدیہ عالمگیر ایک انقلابی دور میں داخل ہو چکی ہے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی دُعاؤں اور تمناؤں کے مطابق جماعت احمدیہ اکنافِ عالم میں حیرت انگیز فتح مبین حاصل کرتی چلی جارہی ہے۔ کثرت کے ساتھ جماعتیں قائم ہو رہی ہیں مختلف قوم رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے لوگ مختلف زبانیں بولنے والے اسطرح والہانہ انداز میں جماعت کی طرف کھنچے چلے آرہے ہیں جسطرح سخت پیاسے دیوانہ وار چشمہ شیریں کی طرف کشاں کشاں چلے آتے ہیں۔ تمام دُنیا میں یہ نظارہ نظر آرہا ہے کہ "یسعی الیک الخلق کالظمآن"

آنحضرت ﷺ کے ذریعہ جاری کردہ علوم و معارفِ قرآن کے چشمہ شیریں سے مستفید و مستفیض ہونے کیلئے تمام دُنیا سخت پیاسوں کی طرح دوڑی چلی آرہی ہے۔

جماعت احمدیہ کو اکناف عالم میں حاصل ہونے والی عظیم الشان ترقی کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں بلکہ خدائی تقدیر کا ایک اٹل حصہ ہے اور علماءِ امت و اولیاء عظام صدیوں سے اس کی منادی کرتے آئے ہیں کہ امام مہدی کے زمانہ میں اسلام کو عظیم الشان فتوحات نصیب ہوں گی اور اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ ناموافق موسم اور نامساعد حالات میں خدا کے ہاتھ سے قادیان کی گمنام بستی میں بویا گیا وہ بیج شدید طوفانوں اور طلاطم خیز امواج کا مقابلہ کرتا ہوا نشو و نما پایا۔ نئی کونپلیں پھوٹیں سرسبز وشاداب شاخیں نکل آئیں۔ پھر دیکھتے دیکھتے ہر شاخ شاخ مثمر میں تبدیل ہوگئی باغ میں خزاں کے بعد بہار آئی عشق الٰہی میں مخمور عندلیب خدا اور اس کے رسول کی محبت میں مستغرق ہو کر یہ ندا دینے لگے۔

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوار گان دشت خار

خلافت رابعہ کے آغاز میں ہی حضور انور نے دعوت الیٰ اللہ کا ایک عظیم الشان منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا اور جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو دعوت الی اللہ کے فریضہ کی ادائیگی کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ تبلیغ صرف مبلغ یا مربی کا کام نہیں بلکہ ہر فرد جماعت کا یہ فریضہ ہے کہ وہ دعوت الی اللہ میں حصہ لے۔ چنانچہ ساری دُنیا نے حضور کی اس تحریک پر کسقدر والہانہ انداز میں لبیک کہا آج جو عالمی بیعت کی تقاریب اور کروڑوں لوگوں کا بیک وقت جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہونا اس کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔

جماعت احمدیہ کے ذریعہ ساری دنیا میں اسلام کو حاصل ہونے والی اس عظیم ترقی پر خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین سے حقیقی محبت رکھنے والے خدا تعالیٰ کے اس عظیم احسان کو یاد کرتے ہوئے سربسجود ہو گئے اور شکر و امتنان کے جذبات سے سرشار ہو کر وہ اپنی سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرنے لگ گئے دوسری طرف جب دشمن دین متین کو ان کی صفیں لپٹتی ہوئی نظر آنے لگیں تو وہ غیظ و غضب میں مبتلا ہو گئے۔ دشمنانِ دین کی قدیم سنت کے موافق وہ اس الٰہی نور کو بجھانے کیلئے ہر قسم کے ہتھ کنڈے استعمال کرنے لگے۔ مگر ان سب مخالفانہ حالات کے باوجود جماعت احمدیہ کا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھا۔ سعید فطرت لوگوں نے مخالفانہ پروپیگنڈے کی پرواہ کئے بغیر حق و صداقت کی آواز پر لبیک کہا اور لوگ جوق در جوق آغوش احمدیت میں آنے لگے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جماعت کو "بتدریج" ترقی نصیب ہوتی رہی اور پانچ لاکھ عشاق مصطفیٰ کی ایک پاکیزہ جماعت قائم کر کے آپ علیہ السلام اپنے مولا کے حضور حاضر ہوئے آپ کے وصال کے بعد یکے بعد دیگرے خلفاء عظام کے زمانہ میں بھی جماعت نے ہر میدان میں ہر پہلو سے اپنا قدم آگے رکھا۔ گو رفتار قدرے کم تھی لیکن ادیانِ عالم کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے بخوبی یہ اندازہ لگا سکتے تھے کہ یہ جماعت مستقبل قریب میں بپا ہونے والے ایک حیرت انگیز روحانی انقلاب کی طرف رواں ہے۔ چنانچہ خلفاء کرام اور نور فراست رکھنے والے علماء و بزرگان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی روشنی میں جماعت کو یہ خوشخبری دیتے آئے ہیں۔ بالآخر وہ وقت آن پہنچا کہ خلافت رابعہ کا بابرکت دور شروع ہوا تبلیغ و دعوت الیٰ اللہ کے میدان میں حیرت انگیز کامیابیاں جماعت کو حاصل ہونے لگیں دشمن ورطہ حیرت میں ڈوب گئے ۱۹۸۳ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر شہر ربوہ نے وہ محیرّ العقول نظارہ دیکھا کہ کم و بیش تین لاکھ عشاق دین مصطفیٰ صلعم جلسہ سالانہ پر جمع ہوئے۔ دشمن کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی انہوں نے عالمی سطح پر سازشیں کیں بالآخر Anti Ahmadiyya Ardinance کے ذریعہ حضرت امام جماعت احمدیہ اور احباب پر کئی قسم کی پابندیاں عائد کر دیں درپردہ ان کا یہ پلان تھا کہ جماعت احمدیہ کی خلافت کے نظام کو ہمیشہ کیلئے ختم کیا جائے گا۔ "نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری" مگر خدا تعالیٰ جو ہمیشہ جماعت کی پشت پناہی کرتا رہا ہے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہا وہ اس نور کو کیسے بجھنے دے سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے خلافت حقہ اسلامیہ کو بہت حفاظت کے ساتھ معجزانہ رنگ میں ربوہ سے لندن منتقل فرمایا۔ دشمن کف افسوس ملتے رہ گئے بعد ازاں مختلف مکارانہ چالوں کے ذریعہ سے خلافت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اسلم قریشی کا فرضی اور جھوٹا مقدمہ بناکر Interpoll کے ذریعہ حضور انور کو پاکستان بلوانے اور سزا دلوانے، احمدیوں کو اپنے محبوب امام سے محروم کرنے اور اسطرح خلافت کے منصب کو ہی ختم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی غالب تقدیر کے ذریعہ سے دشمن کے تمام مکروں کو انہی پر الٹا دیا ہجرت لندن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے تبلیغ و دعوت الی اللہ کیلئے نئے راستے کھولے اور جماعت فتوحات کے ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔

احباب جانتے ہیں کہ ہجرت لندن کے بعد اللہ تعالیٰ نے جس طریق پر جماعت کی راہ نمائی فرمائی اور نئی ایجادات اور جدید وسائل کو کام میں لاتے ہوئے جماعت ہر میدان میں سرگرم عمل رہی ہجرت لندن سے پہلے ہم اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔ ہمارے پیارے امام نے ان تمام حالات کے گہرے تجزیہ کے بعد اپنے نور فراست سے مستقبل قریب میں رونما ہونے والے واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے جماعت کو یہ خوشخبری عطا کی تھی کہ:۔

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا
پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا

MTA کے عالمی نشریاتی نظام کے ذریعہ آج جماعت احمدیہ کی آواز بیک وقت بلا انقطاع شش جہات میں پھیل رہی ہے دوسری طرف دشمن بدنوا کی آواز لا متناہی مادی ذرائع کے باوجود محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ چند سال قبل دشمنان احمدیت کی طرف سے جماعت احمدیہ کے مقابل پر ایک انٹر نیشنل ٹی وی چینل شروع کئے جانے کا منصوبہ بنایا گیا تھا تاکہ تبلیغ و دعوت الی اللہ کے محاذ میں جماعت کا تعاقب کیا جاسکے۔ مگر تمام تر مالی ذرائع و اسباب و سازو سامان کے ہوتے ہوئے اب تک یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکی۔ قرآن کریم نے کیا ہی خوب فرمایا ہے "تبت یدا ابی لھب وتب ما اغنی عنه ماله وما کسب" ابولہب کے دونوں ہاتھ شل کر دیئے گئے۔ نہ ان کے اموال کام آئے اور نہ ہی ان کی کمائی۔

قارئین کرام خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں بالخصوص ہجرت لندن کے بعد جماعت احمدیہ اپنے اولوالعزم امام کی قیادت میں تبلیغ و دعوت الی اللہ کے میدان میں جس برق رفتاری کے ساتھ آگے بڑھی۔ اعداد و شمار کی روشنی میں جب ہم اس کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ جماعت احمدیہ کو اس قلیل عرصہ میں حاصل ہونے والی عظیم الشان ترقیات تمام تر حساب کتاب کے اندازوں اور انکلوں سے بالکل بالا نظر آتی ہے جس طرح مسیح اوّل سے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیمة کہ تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ کے موافق عیسائی قوم کو تمام دُنیا پر تمام شعبہ ہائے زندگی میں غلبہ بخشا۔ اسی طرح مسیح محمدی سے اللہ تعالیٰ نے یہی وعدہ کیا ہوا ہے اور یقیناً یہ وعدہ پورا ہوگا اور اس کے قطعی شواہد ہم دیکھ رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کو اکناف عالم میں نہ صرف عددی لحاظ سے غلبہ نصیب ہو رہا ہے بلکہ جائیداد و املاک کے لحاظ سے مساجد اور مشن ہاؤسز کے لحاظ سے تعلیمی و طبی مراکز کے لحاظ سے غرض ہر پہلو سے جماعت کے قدم آگے بڑھ رہے ہیں۔ دشمن احمدیت کے ذریعہ پاکستان میں یا بنگلہ دیش میں یا دنیا کے بعض اور ممالک میں شہید کئے جانے والی چند مساجد کے مقابل پر اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر میں ہزاروں مساجد سے نوازا پاکستان کی جیلوں میں پابند سلاسل بعض اسیروں کی قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہزاروں لاکھوں افراد کو شرک اور بت پرستی کی اسیری سے نجات دلا کر جماعت احمدیہ کے ذریعہ حضور

اکرم صلعم کی غلامی میں داخل فرمایا۔ پاکستان میں اگر چند احمدیوں کی دوکانیں لوٹ لی گئیں گھر جلا دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ساری دُنیا میں جماعت کو اسقدر جائیداد واملاک سے نوازا کہ جماعت اپنے سالانہ بجٹ میں اربوں کھربوں میں داخل ہو چکی ہے انفرادی لحاظ سے بھی اور جماعتی سطح پر بھی اموال و نفوس میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر اضافہ فرمایا ہے۔

۱۹۹۳ء سے جب سے عالمی بیعت کا ایک نیا نظام شروع کیا گیا جماعت ہر سال سال گذشتہ کے مقابل پر دُگنی ہوتی چلی آرہی ہے یہ ایک ایسا عظیم الشان روحانی نظام ہے جب سے دنیا بنی ہے کبھی بھی ایسا واقعہ نہیں ہوا اگرچہ بائیبل میں اس کی واضح پیشگوئی پائی جاتی ہے مگر مسیح اولؑ کے زمانہ میں کبھی ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا دراصل یہ مسیح محمدی کے زمانہ کیلئے مقدر تھا اور خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں اس کا آغاز ہوا۔ ۱۹۹۳ء سے اب تک کی ہر سال ہونے والی بیعتوں کی تفصیل اسطرح ہے۔

1993	2,04308
1994	4,21753
1995	8,47725
1996	16,02721
1997	30,04585
1998	50,04591
1999	1,19,05909
2000	4,0000000
20001	8,0000000
میزان	**14,29,91,520**

عالمی بیعت کا نظارہ تو دیکھ
آنے والے دور کا تارہ تو دیکھ
بن رہے تازہ زمین و آسماں
اک نئی دنیا کا نظارہ تو دیکھ

قارئین کرام! اس اعداد و شمار سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کسقدر تیزی کے ساتھ جماعت احمدیہ کو غیر معمولی عددی غلبہ نصیب ہو رہا ہے اس تعلق سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک بصیرت افروز اقتباس ملاحظہ ہو۔

۷ اگست ۹۸ء کے خطبہ میں حضور فرماتے ہیں۔

”اب جبکہ ہم ہزاروں سے لاکھوں اور لاکھوں سے کروڑوں میں داخل ہو رہے ہیں یاد رکھیں کہ پچاس لاکھ پر ہمارا قدم رکنا نہیں ہے میں اُمید رکھتا ہوں اور پوری طرح ابھی سے میں اس بارے میں منصوبہ بناکر جماعت کے سر براہوں سے جو مختلف ملکوں سے آئے ہیں گفتگو کر چکا ہوں ہرگز بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اگلی دفعہ ایک کروڑ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب ہم ایک کروڑ ہو جائیں گے جیسا کہ مجھے بھاری امید ہے ہم کوشش ضرور کریں گے انشاء اللہ تو اس صورت میں اگلے سال کے دو کروڑ نہ بھولیں اسطرح اگر یہ سلسلہ بڑھے تو چند سالوں میں تمام دنیا آنحضرت ﷺ کے قدموں کے نیچے ہوگی۔ اور یہ منصوبہ وہ ہے کہ محض خوش فہمی پر مبنی نہیں ہے یہ قرآنی تعلیمات پر مبنی ہے اور ان تعلیمات پر عمل درآمد کے نتیجہ میں جب ہم حکمت سے منصوبہ بناتے ہیں اور صبر سے اس کی پیروی کرتے ہیں اور دُعا سے اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہیں تو یہ منصوبہ پھر اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں آجاتا ہے اور اب تک کا میرا یہی تجربہ ہے اس نے کبھی بھی ہمیں مایوس نہیں کیا۔

(خطبہ جمعہ ۷ا اگست ۱۹۹۸ء)

قارئین کرام دیکھئے کس طرح ناموافق حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تمناؤں کو پورا فرمایا آسمان احمدیت پر رونما ہونے والے تغیر عظیم پر سب حیران ہیں۔ بظاہر ناممکن بات کو کس طرح اللہ تعالیٰ ممکن بناتا چلا جارہا ہے۔ احمدیت کے ذریعہ ایک نئی زمین اور نیا آسمان معرض وجود میں آگیا ہے اور یہ سارے واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل جو بشارتیں جماعت کو عطا ہوئی تھیں وہ یقیناً سچی ہیں اور آپ لاریب خدا کی طرف سے ہیں۔

گلشن احمد میں جنم لینے والی تبدیلیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کچھ اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

”خدا ایک ہوا چلائے گا جس طرح موسم بہار کی ہوا چلتی ہے اور ایک روحانیت آسمان سے نازل ہوگی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائے گی جس طرح بجلی مشرق و مغرب میں اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے ایسا ہی روحانیت کے ظہور کے وقت ہوگا تب جو نہیں دیکھتے تھے وہ دیکھیں گے اور جو نہیں سمجھتے تھے سمجھیں گے اور امن اور سلامتی کے ساتھ راستی پھیل جائے گی۔ (کتاب البریہ صفحہ ۲۷۰)

جس زمانہ میں اور جن حالات میں حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ خوشخبری دی تھی بظاہر ایسا نہیں لگتا تھا کہ یہ حرف بحرف پوری ہوگی آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دُنیا یہ ایمان افروز نظارہ بچشم خود دیکھ رہی ہے کہ رشد وہدایت کی ہوا اس زور کے ساتھ چل رہی ہے کہ باغ مصطفیٰ صلعم کی ہر شاخ شاخ مثمر میں تبدیل ہو گئی ہے اور وہ لوگ جن کی فطرت میں سعادت ہے اور قبول حق کیلئے ایک مناسبت رکھتے ہیں اور جن کے دلوں کے مخفی گوشوں میں اسلام کی سچی محبت پنہاں ہے وہ ملاؤں کے جھوٹے پروپیگنڈوں اور ایذا رسانیوں کے باوجود اس زندگی بخش جام احمد کی طرف دیوانہ وار لپک رہے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس دردانگیز شعر نے قلوب مومنین میں غیرت وحمیت کا احساس بے دار کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

تشنہ بیٹھے ہو کنارے جوئے شیریں حیف ہے
سرزمین ہند میں چلتی ہے نہر خوشگوار

حقیقت یہی ہے کہ اس زمانہ میں قرآنی علوم و معارف کی جوئے شیریں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہندوستان کے ایک غیر معروف قصبہ قادیان میں جاری کر دی گئی تھی آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دُنیا کے 178 ممالک کے لوگ اس چشمہ سے اپنی روحانی تشنگی بجھا رہے ہیں۔ جیسا کہ ایک اور جگہ پر حضور نے فرمایا ہے۔

ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ (تجلیات الٰہیہ)

قارئین کرام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے تھوڑے عرصہ کے بعد احباب جماعت میں ”دعوت الی اللہ“ کے نام سے ایک بہت ہی مبارک تحریک کا آغاز فرمایا اور دُنیا بھر کی جماعتوں کو حضور نے جھنجھوڑا اور فریضہ تبلیغ کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ تبلیغ صرف مبلغ یا مربی کا کام نہیں بلکہ ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ تبلیغ کرے اور حق و صداقت کی آواز کو دوسرون تک پہنچائے اور دلائل و براہین کی رو سے اسلام کی حقانیت اور قرآن کریم کی افضلیت دنیا پر ثابت کرے چنانچہ حضور انور کی اس تحریک کے نتیجہ میں دُنیا بھر کی جماعتیں بیدار ہوئیں اپنے اپنے ذرائع و وسائل کو بروئے کار لاتی ہوئی میدان تبلیغ میں کود پڑیں۔

تقسیم ملک کے بعد قادیان اور ہندوستان میں تبلیغ و دعوت الی اللہ کے کاموں میں جمود کی کیفیت طاری تھی بیعتوں کی تعداد بہت کم ہوتی تھی مگر ۱۹۹۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر ہند کے ساتھ ہی ہندوستان کی تقدیر جاگ اُٹھی اور تبلیغ و دعوت الی اللہ کے ایک درخشندہ باب کا آغاز ہوا چنانچہ حضور انور نے جلسہ سالانہ قادیان ۹۱ء کے موقعہ پر احباب جماعت ہندوستان کی دینی غیرت کو للکارتے ہوئے فرمایا۔

”اے ہندوستان والو! اے بھارت کے احمدیو! کیا اس عزت و سعادت کو جو خدا تعالیٰ نے تمہیں تھمائی تھی دوسرے ملکوں کو تم اپنے سے چھین کر لے جانے کی اجازت دو گے کیا تم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو گے اور افریقہ اور امریکہ اور یورپ اور دُنیا کے دوسرے ممالک تبلیغ کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پھیلانے میں تم سے آگے بڑھتے چلے جائیں گے اگر ایسا ہوا تو بہت بڑی بدنصیبی ہوگی“۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس خواہش اور دعاؤں کے نتیجہ میں ہندوستان کی جماعتیں بیدار ہوئیں اور تبلیغ و دعوت الی اللہ کے میدان میں شیروں کی طرح دندناتے ہوئے غازیوں کی طرح فتح کے ترانے گاتے ہوئے آگے بڑھیں اور مسلسل بڑھ رہی ہیں۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ آج فتح اور کامرانی کا پرچم ہندوستان کے ہاتھ میں ہے۔ دنیا کے تمام ممالک کے مقابل پر ہندوستان کی جماعتیں آگے ہیں اور ہندوستان کا ہر احمدی شکر و امتنان کے جذبات سے سرشار ہو کر خدا کے آگے سربسجود ہے کہ اس نے ہمارے پیارے امام کی دلی تمنا کے مطابق یہ اعزاز ہندوستان کو ہی بخشا الحمد للہ۔

چنانچہ جب سے عالمی بیعت کا آغاز ہوا ہے ہندوستان میں ہونے والے بیعتوں کی تعداد اس طرح ہے۔

1993-94	14000
94-95	45000
95-96	110000
96-97	287000
97-98	647790
98-99	1710344
99-2000	21200000
2000-2001	40536000

ہندوستان کی ان بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے گذشتہ سال یو کے کے جلسہ کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قادیان میں نظارت دعوت الی اللہ کے نام سے صدر انجمن احمدیہ کے تابع ایک علیحدہ نظارت کے قیام کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ اب یہ نظارت ہندوستان میں دعوت الی اللہ کے تمام کاموں کی احسن رنگ میں نگرانی کر رہی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

جماعت احمدیہ کو حاصل ہونے والی اس عظیم الشان ترقی سے قلوب مومنین میں جہاں ایمانی جوش اور ولولہ کے ناقابل بیان جذبات و احساسات اُمڈ رہے تھے وہاں دشمن غیظ و غضب میں مبتلا ہوگئے۔ اور حیران و ششدر رہ گئے شروع میں تو یہ سرے سے انکار کرتے رہے۔ اور اپنے ہم خیال لوگوں کو جھوٹی تسلی دلانے کیلئے انہوں نے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ جماعت احمدیہ جھوٹ سے کام لے رہی ہے یہ جو بیعتوں کے اعداد و شمار ان کے عالمی جلسوں میں پیش کئے جاتے ہیں وہ بے بنیاد ہیں وغیرہ حتیٰ کہ ہمارے پیارے امام کو ایک موقعہ پر حلفیہ طور پر اس بات کا اعلان کرنا پڑا کہ جو اعداد و شمار جماعت کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں وہ حقائق پر مبنی ہیں۔ اس میں کوئی مبالغہ یا غلط بیانی نہیں ہے۔ جماعت کو حاصل ہونے والی یہ عظیم الشان ترقی ان کے لئے ناقابل یقین تھی ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ جماعت کی عاجزانہ کوششیں اس قدر ثمر آور ہو سکتی ہیں اب ان کی صفوں میں کھلبلی مچ گئی ہے وہ شدید بوکھلاہٹ میں مبتلا ہو گئے ہیں شیخوپورہ میں جلسہ

سالانہ جرمنی کی کاروائی ٹی وی پر مشاہدہ کر رہے احمدیوں پر حملہ کر کے ٹی وی سیٹ اور سیٹلائٹ رسیور کر توڑ ڈالنے مسجد کو جلانے کا واقعہ اس کامنہ بولتا ثبوت ہے۔

جماعت کی یہ عظیم کامیابیاں کسی سے مخفی نہیں رہیں بلکہ ان کے بڑے بڑے عمائدین طوعاً وکرھاً۔ اس بات کا کھلم کھلا اعتراف کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں چنانچہ ہفت روزہ "نئی دنیا" اپنی اشاعت میں لکھتا ہے۔

"یہ بات بہت ہی افسوس کے ساتھ لکھنی پڑ رہی ہے کہ ہمارے بڑے بڑے علماء عظام کی کوششوں کے باوجود قادیانی دھرم بھارت میں روز بروز پھیلتا جارہا ہے .... ایک سروے رپورٹ کے مطابق اب تک پورے بھارت میں پانچ کروڑ سادہ لوح مسلمان قادیانی جال میں پھنس چکے ہیں"۔

"الفضل ماشھدت بہ الاعداء اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اس تعداد میں مزید چار کروڑ سے زائد احمدیوں کا اضافہ ہو چکا ہے۔ الحمد للہ۔

اعداد و شمار کے مطابق اس وقت پوری دنیا میں ۱۵ کروڑ احمدی امام وقت کے ہاتھ پر اس طرح متحد و متفق ہیں جیسے ایک ہی گھر میں افراد خانہ باہم مل بیٹھے ہوں۔ ایم ٹی اے کی عالمی نشریات نے تمام ترجغرافیائی فاصلوں کو یکسر مٹادیا ہے اب برق رفتاری کے ساتھ لمحوں میں اکناف عالم میں پھیلے ہوئے احمدی اپنے امام کی پاکیزہ نصائح سے مستفیض ہوتے ہیں اُمت واحدہ کی شکل میں توحید حقیقی کا حسین منظر نظر آرہا ہے مختلف رنگ و نسل کے لوگ مختلف زبانیں بولنے والے حقیقی اسلامی اخوت و محبت کے رشتہ میں اس طرح منسلک ہیں کہ الخلق عیال اللہ کا تصور ابھرتا ہے

تبلیغ و دعوت الی اللہ کے میدان میں تائید و نصرت الٰہی کے ایسے ایسے واقعات ہیں کہ ایمان میں تازگی اور روح میں ایک سرور کی کیفیت پیدا ہوتی ہے ایسے واقعات بے شمار ہیں۔ طوالت مضمون کے پیش نظر صرف ایک دو واقعات کا ہی ذکر کیا جاسکے گا۔ جن کا تعلق ہمارے ملک ہندوستان سے ہے۔

مکرم محمد شفیع اللہ صاحب امیر کرناٹک لکھتے ہیں۔

ایک جگہ مولویوں نے شدید مخالفت کی ان کا جو لیڈر تھا اس نے اعلان کیا کہ وہ آئندہ جمعہ کو مخالفت میں بھرپور خطبہ دے گا وہ جمعہ پڑھانے آرہا تھا کہ راستے میں سکوٹر سے ٹکر ہوگئی اور وہیں فوت ہو گیا جب لوگ جنازہ لے جارہے تھے ان کا ایک کار سے ایکسیڈنٹ ہو گیا سارے مخالفین شدید زخمی ہوگئے۔

ضلع بیجاپور میں ایک شخص شدید مخالفت کرتا تھا جہاں بھی جاتا مخالفت میں شدت اختیار کرتا جاتا تھا اس کا بڑا اثر رسوخ تھا لوگ بات ماننے پر مجبور ہو جاتے اس کو ایک دفعہ کسی احمدی نے کہا کہ تمہیں وہ عذاب ہوگا جس سے ضیاء الحق بھی نہ بچ سکا تھا۔ وہ شخص ۹ آدمیوں کے ساتھ گاڑی میں سفر کررہا تھا گاڑی کی رفتار تیز تھی ایک ٹرک سے ٹکرا گئی اس نے دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگادی اور اُس کا سر چور چور ہو گیا باقی گاڑی کے افراد بچ گئے علاقہ میں شور پڑ گیا ایک وہی مرا جو احمدیت کا دشمن تھا۔

دعوت الی اللہ کرنے والے ایک گاؤں پہنچے اور امام مہدی کی آمد کا پیغام دیا گاؤں والوں کو بیعت کرنے کو کہا اس گاؤں میں ایک پڑھی لکھی باعزت عورت تھی اس نے کہا کہ میں ان کا ساتھ دوں گی ساتھ ہی اس نے اپنی ایک خواب سنائی کہ ایک ہفتہ قبل میں نے دیکھا کہ میں ایک راستہ پر جارہی ہوں راستہ میں ایک گیٹ نظر آیا دروازہ کے اندر سے جھانک کر دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ جنت کا گیٹ ہے وہاں سفید پگڑی والے ایک بزرگ کھڑے تھے۔

ان سے پوچھا کہ کیا میں جنت میں داخل ہو سکتی ہوں تو اس بزرگ نے کہا کہ ہماری جماعت میں داخل ہو کر ہی داخل ہو سکتی ہو۔ عورت نے سوال کیا کہ جماعت کہاں ہے؟ بزرگ نے کہا آنے والے ہیں عورت نے کہا کہ میں تو آپ کی آمد کا انتظار کر رہی ہوں۔ چنانچہ اس عورت کے ساتھ گاؤں کے ۲۴۵ افراد نے احمدیت قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔

ہماچل پردیش کے ایک دوست ہر ممکن مخالفت کیا کرتے تھے وہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۸ء پر قادیان آئے اور احمدی ہو کر لوٹے وہ شخص جو شراب کا عادی تھا وہ پنجوقتہ نماز کا عادی بن گیا ایک دشمن متکبر نے ان کو ذلیل کرنے کیلئے گالیاں دینا شروع کیں۔ اور گندے الفاظ استعمال کئے ان صاحب نے ان کو سمجھایا کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے میں گندگی کا جواب گندگی سے نہیں دے سکتا۔ لیکن وہ باز نہ آیا آخر تنگ آکر انہوں نے کہا کہ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے منہ میں گند ڈال دے۔ وہ شخص اس وقت درخت پر چڑھ کر پتے کاٹ رہا تھا اچانک وہ وہاں سے گر پڑا اتفاق ایسا ہوا کہ وہ اس جگہ گرا جہاں گوبر پڑا ہوا تھا۔ اور واقعی گندگی سے اس کا منہ بھر گیا اس کی بیوی جو درخت کے نیچے کھڑی تھی اس نے کہا کہ اسی وقت اس احمدی سے معافی مانگو۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا یہ فیضان زمان و مکان کی قیود سے بالا ہے ہر زمانہ میں اور ہر جگہ یہ مضمون جاری و ساری نظر آتا ہے یہ واقعات جہاں قادر و قیوم خدا کی ہستی پر زندہ ثبوت پیش کرتے ہیں وہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کی حقانیت کیلئے بھی ناقابل تردید دلیل پیش کرتے ہیں۔

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار

منظوم کلام سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

غم اپنے دوستوں کا بھی کھانا پڑے ہمیں
اغیار کا بھی بوجھ اُٹھانا پڑے ہمیں

اس زندگی سے موت ہی بہتر ہے اے خدا
جس میں کہ تیرا نام چھپانا پڑے ہمیں

منبر پہ چڑھ کے غیر کہے اپنا مدعا
سینہ میں اپنے جوش دبانا پڑے ہمیں

سن مدعی نہ بات بڑھاتا نہ ہو یہ بات
کوچہ میں اس کے شور مچانا پڑے ہمیں

اتنا نہ دور کر کہ کٹے رشتۂ وداد
سینہ سے اپنے غیر لگانا پڑے ہمیں

پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں

پروا نہیں جو ہاتھ سے اپنے ہی اپنا آپ
حرفِ غلط کی طرح مٹانا پڑے ہمیں

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

پس خلافت رابعہ کا دور نہایت بابرکت دور ہے اور اس دور میں گلشن احمد میں دائمی بہار کی کیفیت پیدا ہے ہر شاخ دعوت الی اللہ کے شیریں ثمرات سے لدی ہوئی ہے اکناف عالم میں طیور ابراہیمی ان شاخوں پر بسیرا کرنے کیلئے جھنڈ کے جھنڈ آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض کی کماحقہ ادائیگی کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

ہندوستان میں بزرگان امت کے ذریعہ

دعوت الی اللہ

محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب استاذ مدرسہ احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ وحید و فرید نبی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے خود یہ فرمایا: وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء ۱۰۸) ترجمہ:۔ اور ہم نے تجھے ساری دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (الاعراف ۱۶۰) یعنی تو کہہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لے کر آئے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ ۴) یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔ اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔ پھر اسی دین حق کے بارہ میں فرمایا: ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (الصف) وہ خدا ہی ہے، جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ سچا دین دیکر بھیجا ہے۔ تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ ان آیات سے یہ واضح و ثابت ہے کہ دین اسلام وہ دین تھا اور ہے، اور رہیگا، جو اپنی خوبیوں اور محاسن کی بدولت دنیا میں پھیلتا چلا گیا، اور پھیلتا چلا جائے گا جیسے 'نور' کے آنے سے ظلمت از خود ختم ہو جاتی ہے اسی طرح نور اسلام کے سامنے دنیا میں پھیلی ظلمتیں اور ضلالتیں از خود دور ہوتی چلی گئیں اور دور ہوتی جائینگی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ وہ اس دین کو اپنی ذات یا قبیلے یا علاقے یا خطے تک محدود نہ رکھیں بلکہ دنیا کے ہر انسان کا یہ حق ہے کہ اس تک اس دین کو پہنچایا جائے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی بھی علاقے یا ملک میں مقیم ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (المائدہ ۶۸) کہ اے رسول تیرے رب کی طرف سے جو کلام بھی تجھ پر اتارا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا۔ پھر اس دین کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں ایک راہنما اصول سمجھایا: لا اکراہ فی الدین۔ کہ دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر یعنی لوگوں کو کہہ دے کہ یہ سچائی تمہارے رب کی طرف سے ہی نازل ہوئی ہے پس جو چاہے اس پر ایمان لائے اور جو چاہے اس کا انکار کر دے۔ یہ قرآن مجید کی اسلام کو دوسروں تک پہنچانے سلسلے میں سنہری تعلیم ہے جسے ہمیشہ ہی بزرگان امت اور دعاۃ الی اللہ نے ملحوظ رکھا۔ صحابہ کرام اور ان کے بعد ان ہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلمان بزرگ اسلام کا امن بخش پیغام لے کر دنیا کے اطراف و اکناف میں پہنچتے رہے۔ جہاں بھی گئے وہاں کے مقامی باشندوں نے اسلام کو بغیر کسی جبر و اکراہ کے قبول کیا اور پھر اس پر ثابت قدم رہے۔ بعض تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ ہمارے ملک ہندوستان میں اسلام عرب تاجروں کے ذریعہ پہنچا جو کہ یمن سے کیرالہ کے سواحل پر تجارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ ان تاجروں کے اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر مقامی لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کیا۔ جو آہستہ آہستہ پھیلتا چلا گیا اس کے علاوہ اسلامی ممالک سے بہت سے بزرگ صوفیا ہندوستان آئے اور انہوں نے اپنے اسلامی اخلاق و تعلیمات کے ذریعہ ہزاروں لوگوں کو اسلام کا گرویدہ و فدائی بنا لیا۔ ان میں سے صرف تین بزرگان کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۵۳۶ ہجری۔ ۱۱۴۱ عیسوی میں سیستان کے ایک قصبہ سنجر میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت سمرقند و بخارا اس علاقے میں تعلیمی مراکز سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ آپ وہاں حصول تعلیم کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ تفسیر، حدیث، فقہ میں کمال و مہارت حاصل کی آپ کے والد خواجہ غیاث الدین حسن ایک مالدار تاجر تھے۔ بچپن میں آپ کی پرورش بڑی ناز و نعمت میں ہوئی تھی۔ مگر خواجہ صاحب نے انتہائی سادہ زندگی گزاری۔ آپ ہمیشہ حلال و پاک رزق تناول فرماتے تھے۔ جس رزق کے کمانے والے کا پتہ نہ ہوتا تو آپ وہاں کھانا نہ کھاتے بھوکا رہنا پسند کرتے کیونکہ آپ کو ہمیشہ یہ خدشہ رہتا کہ کہیں میں ایسا کھانا نہ کھالوں جس کے کھلانے والے نے وہ ناجائز طریق یعنی ظلم رشوت چوری یا بددیانتی سے حاصل کیا ہو۔ آپ کا فرمان تھا ناجائز طریق سے کمایا ہوا کھانا انسان کے ایمان کو کمزور کر دیتا ہے۔ تقریبا ۵۶۰ ہجری۔ ۱۱۶۴ء میں خواجہ صاحب لاہور پہنچے۔ لاہور میں اس وقت مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد تھی۔ چند دن قیام فرمانے کے بعد آپ دہلی تشریف لائے۔ اس زمانہ میں ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت نہیں تھی۔ مگر جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے کہ تاجروں کے ذریعہ ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ ہو رہی تھی۔ اور اسلام دن بدن ترقی کرتا چلا جا رہا تھا۔ خواجہ صاحب کچھ عرصہ دہلی ٹھہرے پھر اگلے سفر پر روانہ ہو گئے۔ ۵۶۱ ہجری۔ ۱۱۶۵ء میں آپ اجمیر پہنچے اور اجمیر ہی آپ کی آخری منزل ثابت ہوئی۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ آپ نے اپنی اس منزل کو کیوں منتخب کیا بظاہر اس کی کوئی وجہ سمجھ نہیں آتی۔ اجمیر میں اس زمانہ میں مسلمان بالکل نہیں تھے۔ تاریخ میں آتا ہے کہ جب آپ اجمیر پہنچے تو آپ نے جس جگہ قیام فرمایا، وہاں راجا پتھورا کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ جب شام کو اونٹ واپس آئے تو اونٹ والوں نے خواجہ صاحب کو جگہ خالی کرنے اور وہاں سے کہیں اور چلے جانے کو کہا۔ مگر خواجہ صاحب وہاں سے جانا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن راجا کے آدمیوں نے طاقت و اقتدار کے نشہ میں آپ کو زبردستی وہاں سے اٹھا دیا۔ خواجہ صاحب وہاں سے یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ اچھا اب یہاں اونٹ بیٹھیں گے۔ عجیب بات ہے جب دوسرے دن اونٹ اٹھانے والے اونٹوں کو اٹھانے اور لے جانے کے لئے آئے تو ایک اونٹ بھی اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکا۔ باوجود بار بار کوشش کے اونٹ کھڑے نہ ہوئے آخر اونٹ والوں کو خواجہ صاحب کی بات یاد آئی اور انہیں یہ احساس ہوا کہ اس درویش فقیر کے ساتھ بداخلاقی ہی اس کا موجب ہے۔ چنانچہ انہوں نے خواجہ صاحب کے سامنے اپنی غلطی اور قصور کا اعتراف کرتے ہوئے معافی مانگی۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بڑے رحم دل ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے انہیں معاف کرتے ہوئے دعا کی نیز فرمایا جاؤ جس خدا نے اونٹوں کو بٹھایا تھا اب وہی اٹھا بھی دے گا۔ جب اونٹ والے اس میدان میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سارے کے سارے اونٹ کھڑے ہوئے تھے۔ یہ کرامت دیکھ کر اونٹ والے بہت حیران ہوئے۔ یہ خبر راجہ تک پہنچی راجہ بہت حیران ہوا اور آپ کا معتقد ہو گیا آہستہ آہستہ عوام و خواص آپ کے پاس آنے لگے آپ انکو ایک خدا کی عبادت کی تعلیم دیتے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک بہت بڑی تعداد آپ کے ذریعہ اسلام میں داخل ہو گئی۔ اسی طرح کی بہت سی کرامتوں کا ذکر خواجہ صاحب کی تاریخ اور سوانح میں آتا ہے۔ مگر بخوف طوالت اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب نے ۶۲۳ھ۔ ۱۲۳۵ء میں ۹۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور اجمیر میں آپ کی تدفین ہوئی جہاں آپ کا مزار موجود ہے۔ ہزاروں زائرین روزانہ زیارت کے لئے آتے ہیں

☆......☆......☆

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ قطب الدین کا نام بختیار اور خطاب قطب الدین تھا۔ آپ قطب الاقطاب اور قطب الاسلام کے القاب سے بھی یاد کئے جاتے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدینؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے شاگرد تھے۔ تقویٰ و طہارت میں اسقدر ترقی کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت میں ایک خاص جاذبیت و کشش رکھی تھی۔ بہت سے لوگ آپ کی صحبت میں چند دن رہے اور اللہ والے ہو گئے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے بے حد محبت تھی۔ نوافل بہت کثرت سے پڑھتے تھے بسا اوقات ساری رات ہی نوافل پڑھنے میں گزار دیتے تھے اس کے علاوہ درود شریف بہت کثرت سے پڑھتے تھے۔ کھانا بہت کم کھاتے تھے کھانے کا مقصد یہ بتاتے تھے کہ اتنا کھانا چاہئے کہ جو جسم کو عبادت کرنے کے لئے توانائی دے سکے اس سے زیادہ کھانا مناسب نہیں

آپ کی تاریخی روایات میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ آپ کے پڑوس میں ایک بنیا (تاجر) رہتا تھا جب آپ کے گھر میں کچھ کھانے کے لئے نہ ہوتا تو اس سے خورد و نوش کی اشیاء ادھار لے لیتے روپیہ آنے پر قرضہ ادا کر دیتے۔ ایک دفعہ آپ کو خیال آیا کہ مجھے کوئی چیز ادھار نہیں لینی چاہئے۔ بلکہ اپنی ضروریات کے پورا ہونے کے لئے اپنے رب پر توکل کرنا چاہئے۔ اسی وقت اپنی اہلیہ کو حکم دیا کہ اب کوئی چیز ادھار نہیں لی جائے گی۔ اہلیہ نے پوچھا جب بچے بھوکے روئیں تو میں کیا کروں، تو آپ نے فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر طاق میں ہاتھ ڈالا کرو۔ وہاں سے کاک (روٹی کی ایک قسم) اٹھا لیا کرو چنانچہ کچھ عرصہ تک اسی طرح گزر بسر ہوتی رہی۔ ادھر لوگوں کو اس بات کا پتہ چل گیا کہ آپ کو طاق پر سے "کاک" ملتے ہیں اور انہوں نے آپ کو "کاکی" کہنا شروع کر دیا۔ اور جب راز کھل گیا تو کاک ملنا بھی بند ہو گئے۔

۱۴ ربیع الاول ۶۳۵ھ۔ ۱۲۳۷ء میں آپ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے ذکر الٰہی کے دوران ہی آپ بے ہوش ہو گئے تین دن اسی حالت میں رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ جب آپ کی نماز جنازہ پڑھنے کا وقت آیا تو آپ کے شاگرد مولانا ابو سعیدؒ نے خواجہ صاحب کی وصیت کے مطابق یہ اعلان فرمایا کہ وہ شخص نماز جنازہ کے لئے آگے آئے جس نے کبھی بدکاری نہ کی ہو۔ اور اس نے عصر کی سنتیں کبھی نہ چھوڑی ہوں

۔اور تکبیر اولیٰ کے وقت با جماعت نماز میں شامل رہا ہو ۔کچھ دیر خاموشی چھائی رہی کوئی آگے نہ بڑھا۔تھوڑی دیر کے بعد اس زمانہ کے بادشاہ سلطان شمس الدین التمش آگے بڑھے اور خدا کی قسم کھا کر کہا کہ اللہ کے فضل سے یہ تینوں شرطیں مجھ میں موجود ہیں۔اور پھر آپ نے جنازہ پڑھایا۔آپ کے توکل باللہ اور نیک سلوک کو دیکھ کر بہت بڑی تعداد اسلام میں داخل ہوئی ۔ہر جگہ وعظ ونصیحت کی مجالس قائم کرتے ۔جن میں حاضرین کو دلکش انداز میں نصیحتیں فرماتے

اس سلسلے کی تیسری کڑی حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ تھے۔آپ کے والد صاحب کا نام سلیمان اور والدہ کا نام بی بی قرسم خاتون تھا۔اور شجرہ نسب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا تھا ۔شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ آپ کی ملاقات خواجہ قطب الدین کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، جو کہ ملتان تشریف لائے ہوئے تھے۔جب خواجہ صاحب ملتان سے دہلی روانہ ہوئے تو شیخ فریدالدین بھی آپ کو روانہ کرنے کے لئے گئے اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں آپ کے ساتھ دہلی جانا چاہتا ہوں۔خواجہ صاحب نے فرمایا پہلے تعلیم مکمل کرو پھر میرے پاس دہلی آجانا چنانچہ ۵ سال تعلیم مکمل کرنے کے بعد دہلی پہنچ گئے۔آپ کے حالات طوالت کی وجہ سے چھوڑتے ہوئے صرف اتنا تحریر ہے کہ مورخہ ۵ محرم ۶۹۰ ہجری ۔۱۲۹۱ء میں آپ کی وفات ہوئی۔

☆......☆......☆

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

ایک اور بزرگ اور عظیم داعی الی اللہ جنہوں نے ہندوستان میں اسلام کو پھیلانے اور دلوں میں راسخ کرنے میں اہم کردار و فریضہ ادا کیا، ان کا اسم گرامی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ہے۔آپ کے دادا ''دانیال'' اور نانا ''عرب حسینی'' بخارا کے رہنے والے تھے۔اور دونوں وہاں سے ہندوستان آئے اور لاہور میں سکونت اختیار کی پھر خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ کے والد 'احمد' لاہور سے بدایوں آگئے اور یہیں ہی ماہ صفر ۶۳۴ ہجری ۔۱۲۳۶ء میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ کی پیدائش ہوئے جب آپ کی عمر پانچ سال کی تھی تو آپ کے والد 'خواجہ احمد' وفات پا گئے۔آپ کی والدہ صاحبہ زلیخا بی بی نے آپ کی تعلیم وتربیت کا خاص اہتمام کیا۔خواجہ صاحب نے دہلی میں اس زمانہ کے مشہور عالم مولانا شمس الدین خوارزمی سے تعلیم حاصل کی پھر روحانی صحبت سے فیض یاب ہونے کے لئے اس زمانہ کے عظیم روحانی بزرگ حضرت بابا فرید گنج شکر کے پاس ''اجودھن'' پہنچ گئے۔جب وہاں پہنچے تو حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ بہت خوش ہوئے اور اپنے سر سے ٹوپی اتار کر خواجہ صاحب کے سر پر رکھ دی اور ۱۵ رجب ۶۵۵ھ/ ۱۲۵۷ء سے آپ باقاعدہ شیخ صاحب کی صحبت سے مستفید ہونے لگے کم وبیش آٹھ ماہ آپ شیخ صاحب کی خدمت میں رہے بعد ازاں دہلی تشریف لے آئے

آپ کی زندگی انتہائی سادہ تھی کھانا بالکل سادہ اور کم کھاتے تھے اکثر روزہ رکھتے تھے سحر وافطار بھی بہت معمولی ہوتا تھا ایک مرتبہ آپ کو کسی نے کہا کہ آپ کھانا نہ کھانے کے برابر کھاتے ہیں اور اس طرح کمزوری ہوجائے گی آپ نے جواباً فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تو پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں اور اللہ کے بہت سے بندے بھوکے سو رہے ہیں

آپ سے محبت کرنے والے جو کچھ آپ کو دیتے تھے اسے صدقہ وخیرات کے طور پر فوراً تقسیم کر دیتے تھے اپنے پاس کچھ نہ رکھتے تھے۔حضرت خواجہ صاحب کی زندگی میں آٹھ بادشاہوں نے دہلی پر حکومت کی۔ان میں سے دو قطب الدین اور غیاث الدین آپ کے مخالف رہے۔قطب الدین نے پہلے آپ پر کچھ الزام لگائے جو غلط ثابت ہوئے ۔جب اس نے دیکھا کہ میں خواجہ صاحب کو کوئی زک نہیں پہنچا سکا تو اس نے ایک حکمنامہ کے ذریعہ تمام شیخوں اور بزرگوں کو اس بات کا پابند کیا کہ وہ ہر چاند رات کو بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا کریں حضرت خواجہ جو کہ اللہ کے دربار میں حاضر رہتے تھے انہیں بھلا بگڑے ہوئے بادشاہوں کے ناجائز حکمناموں کی کیا پرواہ۔آپ چاند رات کو بادشاہ کے دربار میں حاضر نہ ہوئے آپ کے مرید اور عقیدتمند بہت ڈرے کہ نہ جانے بادشاہ کا عتاب وغضب کیا رنگ لائے گا۔مگر خواجہ صاحب پر اسکا کوئی اثر نہ تھا۔آپ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی خود ہی حفاظت کرتا ہے۔ہوا یوں کہ غلام خسرو خان نے اپنے خنجر سے قتل کر دیا اور خود بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا خسرو خان نے بہت سی رقم حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کو بطور تحفہ بھجوائی ۔اس کے بعد غیاث الدین نے خسرو خان کو قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن گیا۔نیز خواجہ صاحب سے مذکورہ رقم واپس مانگی ۔خواجہ صاحب نے فرمایا وہ رقم وتحائف بیت المال کی امانت تھی وہ مستحقین میں تقسیم کر دادی گئی ہے۔اب وہ رقم نہیں ہے۔غیاث الدین بادشاہ کو خواجہ صاحب کے اس جواب پر بہت غصہ آیا۔اور انتقام و بدلہ لینے کا ارادہ کیا۔ان دنوں غیاث الدین کسی جنگی مہم پر جا رہا تھا۔کہنے لگا جب میں واپس آؤنگا تو بدلہ لوں گا چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس واقعہ کے متعلق فرماتے ہیں:-

''کہتے ہیں دہلی میں ایک بزرگ تھے۔بادشاہ وقت اس پر سخت ناراض ہو گیا۔اس وقت بادشاہ کہیں باہر جاتا تھا، حکم دیا کہ واپس آکر تم کو ضرور پھانسی دوں گا اور اپنے اس حکم پر قسم کھائی جب اس کی واپسی کا وقت قریب آیا تو اس بزرگ کے دوستوں اور مریدوں نے غمگین ہو کر عرض کی کہ بادشاہ کی واپسی کا وقت اب قریب آگیا ہے۔اس نے جواب دیا ہنوز دلّی دور است ۔جب بادشاہ ایک دو منزل پر آگیا تو انہوں نے پھر عرض کی مگر اس نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ ہنوز دلّی دور است ۔یہاں تک کہ بادشاہ عین شہر کے پاس آگیا اور شہر کے اندر داخل ہونے لگا یا داخل ہو گیا۔مگر پھر بھی اس بزرگ نے یہی جواب دیا کہ ہنوز دلی دور است ۔اسی اثناء میں خبر آئی کہ بادشاہ دروازہ شہر کے نیچے پہنچا تو اوپر سے دروازہ گرا اور بادشاہ ہلاک ہو گیا ۔معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ کو کچھ منجانب اللہ معلوم ہو چکا تھا'' (ملفوظات جلد ۸ ص ۳۶، ۳۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''جیسا اثر دعا میں ہے ویسا کسی اور شئے میں نہیں......شیخ نظام الدین کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ کا سخت عتاب ان پر ہوا اور حکم ہوا کہ ایک ہفتہ تک تم کو سخت سزا دی جائے گی۔جب وہ دن آیا تو وہ ایک مرید کی ران پر سر رکھ کر سوئے ہوئے تھے۔اس مرید کو جب بادشاہ کے حکم کا خیال آیا تو وہ رویا اور اس کے آنسو شیخ پر گرے جس سے شیخ بیدار ہوا اور پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے اس نے اپنا خیال عرض کیا اور کہا کہ آج سزا کا دن ہے شیخ نے کہا کہ تم غم مت کھاؤ ہم کو کوئی سزا نہ ہوگی، میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مارکھنڈ گائے مجھے مارنے کے واسطے آئی ہے میں نے اس کے دونوں سینگ پکڑ کر اس کے نیچے گرا دیا ۔چنانچہ اسی دن بادشاہ سخت بیمار ہوا اور ایسا سخت بیمار ہوا کہ اسی بیماری میں مر گیا۔یہ تصرفات الٰہی ہیں جو انسان کی سمجھ میں نہیں آتے''

(ملفوظات جلد ہشتم ص ۳۷)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام شیخ نظام الدین اولیاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''کہتے ہیں کہ کوئی شخص شیخ نظام الدین صاحب ولی اللہ کے پاس اپنے ذاتی مطلب کے لئے دعا کرانے کے واسطے گیا تو انہوں نے فرمایا میرے واسطے دودھ چاول لے آ۔اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ عجیب ولی ہے۔میں اس کے پاس اپنا مطلب لے کر آیا ہوں تو اس نے میرے آگے اپنا ایک مطلب پیش کر دیا ہے۔مگر وہ چلا گیا اور دودھ چاول پکا کر لے آیا۔جب وہ کھا چکے تو انہوں نے اس کے واسطے دعا کی اور اس کی مشکل حل ہو گئی تب نظام الدین صاحب نے اس کو بتلایا کہ میں نے تجھ سے دودھ چاول اس واسطے مانگے تھے کہ جب تو دعا کرانے کے واسطے آیا تھا تو میرے واسطے بالکل اجنبی آدمی تھا۔اور میرے دل میں تیرے واسطے کوئی ہمدردی کا ذریعہ نہ تھا۔اس واسطے تیرے ساتھ ایک تعلق محبت پیدا کرنے کے واسطے میں نے یہ بات سوچی تھی'' (ملفوظات جلد ۹ ص ۵۰)

''دعا میں بعض دفعہ قبولیت نہیں پائی جاتی تو ایسے وقت اس طرح سے بھی دعا قبول ہو جاتی ہے کہ ایک شخص بزرگ سے دعا منگوائیں اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ اس مرد کی دعاؤں کو سنے......باوا غلام فرید ایک دفعہ بیمار ہوئے اور دعا کی مگر کچھ بھی فائدہ نظر نہ آیا تب آپ نے اپنے شاگرد کو جو نہایت ہی نیک مرد اور پارسا تھے (شائد شیخ نظام الدین یا خواجہ قطب الدین) دعا کے لئے فرمایا انہوں نے بہت دعا کی مگر پھر بھی کچھ اثر نہ پایا گیا۔یہ دیکھکر انہوں نے ایک رات بہت دعا مانگی کہ اے میرے خدا اس شاگرد کو وہ درجہ عطا فرما کہ اس کی دعائیں قبولیت کا درجہ پائیں اور صبح کے وقت ان کو کہا کہ آج ہم نے تمہارے لئے یہ دعا مانگی ہے یہ سن کر شاگرد کے دل میں بہت رقت پیدا ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ جب انہوں نے میرے لئے ایسی دعا کی ہے تو آؤ پہلے ان ہی سے شروع کرو اور انہوں نے اس قدر زور شور سے دعا مانگی کہ باوا غلام فرید کو شفا ہو گئی''

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نیک بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کامیاب تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

☆......☆......☆

قرونِ اولیٰ اور دورِ حاضر میں داعین الی اللہ کی عظیم قربانیاں

﴿مکرم محمد یوسف صاحب انور مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان﴾

قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بخوبی اس بات کا علم ہوتا ہے کہ دعوت الی اللہ جو کہ ایک اہم فریضہ ہے جس کو انبیاء کرام اور اولیاء کرام نے پوری تن دہی سے دنیا میں انجام دیا انہیں اس راستے میں بہت دُکھ و مصائب تکالیف اور دیگر مختلف قسم کی ذہنی اور دنیاوی پریشانیوں سے دو چار ہونا پڑا ہے لیکن آخر کار باذن الٰہی خدا کی تائید و نصرت ان کے شامل حال رہی اور یہ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہوئے اور دشمن ناکام و نامراد۔ قبل اس کے کہ میں اپنے اصل موضوع کی طرف آؤں اور اوّلین و آخرین کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت الی اللہ میں کی جانے والی قربانیوں کا تذکرہ کروں، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آقائے نامدار سرور کونین فخر دوجہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کی بعثت اور بحیثیت مبلغ اعظم تذکرہ کروں۔

بعثت آنحضرت صلعم

آپؐ کی بعثت کے وقت عرب والوں کی حالت انتہائی خراب تھی آپؐ ایک لمبے عرصہ تک غارِ حرا میں عبادت اور دُعا میں مصروف رہے۔

آپؐ حسب معمول غار حرا کے اندر عبادت میں مصروف تھے کہ چالیس سال کی عمر میں تاجِ رسالت سر پر رکھا گیا اور سورہ علق کی چند آیات آپؐ پر اسی غار میں نازل ہوئیں جن میں ایک عظیم پیغام آسمانی مضمر تھا جس سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ بلغ مَا اُنزل الیک من ربک ارشاد ربانی کے تحت اس فریضہ تبلیغ کو آپ کی بعثت کی اصل غرض قرار دیا گیا چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اس عظیم ذمہ داری کو جس رنگ میں آپؐ نے سرانجام دیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اسلام کا ظہور

پورے عرب پر جہالت کی گھٹا چھائی ہوئی تھی کہ دفعۃً افق مکہ پر برقِ تجلی چمکی، اور نور حق کا اجالا تمام عرب میں پھیل گیا ابھی آفتاب رسالت کی کرنیں پھوٹی ہی تھیں کہ خیرہ چشموں کی آنکھیں تابِ نظارہ نہ لا سکیں اور ہر چہار جانب سے ظلم و تعدی کے بادل اُمنڈنے لگے کہ نورِ حق کی روشنی کو تاریکی میں چھپا دیں یعنی آنحضرت صلعم نے دعوتِ اسلام کی ابتداء ہی کی تھی کہ ہر طرف سے مخالفت کے طوفان اُٹھنے لگے مگر سیلِ صداقت برابر پھیلتا گیا یہاں تک کہ ریگستان عرب کو رشکِ گلزار بنا دیا۔ آنحضرت صلعم نے دعوت اسلام شروع کی تو ابتداءً مشرکین نے آپؐ کی تعلیم کو زیادہ اہمیت نہ دی مگر رفتہ رفتہ جب اس کا حلقہ وسیع ہونے لگا اور لوگ برابر دائرہ اسلام میں داخل ہونے شروع ہوئے تو اسکے استیصال کی تمام امکانی کوشش شروع کر دیں۔

شروع میں آپؐ نے خاموشی کے ساتھ گھر میں تبلیغ شروع کی ابتداء میں حضرت خدیجہؓ حضرت ابو بکرؓ، علیؓ زید بن حارثؓ کو ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر ابو عبیدۃ الجراح، جعفر بن ابو طالب، عبیدہ بن حارث ابو طلحہ بن عبد اللہؓ، عثمان بن مظعون، ارقم بن ارقم عبد اللہ بن جحش، عبد اللہ بن مسعود ابو ذر غفاریؓ جیسے قابل ذکر اصحاب بھی آپ کی تبلیغ سے ایمان لائے تین سال بعد اعلانیہ تبلیغ شروع ہو گئی پہلے آپؐ نے مکہ والوں کو توحید کا درس دیا نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ مسلمان ہو جاتے ان پر کفار سختیاں کرنے لگتے، خود آنحضرتؐ کو ہر قسم کی ایذائیں دی گئیں۔ حتٰی کہ آپ کو اپنے خاندان سمیت ۳ سال تک ایسی گھاٹی میں جسے شعب ابو طالب کہتے ہیں محصور رہنا پڑا۔ جہاں مکمل طور پر آپؐ کا بائیکاٹ رہا۔ جب تک چچا ابو طالب زندہ رہے وہ آپ کی ہر طرح امداد و حمایت کرتے رہے لیکن ان کی وفات پر یہ بند بھی ٹوٹ گیا اور قریش کی شرارتوں میں اضافہ ہو گیا۔ شروع میں آپؐ نے ارقم بن ارقم کے مکان کو تبلیغ کا مرکز بنانا پسند فرمایا یہیں آپ تبلیغ فرماتے اور مسلمان اسی جگہ نماز پڑھتے رہے تاریخ اسلام میں یہ دار التبلیغ خاص شہرت رکھتا ہے۔ یہ دار الاسلام کے نام سے مشہور ہے۔ بہر حال مکہ والوں نے آپؐ کو اور آپ کے ماننے والوں کی دعوت الی اللہ کے راستے میں اس قدر زدوکوب کیا جس کو تحریر میں لانا محال ہے تبلیغ کے راستہ میں اس مقدس وجود کا خون طائف کی گلیوں میں بہایا گیا اسی طرح آپ کو جنگ اُحد میں بھی دشمن اسلام نے شہید کرنے کی پوری کوشش کی۔ یہ حقیقت ہے کہ صفحہ ہستی پر کسی ماں نے ایسی عظمتوں اور رفعتوں والا کوئی داعی الی اللہ نہ جنا اور نہ جن سکے گی۔ چونکہ آپؐ تمام سابقہ انبیاء کے مثیل اور مظہر کامل تھے اس بنا پر آپ کو بھی سابقہ تمام انبیاء کی طرح مخالفین کی طرف سے شدید تکالیف اور مظالم برداشت کرنے پڑے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ چونکہ آپؐ کا روحانی مقام سابقہ نبیوں اور رسولوں سے بڑھ کر ہے اس لئے آپؐ کو نہ صرف سابقہ انبیاء کی طرح تکالیف برداشت کرنی پڑیں بلکہ آپؐ کو سابقہ تمام انبیاء سے بڑھ کر تکالیف اور مظالم برداشت کرنے پڑے جنہیں آپ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے سابقہ انبیاء اور ان کی جماعتوں سے بڑھ کر برداشت کرتے ہوئے بے نظیر صبر و استقامت کا نمونہ دکھایا۔

کامل تابعدار صحابہؓ

صحابہؓ نے جنگِ بدر کے موقعہ پر فرمایا کہ حضور ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے، دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ آئے، صحابہ کرام نے جو کہا سچ کر کے دکھایا خدا کے دین کی خاطر وہ عید قربان کے موقع پر ذبح کئے جانے والے بکروں کی طرح ذبح کئے گئے اور انہوں نے اُف تک نہ کہی۔ انہوں نے خدا کے حضور دُعائیں کیں خدا نے اُن کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف عطا فرمایا جس کے نتیجہ میں سابقہ انبیاء سے بڑھ کر غیر معمولی فتوحات اور کامیابیوں سے نوازا۔

یہ خدا کی قدیم سے سنت چلی آئی ہے کہ ہمیشہ مذہب کے نام پر جنہوں نے بھی ظلم کیا ہے وہ خود بے دین تھے، ظالم لوگ خدا کے نام پر خدا کی عبادت سے روکتے ہیں اور ان کا یہ ظلم مومنین کیلئے تمام جسمانی اذیتوں سے بڑھ کر ہوتا ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَمَنْ اظلم مِمَّن مَنَعَ مَسَاجِدَاللّٰهِ اَنْ یُذْکَر فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِی خَرَابِهَا ۔ سورہ بقرہ آیت ۱۱۵ یعنی اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو کہ اللہ کی مساجد میں لوگوں کو ذکر الٰہی سے روکے اور اُن کو ویران اور بے آباد کرنے کی کوشش کرے۔ مگر یہ بات ظالم کفار مکہ کو کون سمجھاتا۔

صحابہ کرامؓ پر مظالم

بعثت اولیٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے دعوت الی اللہ میں جو قابل تقلید اور قابل تعریف نمونہ دکھایا وہ رہتی دنیا تک سنہری حروف میں لکھا جائے گا اور آنے والی تمام نسلیں اُنہیں دل کی گہرائیوں سے سلام بھیجیں گی۔ اور بھیج رہی ہیں۔

کفار مکہ کی تدابیر

جب کفار مکہ نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم کے سامنے ان کی کچھ بھی پیش نہیں جاتی بلکہ محمد صلعم اپنے مشن میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں تو انہوں نے اسلام کی ترقی کو روکنے کیلئے یہ فیصلہ بھی کیا کہ جس قبیلہ سے کوئی شخص اسلام قبول کرے وہ قبیلہ اپنے آدمی کو ہر ممکن طریق سے اسلام سے پھیرنے کی کوشش کرے اور اس طرح جب تمام مسلمان محمد (صلعم) کو چھوڑ کر اپنے آبائی دین پر آجائینگے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ محمد (صلعم) اکیلا رہ جائے گا۔ اور اس کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہونگی۔ چنانچہ ہر قبیلہ نے اس فیصلہ پر عمل کرنا شروع کر دیا اور مسلمانوں کیلئے ایک اور مصیبت کا باب کھل گیا۔

یوں تو تمام صحابہؓ نے کسی نہ کسی رنگ میں بڑھ چڑھ کر قربانی کا مظاہرہ کیا ہے اور کسی نے بھی دعوت الی اللہ کے راستے میں پس و پیش نہیں کی۔ بلکہ ثابت قدمی کے ساتھ دیوانہ وار آگے قدم بڑھاتے رہے۔

صحابہؓ کی قربانیاں

قریش کے ہاتھوں عثمانؓ کو رسیوں سے جکڑ کر پیٹا گیا۔ حضرت زبیر بن العوام کو چٹائی میں لپیٹ کر انکی ناک میں دھواں دیا گیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو صحن کعبہ میں مار مار کر ہلکان کر دیا گیا۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ کو اس قدر مارا گیا کہ اگر حضرت عباسؓ بن عبد المطلب موقعہ پر پہنچ کر نہ چھڑاتے تو قریب تھا کہ ان کی جان نکل جاتی غلاموں میں بلال بن رباح کو مکہ کے تپتے ہوئے پتھریلے میدان میں لٹا کر اوپر سے گرم پتھر رکھ کر ایذا دی جاتی اور اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ دینے پر مجبور کیا جاتا، لبینہ اور زنیرہ مسلمان خواتین کی داستان مصائب بھی کچھ کم روح فرسا نہیں۔ حضرت عمارؓ اور اُن کے والد حضرت یاسرؓ اور والدہ سمیہؓ کو اس قدر دکھ دیا گیا کہ ان کا حال پڑھ کر روح کانپنے لگ جاتی ہے۔ ان کی درد ناک تکالیف دیکھ کر آنحضرت صلعم نے فرمایا صَبراً اٰل یاسر فَاِنَ مَوعِدَکُمُ الجَنَّة۔ اے آل یاسر! صبر کرو تمہاری ان تکالیف کے بدلے میں خدا نے تمہارے لئے جنت تیار کر رکھی ہے۔ آخر یاسر تو اس عذاب کی حالت میں جاں بحق ہو گئے اور بوڑھی سمیہ کی ران میں ظالم ابو جہل نے اس بے دردی سے نیزہ مارا کہ وہ ان کے جسم کو کاٹتا ہوا انکی شرمگاہ تک جا نکلا اور اُس بے گناہ خاتون کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں اس کی دونوں ٹانگوں کو دو اونٹوں سے باندھ کر

انہیں مختلف سمتوں میں چلا کر چروا دیا گیا۔ سینکڑوں حفاظ کو بلا کر دھوکہ سے شہید کر دیا گیا۔ غرض کوئی دُکھ نہ تھا جو انہیں نہیں دیا گیا۔ لیکن ان مظالم پر صحابہ کرام نے کمال صبر واستقامت کا نمونہ دکھایا۔

ہجرت حبشہ

حضورؐ نے مسلمانوں کی بے حد تکالیف کی بناء پر بعض صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔

مظالم کے مختلف رنگ

آنحضرت صلعم کو دُکھ دینے کیلئے آپ صلعم کے صحابہ کرامؓ پر دعوت الی اللہ کے راستے میں مظالم کے پہاڑ توڑے گئے۔

انہیں چلچلاتی دھوپ تپتی ریت میں ننگے بدن لٹایا گیا۔ ان کی چھاتیوں پر دہکتے پتھروں کی سلیں رکھی گئیں۔ انہیں مکہ کی پتھریلی گلیوں میں مرے ہوئے جانوروں کی طرح رسیاں باندھ کر گھسیٹا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے مقاطعے کئے گئے۔ انہیں بھوک اور پیاس کی شدید اذیتیں پہنچائی گئیں۔ کبھی ان کو تنگ کوٹھریوں میں قید کیا گیا اور کبھی ان کے اموال ومتاع لوٹ کر گھروں سے نکال دیا گیا۔ کبھی بیویوں کو خاوندوں سے چھڑایا گیا کبھی خاوندوں کو بیویوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ مقدس حاملہ عورتوں کو اونٹنیوں سے گرا کر ان پر قہقہے لگائے گئے اور وہ اس صدمہ سے جاں بحق ہوگئیں۔ ان کو گندی گالیاں دی گئیں۔ اور گلی کے اوباشوں نے ان کی تذلیل کی۔ دنیا کے ذلیل ترین آوارہ لونڈوں نے جھولیوں میں پتھر بھر کر اُن پر پتھر برسائے۔ تلواروں کے نیچے قربانیوں کی طرح ذبح کیا گیا۔ اور ان پر پتھروں، تیروں کی بارش کی گئی۔

مظالم کا ایک اور طریقہ

دعوت الی اللہ میں مظالم کی داستان تو بہت طویل ہے چند ایک کا ہی ذکر کیا جا سکتا ہے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلعم اور آپؐ کے ماننے والوں کا نام مشرکین نے ''صابی'' رکھ دیا تھا۔ صابی ایسے شخص کو کہتے ہیں جو اپنا آبائی دین چھوڑ کر نیا دین اختیار کرے۔ رسول کریم صلعم کے زمانہ میں مسلمانوں کو اس بات کی بھی اجازت نہ تھی کہ وہ اپنے مذہب کا نام خود رکھ سکیں۔ چنانچہ ان کا نام ''صابی'' رکھ دیا گیا۔ عرب کی واضح اکثریت نے یہ فیصلہ کر لیا کہ حضرت محمد صلعم اور آپ کے ماننے والوں کے دین کا نام ہم رکھیں گے کیونکہ ہم واضح اکثریت میں ہیں۔ یہ ہمارا حق ہے کہ ہم انکے دین کا نام رکھیں یعنی ان کا یہ نظریہ تھا کہ حضرت محمدؐ اور اُن کے غلاموں کو یہ بھی حق نہیں کہ وہ از خود اپنے دین کا نام رکھیں! مسند احمد بن حنبل میں ربیعہ بن عباد الدیلی کی یہ روایت درج ہے کہ حضور ذوالمجاز کے بازار میں لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تبلیغ کر رہے تھے اور لوگ آپ پر ٹوٹے پڑے تھے اور ایک شخص آپ کے پیچھے جا کر لوگوں سے کہتا کہ ''یہ صابی'' ہے!!

حضرت ابو امامہ باہلیؓ نے جب اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کی طرف لوٹے تو روایت آتی ہے کہ ان کی قوم نے ان سے کہا بَلَغَنَا اَنَّکَ صَبَوْتَ کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تو صابی ہوگیا ہے۔ باوجود اس کے کہ مسلمان اقلیت جانتی تھی کہ ہمارا مسلمانی دعویٰ ان کو پسند نہیں پھر بھی وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے رہے۔

اسی طرح حضرت ثمامہ بن اثالؓ کو رسول کریمؐ نے خوشخبری دی اور حکم دیا کہ وہ عمرہ کریں۔ جب وہ مکہ آئے تو لوگوں نے ان کو کہا صابی ہوگئے ہو! انہوں نے کہا نہیں نہیں!! میں تو محمد رسول اللہؐ کے ساتھ مسلمان ہوا ہوں۔ (بخاری)

حضرت عمرؓ جب مسلمان ہوئے۔ ان کے مسلمان ہونے کا اعلان جمیل بن معمر نے مسجد حرام کے پاس پہنچ کر ان الفاظ میں کیا کہ ''اے لوگو! عمر بن الخطاب صابی ہوگیا ہے! حضرت عمر جو پیچھے کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا یہ جھوٹ بولتا ہے۔ میں تو مسلمان ہوا ہوں جس پر تمام قریش جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے معاً حضرت عمرؓ پر پل پڑے اور جس طرح جو کچھ کسی سے بن پڑا اس نے حضرت عمرؓ کو اس ''جرم'' کی سزا دینے کی کوشش کی۔ (سیرت ابن ہشام)

حضرت ابو ذر غفاریؓ کو بھی لوگوں نے ''صابی صابی'' کہہ کر پکارا اور اُنہیں اہل مکہ نے اینٹ پتھر روڑے اور ہڈیوں کے ساتھ اتنا مارا کہ حضرت ابو ذر غفاریؓ ہوش وحواس کھو کر جس طرف سر اٹھا بھاگ پڑے۔ ہر شخص کو اس کا مذہب عقیدہ اور دین پیارا ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کو مسلمان کہلانے سے بھی روکا جاتا۔ حضرت خبابؓ لوہار تھے ایک غریب غلام تھے۔ تلواریں بنایا کرتے تھے جب آپؓ نے آنحضرت صلعم کی رسالت اور اللہ کی وحدانیت کا اعلان کیا تو اس ''جرم'' میں ان کی مالکہ نے اس بھٹی سے جس کو وہ تاپا کرتے لوہے کی گرم گرم سلاخیں نکالیں اور ان کے جسم کو ان سے داغا گیا اور اسی طرح کرتی رہی خبابؓ بیہوش تو ہو جایا کرتے تھے مگر توحید باری تعالیٰ یا رسالت محمد صلعم کا انکار نہیں کرتے تھے۔

حضرت بلالؓ کا ذکر

حضرت بلالؓ پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے اور ان مظلومین میں سے تھے جن پر طرح طرح کے مظالم توڑے جاتے اور مجبور کیا جاتا کہ کسی طرح توحید باری تعالیٰ کا انکار کر دیں۔ ابو جہل آپؓ کو منہ کے بل گرا دیتا اور تیز دھوپ میں اوپر چکی رکھ دیتا تاکہ دھوپ اسے خوب گرم کرے اور کہتا محمد کے رب کا انکار کرو۔ مگر بلالؓ نیم بے ہوشی کی حالت میں بھی یہی فرمایا کرتے۔ احد، احد، احد! وہ ایک ہے وہ ایک ہے!اس کا انکار میری زبان سے ممکن نہیں۔ اسی حالت میں آپ بسا اوقات بے ہوش ہو جایا کرتے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کلمہ توحید پڑھا تو آپؓ تقریر کرنے کیلئے کھڑے ہوئے۔ آپؓ نے تقریر میں اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانے کی طرف لوگوں کو بلایا اس پر مشرکین مکہ حضرت ابو بکرؓ پر ٹوٹ پڑے! عتبہ بن ربیعہ آپؓ کے نزدیک آیا اور دو رنگدار جوتوں کے ساتھ مارنے لگ گیا۔ وہ جوتیوں کے کناروں کی طرف سے آپؓ کے منہ پر مارتا تھا پھر حضرت ابو بکرؓ کو لٹا کر ان کے پیٹ پر کودا یہاں تک کہ آپؓ کا منہ اور ناک پہچانا نہ جاتا تھا۔ بنو تمیم آئے اور وہ اُن کو کپڑے میں ڈال کر گھر لائے لوگوں کو آپؓ کی موت میں کوئی شک نہ تھا۔ آپؓ کے والد اور بنو تمیم آپؓ سے بات کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ دن کے آخر حصہ میں جب آپ کو ہوش آیا تو آپؓ نے سب سے پہلی بات یہ کی کہ پوچھا رسول کریم صلعم کا کیا حال ہے۔ اس پر وہ سارے ہمدرد آپؓ کو لعن طعن کر کے چھوڑ گئے۔ اور کہا کہ اس کے دل سے تو محمدؐ کی محبت نہیں نکلی۔

اذان دینے پر ایک صحابی کو شہید کیا گیا

صحابہ کرامؓ پر یہ ظلم بھی کیا گیا کہ انہیں اذان دینے سے بھی روکا گیا اس موقعہ پر ایک صحابی کا ہی ذکر کر دینا کافی سمجھتا ہوں ایک روایت کے مطابق عروہ بن مسعود ثقفیؓ حضرت رسول کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے اجازت چاہی کہ وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ جائیں آپؐ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ تمہاری قوم تمہیں قتل کر دیگی تا ہم آپؐ نے اجازت دیدی۔ آپؐ قوم کی طرف لوٹے۔ رات وہاں گزاری صبح سحری کے وقت اُٹھے۔ جب فجر طلوع ہوئی تو اپنے گھر کے صحن میں کھڑے ہو کر اذان دی۔ اذان کی آواز سن کر ایک بد بخت وہاں پہنچا اور پیشتر اس کے کہ آپؐ نماز شروع کر دیتے تیر چلا کر آپؐ کو اذان دینے کے ''جرم'' میں شہید کر دیا گیا!

صحابہ کرامؓ کو پانی پینے کے حق سے بھی محروم کیا گیا

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو امامہ باہلیؓ نے جب اسلام قبول کیا اور وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کو تبلیغ کی تو قوم نے انکار کر دیا۔ اس موقعہ پر انہیں سخت پیاس لگی۔ انہوں نے پانی طلب کیا تو ان کی قوم نے جواب دیا۔ پانی سے تمہارا کیا تعلق۔ پانی تو خدا کا پانی ہے تم پر حرام ہے۔ ہم ہیں خدا کے بندے تمہارا کیا تعلق خدا سے۔ ہم تمہیں پانی نہیں دینگے خواہ تو پیاسا مر جائے۔ (المستدرک جلد ۳)

راہِ حق کی خاطر مشکلات

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اپنی والدہ کے بے حد فرمانبردار اور خدمت گزار تھے۔ آپ کو قبول اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔ ماں کو علم ہوا تو سخت رنج ہوا اور قسم کھائی کہ جب تک سعد نئے دین کو نہ چھوڑیں گے میں نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی اور نہ ان سے بات چیت کروں گی۔ چنانچہ اس قسم کو پورا کیا۔ حتٰی کہ تیسرے دن بے ہوش ہوگئیں اور نقاہت کی وجہ سے غش پر غش آنے لگے۔ اسے اپنے سعادت مند فرزند پر یہ اُمید تھی کہ اسے مسلسل فاقہ اور تکلیف کی حالت میں دیکھ کر ضرور اس کا کہا مان لے گا اور اسلام سے برگشتہ ہو جائے گا اور ایمان کو اس کی خوشنودی پر قربان کر دے گا۔ لیکن اسلام کا نشہ وہ نہ تھا جو ایسی ترشیوں سے اُتر جاتا گو یہ سخت ابتلا تھا۔ ایک طرف ماں کی جان جانے کا خیال تھا۔ اور دوسری طرف ایمان کے ضائع ہونے کا۔ حضرت سعدؓ نے اسے صاف کہہ دیا کہ اگر تمہارے مقابل میں سو جانیں اور ہوں اور ہر ایک جان نکل جائے تو بھی میں اپنے دین کو نہ چھوڑوں گا۔ ایسے ابتلاء اور بھی کئی صحابہ کو پیش آئے مگر سب کے سب ثابت قدم رہے۔

حضرت خالد بن سعید جب اسلام لائے تو ان کے باپ کو سخت صدمہ ہوا۔ بیٹے کو زدوکوب کیا اور ساتھ ہی خود کھانا پینا ترک کر دیا اور کہا کہ جب تک میرا بیٹا اسلام کو ترک نہ کرے گا میں نہ کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا۔ گھر میں ان کے بائیکاٹ کا حکم دے دیا۔ حتٰی کہ سب نے بات چیت تک بند کر دی۔ مگر اس سعید نوجوان پر ان میں سے کسی بات کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ اور انہوں نے رسول کریمؐ کی رفاقت کو ایک لحہ کیلئے بھی چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ اور آخر کار حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے اس پر باپ کو اور بھی رنج ہوا اور وہ بھی اپنے مال اسباب لیکر طائف کو چلا گیا۔

حضرت عثمان جو کبیر السن اور صاحب جاہ و اعزاز تھے جب اسلام لائے تو دوسروں نے نہیں بلکہ خود اپنے اُن کے چچا نے رسّی سے باندھ کر مارا۔

یوں تو اسلام میں بہت سی جنگیں ہوئی ہیں اور صحابہؓ نے اپنے فوجی کمانڈر جرنیل کے شانہ بشانہ قدم آگے بڑھایا متعدد صحابہ شہید بھی ہوئے۔ جس کی تفصیل بہت طویل ہے مگر جنگ بدر اور جنگ اُحد ان میں مشہور معروف ہیں۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی

لیکن اُحد میں مسلمانوں کو پہلے کچھ جانی نقصان اپنی غلط فہمی کی وجہ سے ہوا۔ اس جنگ میں خاتون قریش نے انتقام بدر کے جوش میں مسلمانوں کی لاشوں سے بھی بدلہ لیا۔ ان کے کان ناک کاٹ ڈالے۔ ہندا (امیر معاویہ کی ماں) نے ان پھولوں کا ہار بنایا اور اپنے گلے میں ڈالا۔ حضرت امیر حمزہ کی لاش پر جنہوں نے بہت بہادری کے جوہر دکھائے لیکن وحشی جو حبشی غلام تھا تاک میں رہ کر حضرت حمزہ کو ایک نیزہ جس کو حربہ کہتے ہیں مارا جو کہ ناف میں لگا اور پار ہو گیا پھر وہ اُٹھ نہ سکے روح پرواز کر گئی۔

ایک نصرانی مورخ نے نہایت سچ لکھا ہے:

''عیسائی اس کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمدؐ کے مسائل نے وہ درجہ نشہ دینی کا آپ کے پیروؤں میں پیدا کیا جس کو عیسیٰؑ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے... جب عیسیٰ کو سولی پر لے گئے تو ان کے پیرو بھاگ گئے۔ اُن کا نشہ دینی جاتا رہا، اور اپنے مقتداء کو موت کے نتیجہ میں گرفتار چھوڑ کر چل دیئے... برعکس اس کے محمدؐ کے پیرو، اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپ کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر دشمنوں پر آپ کو غالب کیا۔ (...بوجی گاڈ فری ہیگنس اُردو ترجمہ ۶۶-۶۷ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء)

اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں میں اپنے فرض منصبی کا احساس جاگزیں رہا اور وہ تبلیغ و اشاعت دین کے ساتھ ساتھ تربیت و اصلاح کے عظیم تقاضوں کو بھی بطریق احسن پورا کرتے رہے ہر معرکہ میں فتح و نصرت ایزدی اُن کے شامل حال رہی اور زندگی کے ہر میدان میں کامیابیوں نے اُن کے قدم چومے۔ چنانچہ عہد نبوی اور خلافت راشدہ کا بابرکت دور اسی بناء پر ہمیں مسلمانوں کی حیرت انگیز ترقیات اور کامیابیوں کا مرقع نظر آتا ہے کیونکہ اس دور کا ہر مسلمان فی ذاتہ مبلغ بھی تھا اور مربی بھی۔ بعدۂ اس پر نشیب و فراز کے مختلف ادوار آئے یہاں تک اسلام کی حالت ایسی ہو گئی کہ تنزل اور گمراہی کے گڑھے پر پہنچ گیا۔

بعثت ثانیہ اور حضرت مسیح موعودؑ کا دور

قرآن مجید کی سورہ الجمعہ میں آنحضرت صلعم کی دو بعثتوں کا ذکر پایا جاتا ہے پہلی بعثت اُمیین میں دوسری آخرین میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعودؑ نے باذن الٰہی عین وقت پر یعنی چودھویں صدی کے شروع میں امام مہدیؑ ہونے کا اعلان فرمایا۔ تجدید دین کا اہم مقدس فریضہ آپؑ کے سپرد کیا گیا۔ لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپؑ کی تبلیغی راہ میں کی جانے والی قربانیوں کا کچھ ذکر کیا جائے۔ تاریخ قدم بہ قدم آگے بڑھتی چلی جاتی ہے ہر دور میں دین حق کی اشاعت اور تبلیغ کی راہ میں قربانیاں دینے والے وجود پیدا ہوتے رہے ہیں یہ داستانیں محض چودہ سو سال پرانی ہی نہیں ہیں بلکہ آج کے دور میں بھی مبلغین نے خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں کی قربانیاں بھی پیش کی ہیں اور اموال کی بھی۔ جذبات بھی قربان کئے ہیں اور محبتیں بھی۔ وطن بھی چھوڑے ہیں۔ اور اہل و عیال بھی۔ یہ واقعات زندہ و تابندہ ہیں اور ہر طلوع ہونے والا سورج ان واقعات کی تعداد کو بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔

اپنے آقا کے نقش قدم پر

چنانچہ دور حاضر میں اپنے آقا اور مطاع حضرت محمد رسول اللہؐ کے نمونہ کو زندہ کرنے کیلئے ہی مسیح موعودؑ مبعوث کئے گئے تھے۔ آپ نے اور آپ کے غلاموں نے بھی تبلیغ کی اس راہ میں بہت سی قربانیاں پیش کیں۔ یہ قربانیاں مختلف قسم کی ہیں اور ہر ایک قسم کے اعتبار سے عظیم تر خوبصورتی سمیٹے ہوئے ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے چچازاد بھائیوں میں سے بعض نے آپ کو تکالیف پہنچانے کی کوشش کی لیکن آپ نے بڑی خندہ پیشانی سے اُن تکالیف کو برداشت کیا اور جب بھی وقت آیا اُن مظالم کا جواب رحمت اور شفقت سے دیا۔ یہ سارے دُکھ آپ کو دیئے گئے یہ صرف اسی جرم میں تو تھے کہ آپ دین محمدی کے احیاء کا مشن لے کر آئے تھے۔ تبلیغ دین کی راہ میں اپنے جذبات کی قربانی پیش کرنا ایک بہت ضروری امر ہے اس اعتبار سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حلم اور صبر اپنی مثال آپ تھا۔

جالندھر کا واقعہ ہے کہ میر عباس علی جو ابتداء میں حضور کے ساتھ بڑی محبت اور اخلاص کا دعویٰ رکھتے تھے لیکن بعد میں کسی پنہانی معصیت کی وجہ سے انکار و تکذیب پر اُتر آئے حضور علیہ السلام کے ساتھ بحث کرنے لگے اور مختلف قسم کے اعتراضات پیش کرنے لگے۔ حضور نہایت شفقت اور محبت سے ان کی باتوں کا جواب دیتے رہے جوں جوں حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے جواب میں نرمی اور محبت کا پہلو اختیار کرتے گئے میر عباس علی صاحب سختی پر اُترتا چلا گیا اور کچھ ہی وقت کے بعد وہ کھلی کھلی بے حیائی اور بے ادبی پر اُتر آیا اور تمام تر دیرینہ تعلقات اور شرافت کو ترک کر کے تُو تُو مَیں مَیں پر آگیا۔ حضرت صاحب کمال ضبط سے اس کی یہ سب بدتمیزی برداشت کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ جناب میر صاحب! آپ میرے ساتھ چلیں۔ میرے پاس رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کیلئے کوئی نشان ظاہر کر دے گا۔ (سیرت مسیح موعود جلد ۳ صفحہ ۴۴۵)

۱۹۰۴ء میں حضورؑ تبلیغ کی غرض سے سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ مخالف مولویوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر آپؑ کو ایذاء پہنچانے کیلئے بھرپور تیاری کی اور سیالکوٹ میں مخالفت کی ایک تیز آندھی چلا دی۔ جس راستے سے آپ نے گزرنا ہوتا وہاں پر وعظ و نصیحت کے اڈوں کے نام پر آپ کو گالیاں دینے کا اہتمام کیا جاتا لیکن آپ یہ سب محض اپنے خدا تعالیٰ کی محبت میں برداشت کرتے چلے جاتے اور بڑے وقار اور سکون سے یہ سب کچھ برداشت کرتے جس روز آپ کی سیالکوٹ سے واپسی تھی اُس دن تو اُن شعلہ مزاج لوگوں نے حد ہی کر دی۔ محض آپ کو ستانے اور دُکھ دینے کی خاطر اسٹیشن پر ریل گاڑی کے سامنے جوش و جنون میں اندھے ہو کر عریاں رقص کرنے لگے''۔ (الحکم ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۲ء)

آپ کو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں تبلیغ دین کی راہ میں گالیاں بھی سننا تھیں اور پتھر بھی کھانے تھے۔

چنانچہ امرتسر میں طائف کی کہانی ایک مرتبہ پھر دہرائی گئی۔ آپ نے جب اعلائے کلمۃ الحق کیلئے اللہ تعالیٰ کے اذن سے مختلف شہروں کے سفر اختیار کئے تو قریباً ہر شہر میں آپ کی شدید مخالفت کی گئی۔ لیکن امرتسر میں تو مخالفین کی طرف سے وہ طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا کہ وہاں کی پولیس اور انتظامیہ کو آپ کی حفاظت کیلئے خاص طور پر انتظام کرنا پڑا۔ جاہل عوام کے بپھرے ہوئے ہجوم آپ کی سواری پر پتھروں کی بارش کر رہے تھے۔ اور غیض و غضب کا وہ اظہار تھا کہ عام انسان خوفزدہ ہو جائے لیکن خدا کا یہ شیر پتھروں کی اس بارش میں بڑے اطمینان سے سفر کر رہا تھا اور خدا تعالیٰ کی حفاظت میں خیریت سے اس طوفان سے گزر رہا تھا۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ ۴۶۱)

بعثت ثانیہ میں اصحاب احمد علیہ السلام کی شاندار قربانیاں

جس طرح آنحضرت صلعم کے دور میں آپ کے صحابہؓ نے اپنے آقا کے نقش قدم پر چل کر بڑھ چڑھ کر تبلیغ دین کی راہ میں قربانیاں پیش کیں اسی طرح سے دور حاضر میں چودہ سو سال بعد حضرت مسیح موعودؑ کے نقش قدم پر چل کر آپ کے ماننے والوں نے تبلیغ دین کی راہ میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں کیں۔ اُن قربانیوں کی داستان اتنی طویل ہے کہ اس کا احاطہ کرنا ایک طویل وقت کا تقاضا کرتا ہے۔ وہ نگینے لوگ جو اپنی عزتوں اور جذبات کی پرواہ کئے بغیر دعوت الی اللہ کی راہوں پر دیوانہ وار آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے، ان کے تذکرے یقیناً ایسے ہیں ان پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے یہ وہ روشن ستارے ہیں جو ہر دور میں پوری آب و تاب کے ساتھ چمکتے رہے ہیں۔ اس موقعہ پر سب سے پہلے جس صحابی کا ذکر دفعۃً زبان پر آتا ہے خاص طور پر جانی قربانی کے تعلق سے وہ سید الشہداء حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ ہیں جن کی قربانیوں کا ذکر خود حضرت مسیح موعودؑ نے بڑے ہی دردناک الفاظ میں کیا ہے جو کتاب تذکرۃ الشہادتین اور دیگر کتب میں موجود ہے۔

حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحبؓ کی شہادت

اس شہادت پر ایک بہت بڑی کتاب لکھی جا سکتی ہے مختصراً یہ کہ آپؓ افغانستان میں علاقہ خوست کے رئیس اعظم تھے اور علماء ملک کے سرتاج سمجھے جاتے تھے' جب آپ بیعت کر کے قادیان سے اپنے ملک واپس لوٹے تو پولیس ہتھکڑیاں لئے ہوئے آپ کا استقبال کرتی ہے۔ او آپ کے نرم و نازک ہاتھوں کو ہتھکڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ امیر کابل فہمائش کرتے ہیں کہ مہدی قادیانی کی بیعت سے انکار کر دو۔ تو معافی دے دی جائیگی۔ جواب ملتا ہے کہ اب تو یہ عاجز شمع احمدیت کا پروانہ بن چکا ہے۔ اب تو جو چاہیں سو کرلیں اب یہ پروانہ شمع سے جدا نہیں ہو سکتا۔ تب امیر کے حکم سے آپ کی گردن سے لے کر قدموں تک پونے دو من وزنی زنجیروں سے جکڑ کر قید میں ڈال دیا جاتا ہے مسلسل چار ماہ تک آپ کو اس المناک حالت میں رکھا جاتا ہے لیکن آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی ہے آپ کو استقامت بنے رہتے ہیں امیر کی طرف سے کئی بار آپ کو فہمائش ہوئی مگر آپ نے سرے سے انکار کیا پھر سنگساری کا حکم دے دیا گیا اس کے بعد جو سلوک آپ سے کیا گیا میری قلم اب اسے لکھنے سے عاجز ہے بس اتنا کہ دردناک حالت میں ایک چاہ کھود کر آپ کو سنگسار کیا گیا جس وقت آپ کو سنگسار کرنے کے لئے لے گئے اور ایک چاہ میں ڈال دیا گیا امیر نے اس وقت بھی آپ کے کان میں جا کے کہا کہ اب بھی موقع ہے کہ مسیح موعود کا انکار کر لو لیکن صد آفرین ہے اس مرد عاشق پر کہ اب بھی یہی جواب دیتا ہے

چھوٹ سکتا ہی نہیں ہاتھوں سے دامان رسول
ٹوٹ جائے جسم و جاں کا رشتہ ناپائیدار

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ کے اصحاب میں ایک عجیب بات پائی جاتی ہے، جس سے در حقیقت ان کے اس عظیم جذبۂ عشق و وفا اور ولولہ فدائیت و ایثار کی نشان دہی ہوتی ہے۔ جس سے ان کے قلوب معمور تھے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت اور آپ کی صحبت مقدسہ سے مستفیض ہونے کیلئے آپ کے صحابہؓ اکثر قادیان آتے رہتے

تھے۔ اور کئی دفعہ ایسا ہوا کہ حضور اپنے بعض صحابہؓ سے مزید ٹھہرنے کی خواہش کرتے یا اشارہ کرتے تو وہ بلاچوں وچرا اور بغیر کسی عذر اور حیلہ جوئی کے تاوقتِ اجازت ٹھہر جاتے ہیں۔ خواہ اجازت ہفتوں، مہینوں یا سالوں کے بعد ہی کیوں نہ ملے۔ یا نہ ہی ملے۔ وہ بہر صورت بلا خوف و خطر حضورؑ کی منشاء پر سرِ تسلیم خم کر دیتے۔

صدیق احمدیت

اس قسم کی فدائیت و وفا کا بہترین نمونہ ہمیں صدیقِ احمدیت حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ میں نظر آتا ہے۔

قادیان میں رہائش پذیر ہونے سے قبل بھیرہ میں ایک بہت بڑا ہسپتال تعمیر کرنا شروع کیا اور ایک عالی شان عمارت تعمیر کرائی چنانچہ اب لاہور سے کچھ سامان لانا تھا کہ آقا کی یاد ستانے لگی قادیان تشریف لائے ادھر کام جاری تھا اس لئے بٹالہ سے یکے میں قادیان پہنچے اور حضور کی خدمت میں حاضری کا شرف پایا۔ حضور سے واپسی کی اجازت طلب فرمائی۔ حضورؑ نے فرمایا:-

''اب تو آپ فارغ ہو گئے ہیں'' حضرت مولوی صاحب حضور کی منشاء سمجھ کر اُٹھے یکے والے کو کہا جاؤ۔ اس کے بعد مولوی صاحب کو حضور نے ارشاد فرمایا کہ بیوی کو بلالیں۔ آپؓ نے بیوی کو بلایا پھر حضور نے فرمایا کتب خانہ بھی منگوالیں آپ نے ایسا ہی کیا اور بھیرہ کا نام ہی بھول گئے۔ آپؓ نے دین کی اشاعت کی خاطر دنیاوی عزتیں اور عظمتیں چھوڑ کر قادیان کی بستی کو اپنا مسکن بنالیا اور پھر زندگی بھر وطن کا خیال بھی دل میں نہ لائے۔ تبلیغ کی خاطر اپنے اموال کو ایسے لٹایا کہ خود مہدی دوراں علیہ السلام نے آپ کی مالی معاونت پر رشک فرمایا:-

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ

ان کا بھی اسی طرح کا ایک عجیب واقعہ ہے آپ بھی ایک دفعہ شوق زیارت سے تین یوم کی رخصت پر قادیان تشریف لائے۔ آپ اپیل نویس تھے۔ اس کا ذکر آپ خود یوں بیان فرماتے ہیں۔

''تین دن کی تعطیل ہوگئی دیوانی مقدمات کی مسلیں میرے پاس تھیں۔ میں مسلیں صندوق میں بند کر کے قادیان چلا گیا۔ وہاں پر جب تیسرا دن ہوا۔ میں نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور تعطیل ختم ہوگئی ہیں۔'' اجازت فرمائیں آپ نے فرمایا ابھی ٹھہر جاؤ میں ٹھہر گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد منشی اروڑا خاں صاحب کا خط آیا کہ مجسٹریٹ بہت ناراض ہے۔ مسلیں ندارد ہیں تم فوراً چلے آؤ۔ میں نے وہ خط حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے فرمایا ''لکھ دو ہمارا آنا نہیں ہوتا'' میں نے یہی الفاظ لکھ دیئے کہ انہیں میں برکت ہے۔

پھر کپورتھلہ سے جو خط آتا میں بغیر پڑھے پھاڑ دیتا... ایک مہینہ کے بعد .... آپ نے فرمایا اب آپ جائیں۔ میں کپورتھلہ آیا اور محلہ والوں نے بتایا کہ مجسٹریٹ بہت ناراض ہے۔ میں شام کو مجسٹریٹ کے مکان پر گیا کہ جو کچھ کہنا ہو کہہ لے گا۔ اس نے کہا کہ آپ نے بڑے دن لگا دیئے .... میں نے کہا حضرت صاحب نے نہیں آنے دیا تھا۔ اُس نے کہا کہ ان کا حکم تو مقدم ہے۔ تاریخیں ڈالتا رہا ہوں۔ مسلیں اچھی طرح دیکھ لیتا اور بس'' اصحاب احمد جلد ۴)

حضرت عبداللہ صاحب سنوریؓ کے اندر بھی ایسی فدائیت کی جھلک ملتی ہے آپ بھی ایک دفعہ رخصت پر قادیان آئے پھر جب حضور نے فرمایا ٹھہر جاؤ تو چھ ماہ تک قادیان میں رہے افسر نے ڈسمس کیا لیکن پھر بحال ہوئے اور چھ ماہ کا معاوضہ بھی مل گیا۔

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ ۱۹ سال کی عمر میں قادیان آئے ۵ روپے ماہوار پر گذارہ کیا شادی ہونے پر ۱۰ روپے کر دیئے گئے بہت تنگی کی حالت میں دن گزارے انہوں نے اپنے آپ کو دنیا اور اس کے خیالات سے بالکل فارغ کر دیا اور محض خدا کے ہو گئے ایک وقت ایسا تھا کہ صرف ایک جوڑا کپڑوں کا ہوتا تھا جمعرات کی شام کو اُسے دھو لیتے اور صبح جمعہ کے دن اُسے پہن لیتے یہ ایسے لوگ تھے جو محض خدا کی محبت میں اور خدمت دین کرتے ہوئے دن گزارے۔ قرآنی علوم میں آپ نے خاص خدمت سرانجام دی آپؓ کا غضب کا حافظہ تھا جو کہ صرف خدمت دین کیلئے استعمال ہوا۔ آپ کو خاندانی لحاظ بہت سہولتیں میسر ہو سکتی تھیں لیکن آپؓ نے دین کو مقدم کیا۔

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ

آپ بھی اسی پاکباز گروہ کے ایک کامیاب گوہر تھے۔ آپ نے ابتدائے صدی میں بی، اے کیا اور ساری عمر خدمت سلسلہ میں گزاری۔ آپ نے تفسیر القرآن میں سب سے زیادہ کام کیا ریویو انگریزی کی ایڈیٹری بھی خوب کامیاب طور پر کی آپ کو بھی دنیا سے کوئی تعلق نہ تھا آپ کو اُس زمانہ کے مطابق بڑا عہدہ مل سکتا تھا لیکن آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کیا اور سلسلہ احمدیہ کی خدمت بجالاتے رہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا بے مثال ولولۂ تبلیغ

حضرت مسیح موعودؑ کے محبّ صادق اور قدیم صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بھیروی بانی احمدیہ مسلم مشن امریکہ ۳۱ جنوری ۱۸۹۱ء کو حضور علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے تحریکِ احمدیت سے وابستہ ہوئے آپؓ کا نام حضورؑ کے قلم سے ۳۱۳ اصحاب کی فہرست میں نمبر ۴۰ پر موجود ہے۔

آپؓ نے ۶۵ سال تک شاندار تبلیغی خدمات بجالائیں جس کی ایک لمبی تفصیل ہے مختصراً یہ کہ آپؓ انگریزی، عربی، اور عبرانی زبانوں کے فاضل اور فصیح اللسان لیکچرار تھے آپ کی دینی خدمات مسیح موعودؑ کے عہد میں ہی انتہا تک پہنچ گئیں تھیں اسی زمانہ کا کچھ تذکرہ کرنا مقصود ہے۔

ایک دفعہ لاہور میں بشپ جارج الیفرڈ لیفرائے نے لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کرنے کا اعلان کیا۔ پروگرام کے مطابق انہوں نے ''زندہ نبی'' کے موضوع پر تقریر کی اور مسلمان علماء کو لکھا وہ میدان میں آئیں اور سوال کریں باقی مسلمان تو ان کی باتیں سن کر دہشت زدہ ہو گئے مگر کاسرِ صلیب کے مایہ ناز شاگرد حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کھڑے ہو گئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کی برکت سے تقریر کے ایک ایک اعتراض کا اس خوبی سے جواب دیا کہ ان کے سبھی دعاوی کی دھجیاں بکھر گئیں اور بشپ صاحب بالکل لاجواب اور مبہوت ہو کر رہ گئے اور مسلمانوں نے اسلام کی اس فتح پر کمال خوشی اور مسرت کا اظہار کیا حضورؑ نے اس ایمان افروز واقعہ کا ذکر شاندار الفاظ میں کیا ہے۔ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۵۷)

۱۹۰۱ء میں آپؓ مستقل طور پر قادیان تشریف لے آئے تھے آپ کی ہجرت کے تھوڑے ہی دنوں بعد ایک جسیم قد آور روسی سیاح قادیان حضرت مولانا نورالدینؓ کے مطب میں آکر بیٹھ گیا۔ حضورؑ کو اطلاع ہوئی تو آپ بھی وہیں تشریف لے آئے یہ شخص اردو نہیں جانتا تھا البتہ انگریزی بول سکتا تھا۔ حضورؑ کے ارشاد پر حضرت مفتی صاحبؓ نے ترجمان کے فرائض انجام دیئے اور بہت دیر تک گفتگو جاری رہی۔

آپؓ قادیان میں پہلے ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر بنے۔ ۱۹۰۵ء کو حضورؑ نے آپؓ کو اخبار ''بدر'' کا ایڈیٹر مقرر فرمایا جس سے تبلیغ احمدیت کے دائرہ میں بہت زیادہ وسعت پیدا ہوگئی۔ آپ کا معمول تھا کہ اخبار کے سرورق دس شرائط بیعت اور حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام میں چند تبلیغی اشعار لکھتے۔

تحقیق الادیان اور تبلیغ الاسلام'' تو ''بدر'' کا ایک مستقل کالم تھا۔

اس کے علاوہ بیرونی ممالک کے غیر مسلم لیڈروں سے تبلیغی خط و کتابت کا موقعہ ضرور نکالتے اور انگلستان کے مشہور محقق انگریزوں اور اخباروں کے ایڈیٹروں میں سے شاید ہی کوئی ایسا قابل ذکر شخص ہوگا جس سے آپؓ کی باقاعدہ مراسلت جاری نہ رہی ہو۔ اسی طرح امریکن لوگوں سے برابر آپ کا رابطہ قائم تھا جب بھی کبھی کوئی انگریز سائنسدان یا کوئی مذہبی لیڈر کسی جگہ اسلام کے خلاف لیکچر دیتا تو آپ اُس کو ضرور وہیں پر جواب دیتے۔

حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ

آپؓ قاعدہ یسرنا القرآن کے مصنف تھے اس قاعدہ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی سینکڑوں روپے اس زمانہ میں ماہوار اس کی آمد ہوتی لیکن آپؓ کی دین کیلئے قربانی کا یہ حال تھے کہ صرف تیس روپے ماہور اپنے اخراجات کیلئے رکھتے تھے اور باقی سب حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں اشاعت قرآن کریم اور اشاعت اسلام کیلئے بھیج دیتے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ

آپ نے بھی حضور علیہ السلام کے دور میں بہت دین کی خدمت کی اور قادیان آکر ہی بسنے لگے حضور کے مضامین مختلف مقامات پر اپنی خوش الحانی آواز میں پڑھ کر سناتے تھے آپ کی روانی کمال کی تھی حضور نے آپ کی بہت تعریف کی آپ کے وصال پر ہی حضور علیہ السلام نے مدرسہ کی داغ بیل ڈالی ہے۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ

آپؓ ہندو قوم سے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے طفیل پندرہ سال کی عمر میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی۔ والدین کی طرف سے بہت سختیاں برداشت کیں لیکن پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ اچھے بھلے کھاتے پیتے خاندان میں سے تھے لیکن دین کی خاطر تنگی کو دنیا کی فراخی پر ترجیح دی۔ معمولی معمولی کاموں سے اپنا گزارہ کرتے رہے۔ اور خدمت دین کو مقدم کر رکھا۔ آپ نے ساری عمر خدمت دین میں گزاری ہے۔

حضرت مولانا سرور شاہ صاحبؓ

آپؓ بھی بہت جید عالم تھے آپؓ نے بھی ایک طویل عرصہ سلسلہ احمدیہ کی خدمت بجا لائے دیگر امور کے ساتھ ساتھ آپؓ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل بھی رہے ہیں۔

حضرت الحاج مولوی عبدالرحیم نیّرؓ

آپ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی اور مغربی افریقہ میں احمدیت کے سب سے پہلے مبلغ تھے۔ تبلیغ کے میدان میں پیش آنے والی مشکلات کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں۔

برادران! وہ جو گرمی میں برف اور شربت پی کر پیاس بجھاتے ہیں اُن سے کہہ دیں کہ یہاں احمدی مبلغ کو کنویں کا پانی بھی میسر نہیں آتا اور اُسے بعض دفعہ پیاس بجھانے کی گولیاں کھانی پڑتی ہیں۔ اور جو گھوڑوں، بگھیوں، موٹروں، اور بیل گاڑیوں پر پھرتے

باقی صفحہ (39) پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت ہائے احمدیہ صوبہ کیرلہ کی سرگرمیاں

(محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ)

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلافت رابعہ کے عہد باسعادت میں جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ نہایت تیزی سے دینی کاموں میں سرگرم عمل ہیں۔ اس کی مختصر رپورٹ ہدیہ ناظرین ہے۔

جماعتوں میں اضافہ

۱۹۴۷ء تک صوبہ کیرلہ میں صرف ۸ جماعتیں تھیں جو بڑھ کر بفضلہ تعالیٰ ۱۹۷۰ء میں ۱۷ اور ۱۹۸۳ء میں ۲۳ اور خلافت رابعہ کے عہد مبارک تک ۴۸ تک اضافہ ہوا ہے۔ امسال دو اور جماعتوں کا یعنی منجیری اور نلامیل کا اضافہ ہوا۔

مساجد: خدا کے فضل و کرم سے کیرلہ میں جماعتوں کے قیام کے ساتھ ساتھ مساجد بھی تعمیر ہوتی رہی ہیں پچھلے سال تک کیرلہ میں ۳۶ جماعتوں میں مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔ امسال مندرجہ ذیل تین مقامات میں مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔

۱-کاواشیری ۲-کوناره کره ۳-نیلامیل۔

بفضلہ تعالیٰ ہر مسجد سے ملحق ایک دارالتبلیغ بھی کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ۹ عدد تبلیغی مراکز بھی قائم ہیں۔

ملینئم پروگرام:- سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کہ ملینیئم سال میں دنیا کی کم از کم ۱۰/۱۱ افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچایا جائے۔ صوبہ کیرلہ کی امارت نے ایک شاندار منصوبہ بنایا ہے۔ کیرلہ کی ۴۵ جماعتوں کو ۵ حلقوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر حلقہ میں دس تک جماعتوں کو شامل کر کے ایک ایک سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ ان تمام حلقوں کو دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں ایک لائحہ عمل مرتب کر کے بھیجا گیا۔ سب سے پہلے ہر حلقہ کی مسلم-عیسائی-ہندو آبادی کے گھروں کا تجزیہ کیا گیا۔ اس طرح کیرلہ میں کل چھ لاکھ ۵۰ ہزار گھروں میں جاکر تقسیم لٹریچر کا منصوبہ بنایا گیا۔ کیرلہ کی کل آبادی میں سے بیرون ممالک میں رہنے والوں کو چھوڑ کر باقی تین کروڑ ۲۵ لاکھ کی آبادی ہے۔ اس آبادی کا ۱/۱۰ حصہ یعنی ۳۲ لاکھ پچاس ہزار افراد تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانا ہے۔

اس نصف سال میں خدا کے فضل سے ۶۶۵۰۷ گھروں میں قریباً ۶ لاکھ افراد تک تبلیغ حق پہنچانے کی توفیق ملی۔

ہر تین ماہ میں ایک دفعہ محترم اے پی کنجا مو صاحب صوبائی امیر۔ محترم صوبائی سکرٹری تبلیغ اور خاکسار پر مشتمل ایک وفد ہر حلقہ کا دورہ کر کے حلقہ واری اجلاس بلا کر کاموں کا جائزہ لیتا رہا۔ جو بفضلہ تعالیٰ نہایت خوش کن نتائج پر مشتمل نظر آیا۔ ہر حلقہ کے عہدیداروں کے علاوہ تمام مبلغین و معلمین بھی دن رات سرگرم عمل ہیں۔ اس تبلیغی مہم کیلئے مندرجہ ذیل چار صفحاتی دو ورقہ فولڈرز اور پمفلٹ ایک ایک لاکھ کی تعداد میں شائع کئے گئے۔

۱-اسلام کی نشاۃ ثانیہ - مسلمانوں کیلئے
۲-یسوع مسیح کشمیر میں - عیسائیوں کیلئے
۳-موعود اقوام عالم - عوام کیلئے
۴-کلکی اوتار - ہندوؤں کیلئے

ان کے علاوہ بھی مختلف جماعتوں نے ہزاروں کی تعداد میں مذکورہ فولڈرز شائع کئے۔

بک سٹالز:- مختلف مقامات میں بک سٹال لگایا گیا۔ اور یہ سلسلہ ہر ہفتہ اتوار کے روز مختلف جماعتوں میں جاری ہے اور مختلف کتب فروخت ہوتی رہیں اور پمفلٹ تقسیم ہوتے رہے۔

International Book Fair

کیرالہ میں عیسائیوں کا فعال مرکز کوٹائم میں جہاں ہماری کوئی جماعت نہیں مورخہ ۲۹ جنوری تا ۷ فروری ۲۰۰۱ء ایک بین الاقوامی بک فیر منعقد ہوا۔ اس نمائش میں جماعت احمدیہ ایرناکلم-کوچین کی طرف سے ایک بک سٹال خریدا گیا۔ اُس وقت یسوع مسیح کشمیر میں اور بائبل میں محمدؐ کے عنوانوں پر ہزار ہا پمفلٹ مفت تقسیم کئے گئے۔ قریباً آٹھ ہزار روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب مسیح ہندوستان میں کا مالایالم ترجمہ جتنے لے گئے تھے سب کے سب فروخت ہوئیں۔ اس کتاب کی بڑی مانگ ہے دوران نمائش ہمیں بک سٹال والوں کی طرف سے یہ حکم ملا کہ یسوع مسیح کشمیر میں والا فولڈر تقسیم نہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں وہاں بہت چرچا ہوا۔ کوٹائم سے شائع ہونے والے ایک اخبار Janma Bhoomi نے اس سلسلہ میں یہ رپورٹ شائع کی ہے۔

پمفلٹ یسوع مسیح کشمیر میں۔ موضوع بحث

کوٹائم-کالیکٹ احمدیہ مسلم صوبائی کمیٹی کی طرف سے شائع شدہ پمفلٹ یسوع مسیح کشمیر میں یہاں موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ یہ پمفلٹ سب سے پہلے کوٹائم میں چل رہی۔ انٹرنیشنل بک فیر میں تقسیم کیا گیا۔ مذکورہ بک سٹال ایک عیسائی تنظیم Durshana Cultural Centre کی طرف سے منعقد کیا گیا تھا۔ جب احمدیوں نے یہ پمفلٹ تقسیم کرنا شروع کیا تو اس بک فیر کے منتظمین نے اس کو روکا۔ اس کے بعد احمدیوں نے قریبی پرائیویٹ بس سٹینڈ میں تقسیم کی کوشش کی تو پولیس نے اس میں روکاوٹ ڈالی۔ بک فیر میں Islam International Publications کی طرف سے بھی ایک بک سٹال تھا۔ مذکورہ پمفلٹ میں یہ بات واضح رنگ میں بتایا گیا تھا کہ یسوع مسیح گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں اپنے حواریوں کو وداع کر کے سفر پر روانہ ہوئے تھے۔ اُس وقت اسرائیلی قوم کے ۱۲ قبائل میں سے فلسطین میں صرف دو قبیلے ہی موجود تھے۔ باقی قبیلے مختلف ممالک میں منتشر تھے۔ افغانی لوگ-کشمیر اور ممبئی کے بنی اسرائیل اسرائیل کی اولاد ہیں۔ مختلف واقعات کی روشنی میں تفصیل سے بتایا گیا تھا کہ یسوع مسیح جب صلیب پر سے اُتارے گئے تو آپ پر بے ہوشی طاری تھی۔ اور آپ مرے نہیں تھے۔ پمفلٹ میں کئی مثالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یسوع مسیح مُردوں میں سے جی نہیں اُٹھے تھے۔ اور نہ ہی آپ کا جسم کسی اور جسم میں حلول کر گیا تھا (جنم بھومی ملایالم روزنامہ ۹ فروری ۲۰۰۱ء)

تبلیغی جلسے:- بفضلہ تعالیٰ کیرلہ کے طول و عرض میں کم و بیش تمام جماعتوں میں امسال وسیع پیمانے میں تبلیغی جلسے عام منعقد کئے گئے۔ امسال ۴۸ عام جلسے مختلف مقامات میں ہوئے۔ ہر جلسہ عام میں سینکڑوں کی تعداد میں غیر احمدیوں کو پیغام حق پہنچایا گیا۔

مخالفت:- جماعت کی روز افزوں ترقی سے مخالف حلقوں میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ اس کے نتیجہ میں ہماری مخالفت میں مختلف جلسے منعقد کئے گئے۔ ہر جلسہ کے بعد اسی مقام میں ہماری طرف سے جوابی جلسے بھی ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ سالہاسال سے کیرلہ کے مختلف اطراف میں جاری و ساری ہے۔

شعبہ نشرو اشاعت:- امسال دس عنوانوں پر چار ورقہ پمفلٹ تیار کر کے تقسیم کئے گئے تھے۔ امسال سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتاب مذہب کے نام پر خون کا مالایالم ترجمہ شائع کیا گیا۔ اس کے علاوہ اسلامی اصول کی فلاسفی کا مالایالم ترجمہ (پانچویں ایڈیشن) الوصیت اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی کتاب ہمارا خدا طباعت کیلئے تیار ہیں۔

رسائل وجرائد:- خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کیرلہ سے مندرجہ ذیل ۴ جرائد و رسائل شائع ہوتے ہیں۔

۱-ستیہ دوتن:- بفضلہ تعالیٰ پچھلے ۷۰ سالوں سے ستیہ دوتن کے نام سے مالایالم زبان میں ماہنامہ رسالہ باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ کیرلہ سے شائع ہونے والے مسلمانوں کے رسائل میں یہ سب سے پرانا ہے۔

۲-الحق:- پچھلے ۷ سال سے خدام الاحمدیہ کیرلہ کی طرف سے الحق نام سے ایک Bulletin شائع ہوتا ہے جس میں جماعت احمدیہ کی عمومی سرگرمیوں کی رپورٹ ہوتی ہے۔

۳-ستیہ مترم:- مجلس انصار اللہ کیرلہ کی طرف سے انصار نامی ایک سہ ماہی رسالہ شائع ہوتا تھا۔ اب پچھلے دو مہینوں سے ستیہ مترم کے نام سے یہ رسالہ ماہانہ رسالہ میں تبدیل ہو کر شائع ہونے لگا ہے۔

۴-النور:- پچھلے چھ سال سے لجنہ اماء اللہ کیرلہ کی طرف سے ایک سہ ماہی رسالہ النور نام سے شائع ہوتا ہے۔ اس رسالہ کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے تمام مضامین نظمیں اور تراجم وغیرہ صرف عورتوں کے ہی لکھے ہوتے ہیں۔

احمدیہ انفرمیشن سنٹر

اس سنٹر کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارے میں استفسار کرتے ہوئے اسی طرح عقاید احمدیت پر اعتراضات کرتے ہوئے آمدہ خطوط کا باقاعدگی سے جواب دیا جاتا ہے۔ اور مناسب لٹریچرز بھی بھیجے جاتے ہیں۔

خطبات: خدا کے فضل و کرم سے پچھلے دس بارہ سال سے کیرلہ کی تمام جماعتوں میں باقاعدگی سے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ خطبہ کا ترجمہ ہی سنایا جاتا ہے۔ یعنی ہر جمعہ میں MTA سے حضور اقدس کا خطبہ ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کا مکمل ترجمہ کر کے DTP کے ذریعہ طبع کروا کر تمام جماعتوں میں پہنچایا جاتا ہے۔ ترسیل خطبات کی ذمہ داری خدام الاحمدیہ صوبائی تنظیم نے لے لی ہے۔ جو باقاعدہ اپنا فریضہ ادا کر رہی ہے۔ غیر ممالک میں جہاں کیرلہ کے احمدی احباب رہتے ہیں اُن کے مطالبہ پر یہ ترجمہ بھیجا جاتا ہے۔ اور جمعہ میں یہی خطبہ سنایا جاتا ہے۔

کیسٹ لائبریری: امسال تبلیغی ضرورت کے پیش نظر آٹھ کیسٹس تیار کی گئیں۔ یہاں مبلغین کرام کی جب کسی خاص عنوان پر جلسوں میں تقریر ہوتی ہے۔ اس کا باقاعدہ ریکارڈ کیا جاتا ہے اور ضرورت مندوں کو تبلیغ کیلئے کیسٹ دی جاتی ہے۔

فضل عمر انگلش پبلک سکول

خدا کے فضل سے صوبائی امارت کے زیر اہتمام کالیکٹ-کوڈالی-کرولائی-اور پنگاڈی میں فضل عمر پبلک سکول کے نام سے تعلیمی مراکز قائم ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ اب کرولائی سیکنڈری سکول کی پوزیشن میں ہے۔ اسے اور کوڈالی سکولوں کو گورنمنٹ کی طرف سے

(باقی صفحہ 34 پر ملاحظہ فرمائیں)

صوبہ جموں و کشمیر کی تعلیمی و تربیتی مساعی

صوبہ جموں و کشمیر میں احمدیت کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی پڑگئی تھی اور وادی کے بہت سے احمدی احباب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ ہونے کا شرف بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ بعدہ یہاں کثیر تعداد میں جماعتوں کا قیام عمل میں آیا۔ اور یہاں جماعتیں ہر لحاظ سے ترقی کرتی رہیں۔

موجودہ نامساعد حالات اور اقتصادی مشکلات کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی دُعاؤں اور شفقت سے جماعت احمدیہ کشمیر نے تعمیر مساجد، تعمیر دار التبلیغ، گیسٹ ہاؤسز، اور تعمیر سکول میں ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس کا اجمالی خاکہ بغرض دُعا پیش ہے۔

جماعت احمدیہ آسنور:۔ ایک وسیع کنکریٹ کی مسجد نزد سڑک تعمیر کی ہے جس میں ایک ہزار سے زائد احباب آسانی سے نماز ادا کرسکتے ہیں جماعتی اجتماعات بھی اس کے وسیع و عریض ہال میں منعقد کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

جماعت احمدیہ رشی نگر:۔ یہاں پہلے سے ہی ایک بڑی مسجد تعمیر شدہ ہے اس کی دوسری منزل کو کثیر اخراجات سے مکمل کرکے خوبصورت ہال میں تبدیل کیا گیا۔ جس میں جمعہ اور عیدین کی نمازیں آسانی سے ادا ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک محلہ کی مسجد ''مسجد نور'' کے نام سے موسوم تعمیر کی گئی۔

ھاری پاری گام:۔ ایک منزلہ کنکریٹ کی مسجد تعمیر کی گئی۔ تین صد کے قریب احباب جماعت عیدین و جمعہ ادا کرسکتے ہیں۔ اور جماعتی اجتماعات اس میں منعقد کرتے ہیں۔

چک ایمرچھ:۔ ایک منزلہ خوبصورت کنکریٹ کی مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ جو باموقع جگہ پر تعمیر ہوئی ہے۔ آئندہ دوسری منزل بھی تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے جماعتی اجتماعات بھی یہاں منعقد ہوسکتے ہیں۔

بھدرواہ:۔ ایک منزلہ پختہ عمارت گراؤنڈ فلور پر مشتمل تعمیر کی گئی ہے دو سو کے قریب احباب کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے اجلاسات و اجتماعات کے یہاں منعقد کرنے کی جگہ موجود ہے۔ آئندہ مزید تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے۔

صوفن نامن:۔ یہاں بھی ایک کنکریٹ کی مسجد برلب سڑک تعمیر کی گئی جس کی وجہ سے ضلع پلوامہ اور خصوصاً شوپیان کے علاقہ میں مخالفت کا شدید طوفان برپا ہوا۔ یہ مسجد مرکزی مقام پر واقع ہے ابھی تکمیل کے مرحلہ سے گزر رہی ہے اللہ تعالیٰ جلد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ شورت جماعت احمدیہ شورت نے بھی مسجد تعمیر کی ہے

ناصر آباد:۔ جماعت احمدیہ ناصر آباد نے مورخہ ۱۲ اگست ۲۰۰۱ کو 86x76 جامع مسجد کا سنگ بنیاد پر سوز دُعاؤں کے ساتھ رکھا۔ مولائے کریم تکمیل مسجد کی توفیق بخشے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ بالسو نونہ مٹی۔ مانلو۔ چیک ڈسنڈ۔ ناصر آباد نے مساجد کی تعمیر مکمل کرلی ہے اور ان میں عبادات، اجتماعات ہو رہے ہیں الحمد للہ۔

میٹھ۔ برازلو۔ منڈوبل میں مساجد زیر تعمیر ہیں اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دُعا ہے کہ وہ ان عبادت گاہوں کو مخلوق خدا کیلئے نور ہدایت کا باعث بنادے آمین۔

ان کے علاوہ پونچھ راجوری میں بھی مساجد کی تعمیر کا کام جاری ہے۔

درج ذیل جماعتوں نے تبلیغی مراکز کے ساتھ گیسٹ ہاؤسز بھی تعمیر کئے ہیں۔

ریشی نگر:۔ جماعت نے خوبصورت وسیع تبلیغی مرکز اور گیسٹ ہاؤس تعمیر کیا ہے جس میں خدام الاحمدیہ کا دفتر اور لائبریری موجود ہے۔

سری نگر:۔ سیدنا حضور انور کی شفقت سے آٹھ رہائشی کمرے تعمیر کئے گئے ہیں۔ صوبہ بھر کے احمدی و غیر از جماعت احباب مرکزی مقام سری نگر کثرت سے آتے رہتے ہیں۔ اور یہاں قیام بھی کرتے ہیں۔ تبلیغ کا بہترین موقعہ اس طرح میسر ہوتا ہے۔ یہاں نمائش بھی ہے۔ ان سب سے احباب فائدہ اٹھاتے ہیں۔

کوریل:۔ جماعت نے بہترین جگہ پر دار التبلیغ تعمیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تکمیل کی توفیق بخشے آمین۔

یاری پورہ:۔ تبلیغی مرکز اور گیسٹ ہاؤس زیر تعمیر ہے۔

بھدرواہ:۔ دار التبلیغ و گیسٹ ہاؤس تعمیر شدہ ہے۔ مرکزی مبلغ کا قیام بھی اس میں ہے۔

جموں:۔ مشن ہاؤس لائبریری گیسٹ ہاؤس تعمیر شدہ ہے مرکزی مبلغ کا قیام بھی یہاں ہے

شورت: دار التبلیغ تشنہ تکمیل ہے۔

تعمیر ادارہ جات

ناصر آباد:۔ ایک خوبصورت باموقع اسکول کی بلڈنگ جماعت نے از خود تعمیر کی ہے آٹھ صد کے قریب طلباء و طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ نے اسکول کی بہترین کارکردگی دیکھ کر گیارھویں بارھویں کلاسز کھولنے کی اجازت دی ہے۔ فی الوقت اسکول دسویں کلاس تک ہے علاقے میں بہترین تعلیمی معیار کی وجہ سے دور دراز علاقوں سے غیر از جماعت بچے داخلہ لیتے ہیں۔ آئندہ ہوسٹل کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے اللہ تعالیٰ سامان پیدا کرے۔

آسنور:۔ پرانی بلڈنگ تھی چند نئے کمرے تعمیر کئے گئے تھے ناکافی اور غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے ایک مناسب پلاٹ پر نئی بلڈنگ تعمیر کرنے کا منصوبہ زیر کارروائی ہے دس لاکھ تک اخراجات کا منصوبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر رنگ میں کامیابی بخشے آمین۔ چار صد طلبا و طالبات زیر تعلیم ہیں۔

یاری پورہ:۔ تقریباً سات آٹھ کنال پلاٹ پر سکول بلڈنگ کی چار دیواری تعمیر کی ہے جس کی تکمیل ہو رہی ہے پانچ صد کے قریب طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں۔

ریشی نگر:۔ جماعت نے از خود خوبصورت اور باموقع بلڈنگ تعمیر کی ہے فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ تین صد کے قریب طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں۔

ھاری پاری گام:۔ سکول کی بلڈنگ ناکافی ہے دو صد کے قریب طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں مزید وسعت کیلئے کوشش جاری ہے۔

چارکوٹ راجوری میں بھی کامیاب ہائی سکول چل رہے ہیں۔

اس تمام تعمیری پروگرام میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ محترم ناظر اصلاح و ارشاد محترم ناظر صاحب تعلیم اور دیگر ناظران کرام کی جماعتیں بیحد ممنون ہیں جنہوں نے وقتاً فوقتاً مرکز میں یا یہاں تشریف لاکر دُعاؤں اور مفید مشوروں سے رہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزاء دے۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے صوبہ جموں و کشمیر میں جماعت احمدیہ کی تبلیغ کی جارہی ہے بیعتیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کشمیری عوام کو پیغام حق صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جماعتوں کو اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

آخر پر درخواست دعا ہے کہ مولا کریم احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق بخشے اور جماعت کا ہر آن حامی و ناصر ہو آمین۔ (عبدالحمید ٹاک۔ صوبائی امیر جموں و کشمیر)

بقیہ صفحہ (33)

Recognization مل چکی ہے۔

۷۰ خدام کے خون کے گروپ کی فہرست تیار ہے۔ اس کے ذریعہ ضرورت مندوں کو خون دیا جاتا ہے۔ یہ فرم کالیکٹ میڈیکل کالج کے ساتھ منسلک ہے۔

ڈریس بنک کے ذریعہ جماعتی نظام کے تحت غریب طلباء کیلئے سکول یونیفارم کا انتظام کرکے مستحقین کو دیئے جاتے ہیں۔ عید کے روز نئے پارچات بناکر غرباء کو دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح بک بینک کے ذریعہ طلباء و طالبات کیلئے کتابیں فراہم کی جاتی ہیں۔

خدا کے فضل سے صوبہ بھر میں مختلف جماعتوں میں خدمت خلق وقار عمل میڈیکل کیمپ، Blood Doners Form، Dress Bank وغیرہ شعبوں میں نہایت مستعدی سے کام ہو رہے ہیں۔

ایمان افروز واقعات

کیرلہ کے طول و عرض میں کئی ایمان افروز واقعات ہوتے رہے ہیں۔ کئی نو مبائعین کو بیعت کرنے کے بعد نہایت ایمان افروز رویاء خوابوں کے ذریعہ ان کے ایمان کی تقویت قدرت کی طرف سے کی جاتی ہے۔ ان تمام اُمور کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں صرف ایک واقعہ درج ذیل ہے۔

مکرم محی الدین صاحب آف کوڑونگلور نے ماہ فروری میں بیعت کی تھی۔ یہ شخص پہلے اہل قرآن کا سرگرم رکن تھا۔ ان لوگوں کا جو احادیث کے منکر ہیں یہ عقیدہ ہے کہ تین وقت کی نماز اور رمضان میں تین دن کے روزے کافی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایک دن مذکورہ شخص نے چند احمدی نوجوانوں کو تبلیغ کرتے ہوئے دیکھا تو ان کے پاس جاکر شدید بحث و مباحثہ کرتے رہے۔ بالآخر گفتگو ایک ایسے سٹیج پر پہنچ گئی کہ ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے پر مجبور ہوگئے۔ اس کے بعد سے غیر احمدی شخص پر اچانک زوال آگیا۔ یہ شخص مالی لحاظ سے خاندانی لحاظ سے اور نفسیاتی طور پر بالکل تباہ ہوگیا بالآخر گھربار چھوڑنے پر مجبور ہوگیا۔ اور کالیکٹ میں آکر اُس احمدی نوجوان کی تلاش کرنے لگا جن کے ساتھ مباحثہ اور ملاعنہ ہوا تھا۔ کچھ دنوں کی تلاش کے بعد یہ شخص کالیکٹ کے احمدیہ مسلم مشن میں گیا اور اُس نوجوان سے ملاقات ہوئی اس کے بعد عقائد احمدیت پر گفتگو جاری رکھی۔ بالآخر احمدیت کی صداقت اور حقیقت سے واقفیت حاصل کرکے بیعت کرلی۔ اب ان کی کوشش سے کوڑونگلور میں بارہ افراد نے جو سب کے سب تعلیمیافتہ ہیں بیعت کرلی۔

دیودرگ (کرناٹک) کی تبلیغی مساعی وایمان افروز واقعات

حفیظ احمد الہ دین مبلغ سلسلہ سرکل انچارج دیودرگ

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی عالمی کامیابی بانی جماعت حضرت مسیح موعود و مہدی موعود کے ہاتھوں ہونے کا وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ بانی جماعت کو خداوند تعالیٰ نے یہ الہام کیا ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ اور وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے صدائے صداقت کو اکناف عالم میں پہنچا دیا ہے خلافت رابعہ کی بابرکت تحریکوں میں سے ایک تحریک بیعتوں سے متعلق ٹارگیٹ کا سلسلہ بھی ہے جو کہ اللہ کے فضل وکرم سے کروڑہا سعید روحوں کو امام الوقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کو امام مہدی علیہ السلام تک پہنچانے کا موجب بن رہا ہے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرتے ہوئے حقیقی اسلام کی آغوش میں آنے کی توفیق مل رہی ہے۔

ہمارے پیارے آقا حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے مکرم محمد شفیع اللہ صاحب صوبائی امیر ونگران اعلیٰ کرناٹک کی قیادت اور قیمتی راہنمائی میں 1996 سے کرناٹک کے مشرقی علاقے کے ضلع رائچور کے تعلقہ دیودرگ کو وقف جدید بیرون کے تحت سینٹر بنا کر مضافات میں تبلیغی مہمات کو بڑھایا گیا۔ ابتداء میں چند ماہ مکرم مولوی محمود احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ بطور سرکل انچارج جماعتی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے بعد سے لگاتار خاکسار حفیظ احمد الہ دین مبلغ سلسلہ حضور انور کی زریں ہدایت کی تعمیل میں جماعتی فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ ابتداءً ضلع رائچور اور پھر آہستہ آہستہ ضلع کوپل۔ بلاری۔ داون گرہ وغیرہ کے جملہ مضافات میں جماعتی سرگرمیاں شروع ہو گئیں۔ اور اب اللہ کے فضل سے اسی معروف دیودرگ سرکل کے تحت ضلع چترد رگہ ضلع تمکوڑ اکولار بشمول کرناٹک اور آندھرا کے سرحدی علاقوں میں بھی بہت تیزی سے جملہ جماعتی سرگرمیاں پھیل چکی اور پھیل رہی ہیں۔ ان علاقوں میں جماعتی مہمات یعنی تبلیغی و تربیتی وغیرہ میں جو کامیابیاں عطا ہوئی ہیں۔ جملہ کارکنان سلسلہ و داعیان الی اللہ کے علاوہ موقع بموقع مکرم ناصر احمد صاحب نور صدر جماعت دیودرگ و نائب نگران اعلیٰ سرکل دیودرگی کا مخلصانہ تعاون شامل حال رہا۔ باوجود دیودرگ سرکل کے ماتحت جملہ اضلاع میں شدید مخالفت اور تعصب کے اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر ہماری جملہ مساعی کو کامیاب کیا اور غیر معمولی طور پر نفوس کو احمدیت کے ذریعہ اسلام کے حقیقی آغوش میں آنے کی توفیق دی۔ جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

سن	حصول بیعت	تعداد جماعت
96-97	8201	45
97-98	17201	71
98-99	52574	280
99-2000	329362	845
2000-2001	727983	886
کل میزان	**1135321**	**2127**

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین مبلغین کرام اور سولہ معلمین کرام نیز چار عارضی معلمین کل 23 کارکنان سلسلہ اس سرکل کے تحت اپنے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ فی الوقت دیودرگ سینٹر بشمول دیوتکل ۔ گالگ ۔ ٹی وڑگیرہ۔ ماچھنور۔ چیکل پروی۔ ہیرے کوٹیکل۔ سوماپور روڑ کندہ۔ اپچال۔ گوڑی ہال ۔ ستور۔ اسلام پور ٹھڑک۔ وغیرہ میں تعلیم و تربیت کا کام جاری ہے۔ یہاں بچوں کو دینی تعلیم سے روشناس کروانے کے ساتھ ساتھ نو مبائعین مرد اور عورتوں میں بھی روحانی بیداری اور جماعتی پختگی کے لئے اور خلافت سے ان نو مبائعین کی وابستگی کیلئے دعاؤں کے ساتھ ہر ممکن عملی کوشش جاری ہے الحمد للہ۔

اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ دیوتکل میں ایک خوبصورت مسجد احمدیہ تعمیر ہو چکی ہے مقامی لوگوں کے علاوہ گردونواح دیہاتوں کے نو مبائعین کرام بھی اس بابرکت احمدیہ مسجد سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

سرکل دیودرگ کے تحت مضافات میں بڑھتے ہوئے کاموں کے پیش نظر حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک ایکڑ مزید پلاٹ عطا فرمائی جو کہ خرید کیا جا چکا ہے۔ انشاء اللہ بعض قانونی کارروائیوں کی تکمیل کے بعد بہت جلد جماعتی پلان کے مطابق اس میں تعمیر شروع ہو جائے گی جو انشاء اللہ مستقبل میں نو مبائعین کیلئے تقویت ایمان کا موثر ذریعہ ہو گا۔

حسب موقع نمائندگان وغیرہ کی آمد پر مضافات کی جماعتوں میں تربیتی اجلاسات رکھے گئے علاوہ کارکنان دیودرگ سرکل و داعیان الی اللہ اور بالا ذمہ داران کی موجودگی میں جلسے حسب موقع سینٹر و مضافات کی جماعتوں میں رکھے گئے۔ مثلاً جلسہ سیرت النبیؐ۔ یوم مسیح موعودؑ۔ یوم مصلح موعودؓ۔ یوم خلافت وغیرہ ان مساعی کے سبب اللہ کے فضل سے نو مبائعین میں غیر معمولی جماعتی بیداری اور روحانی استقامت پیدا ہوئی اور ان کے کئی شکوک اور غلط فہمیاں جماعت سے متعلق دور ہوئے۔

اسی طرح حسب موقع سینٹر و مضافات کی جماعتوں میں نماز عیدین کا بھی انتظام کیا گیا۔ اس کے سبب بھی بہترین نتائج جماعتی مفاد میں ظاہر ہوئے ہیں۔

ماہ رمضان میں تعلقہ دیودرگ اور دیگر کئی مقامات پر ایک ہفتہ کیلئے جماعتی بک اسٹال لگایا گیا۔ اور جماعتی پمفلٹ و لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا اس طرح کثیر سعید نفوس تک احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ مخالفین ہمارے اس پروگرام کو ناکام کرنے بارے ہر ممکن کوشش میں لگے رہے باوجود اس کے ہمیں اچھی کامیابی نصیب ہوئی اور لوگوں کا جماعت کے حق میں بہترین تاثر رہا۔ نیز بالا افسران و ذی اثر احباب کو بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم سے روشناس کیا گیا۔

جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر شامل ہونے والے نو مبائعین کو روکنے کی پوری پوری کوشش کی گئی۔ دشمن کی باقاعدہ ٹیمیں جو اوباشوں اور ملاؤں پر مشتمل ہوتی تھی۔ باقاعدہ دیہاتوں میں پھر کر اپنی کوشش جاری رکھی مگر پھر بھی اس سرکل کے تحت ایک خاصی تعداد جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے قادیان پہنچتے رہے۔ الحمد للہ۔

گزشتہ سال دو افراد پر مشتمل مکرم شفیع احمد غوری صاحب مکرم محمد انور صاحب تبلیغی ٹیم تعلقہ چیلکرہ کے ایک دیہات اسلام پور میں پہنچی جماعت کے تعارف اور حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے لوگوں کو تفصیلاً آگاہ کرا ہی رہے تھے کہ وہاں گردونواح کے بعض شرپسند مولوی آپہنچے۔ اور شور و شرابا برپا کرتے ہوئے معاملہ کو فتنہ انگیز بنا دیا۔

21-4-01 کو پھر ان دو افراد پر مشتمل ٹیم پہنچی ان کے پہنچنے سے قبل وہاں کے صدر جماعت مکرم امام صاحب نے بوقت قبل از فجر ایک خواب دیکھا کہ باآواز بلند کوئی آواز دے رہا ہے کہ باہر حضور آئے اور آپ کو بلا رہے ہیں اور جب اسی دن ہم دیہات پہنچے اور اپنے جملہ مدعا سے انہیں تفصیلاً روشناس کرایا تو بے ساختہ یہ کہتے ہوئے بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے کہ خدا تعالیٰ مجھے آپ لوگوں کے آنے کی اطلاع بذریعہ خواب دے چکا ہے۔

مکرم عبد الحق صاحب ڈرائیور ساکن کوننہ پلی نے بتایا کہ انہوں نے ایک خواب 10.6.01 کو دیکھا کہ اسلام پور گاؤں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک جماعت [illegible] تربیت کا انتظام جاری کیا ہوا ہے۔ ایسے موقع پر چار افراد پر مشتمل ایک ٹیم دو موٹر سائیکلوں پر اس گاؤں میں بگاڑ پیدا کرنے کی خاطر پہنچ کر کافی فتنہ برپا کر رہے اور لوگوں کو پریشان کر رہے ہیں۔ میری آنکھ کھلی اور ظہر کا وقت تھا میں نے نماز ظہر ادا کی اور اسلام پور گاؤں کی طرف چل پڑا گاؤں کے قریب پہنچنے پر دیکھتا ہوں کہ واقعتا دو ٹیمیں موٹر سائیکلوں پر فتنہ پھیلا کر واپس لوٹ رہی ہیں۔ میں گاؤں پہنچا اور وہاں کے مقامی لوگوں اور متعین مولوی صاحب کو اپنا خواب سنایا اور مولوی صاحب سے ہر ممکن فائدہ اٹھانے اور روحانی تبدیلی پیدا کرنے اور کسی قسم کے بہکاوے میں نہ آنے بارے سختی سے گاؤں والوں کو تاکید بھی کی۔ اور مولوی صاحب کو گاؤں میں پاکر مجھے بے حد خوشی ہوئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ جماعت واقعتا اللہ کی طرف سے اور سچی ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے قبل از وقت بذریعہ خواب حقیقت سے آشنا کیا الحمد للہ۔

اسی طرح مکرم شریف صاحب ساکن جالا وڑگی تعلقہ سندھنور ضلع رائچور کے ایک مخلص نو مبائع نے ذکر کیا کہ اس گاؤں میں گذشتہ سال الحمد للہ بیعتیں ہو چکی ہیں۔ انہیں مورخہ 01 .3.1 کو ایک بار پھر جماعتی لٹریچر ظہور امام مہدی دیا گیا حالانکہ دس سال سے موصوف کی بینائی بالکل کمزور تھی اور بالکل معمولی سا پڑھا جاتا تھا۔ لیکن جیسے ہی انہوں نے جماعتی کتب کا مطالعہ شروع کیا اللہ کے فضل سے ان کی بینائی بحال ہو گئی اور بہترین پڑھنے کے قابل ہو چکی جس کے سبب ان کے ایمان اور جماعتی حق میں مزید پختگی آئی اور یہ دشمن کو کھلا پیغام دیتے ہیں کہ اگر آپ کو سچی جماعت دیکھنے کی خواہش ہو تو میرے پاس آؤ میں آپکو احمدیت کا حقیقی نور دکھا سکتا ہوں جس کو میں خود بنفس نفیس دیکھ چکا اور قبول کر چکا آج روئے زمین پر مسیح موعود اور آپ کی جماعت غلط ہو تو دنیا کی کوئی جماعت بھی مسلم نہیں ہو سکتی۔

مورخہ ۲ مارچ ۱۹۹۸ء کا واقعہ ہے کہ مکرم شفیع احمد صاحب غوری معلم وقف جدید بیرون سینٹر چیکل پروی تعلقہ مانوی ضلع رائچور میں متعین تھے چیکل پروی کے علاوہ قریب کے اور دیہاتوں میں کل ایک سو مبائعین بچے روزانہ تعلیم و تربیت حاصل کرتے تھے۔ جماعت کی ان مساعی کو دیکھ کر قریبی شہر و تعلقہ مانوی کے شرپسند لوگ مخالفت پر اتر آئے۔ ان میں خان آٹو ڈرائیور نامی ایک مخالف جو ہمیشہ لوگوں کے سامنے جان سے مارنے کی دھمکی دیا کرتا تھا اس نے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والی تعداد کو بھی متاثر کیا۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسا عبرتناک واقعہ دکھایا کہ مقامی ہندوؤں نے اس کو بری طرح چاقو سے زخمی کر دیا۔ جو مانوی کے

مسلمانوں پر مسیح موعودؑ کی سچائی ظاہر ہونے کا باعث بنا۔

چیکل پروی کے مقامی مسلمانوں میں سے کچھ لوگ جو پنجارے فرقے سے تعلق رکھنے والے ہیں وہ تعلقہ مانوی کے شرپسندوں سے ملے ہوئے تھے۔ اس میں سے ایک شخص نے مسجد میں ٹھہر کر لوگوں سے کہا کہ جماعت احمدیہ تو ایک چھوٹی سی جماعت ہے اس کے برعکس ہماری جماعت ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اسلئے اس قادیانی مولوی (مکرم شفیع احمد غوری معلم) کو اس مسجد میں داخل ہونے نہیں دینا۔ اس کو یہاں سے نکال دو بس اتنا ہی کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی پکڑ میں لیا۔ اس کو ایک ایسی بیماری لگی کہ اس پر ہزاروں روپے لگانے کے باوجود بیماری میں بیمار رہا۔ یہ بھی جماعت کے حق میں اور وہاں کے نومبائعین کے ازدیادِ ایمان کا باعث بنا۔

اسی دوران انہی پنجاروں میں سے ایک شخص جو لوہار کا کام کرتا تھا۔ اس کا بیٹا بھی دینی تعلیم حاصل کرتا تھا۔ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے نومبائعین کو روکنے کی کوشش کی اور مخالفت پر ترقی کرتا گیا۔ جلسہ کے معاً بعد کھیت ایکے پیر میں سانپ کاٹ دیا اور کئی ہزار روپے علاج کیلئے لگائے کئی مہینوں تک وہ چلنے سے معذور رہا۔ یہاں تک کہ قضائے حاجت کیلئے بھی گھسٹ کر جاتا تھا اب جبکہ تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے وہ کام کرنے سے معذور ہے اور زخم بھی موجود ہے۔

جون 2001 کا واقعہ ہے کہ مکرم افروز عالم صاحب معلم اور مکرم مبشر خان معلم پر مشتمل ایک ٹیم بغرض تبلیغ تعلقہ گبی کے ایک دیہات میں پہنچی ان کے احمدی ہونے کا معلوم ہونے پر دیہات کے چند شریر افراد مخالفت کرنے لگے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ مکرم افروز عالم معلم سلسلہ کی پیٹھ اور گردن پر مار پڑی۔ اتنے میں مقامی امام الصلوۃ پہنچے اور دونوں معلمین کو ان کے گھر لے گئے اور شربت وغیرہ پلائے اور انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں بھی پچھلے چار سال سے احمدی ہوں اللہ کے فضل سے اس گاؤں میں اڑھائی سو کے قریب بیعتیں ہوئیں۔ الحمد للہ۔

ستمبر ۲۰۰۱ء کا واقعہ ہے کہ اسلام پور میں جہاں پر مکرم عبدالرحیم صاحب معلم سلسلہ اس وقت متعین ہیں قریب کے ایک تعلقہ سے چند شریر مخالفین آئے اور مسجد میں بیٹھ کر ان کو بلوایا جس پر ایک نومبائع حافظ قدوس کے ساتھ وہ اندر گئے ان کے کافی سوالات کے جواب دیئے گئے آخر کار ایک شخص جس کا نام ابراہیم تھا میری طرف ہاتھ بڑھا کر اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ لوگ اسلام پور کو احمدی بنادیں گے۔ اور کہا یہ لوگ ایسے نکلنے والے نہیں ہیں ان کو چھری اور چاقو کے ذریعہ نکالنا ہوگا۔ اور اس کی بیوی کی بے عزتی کرلی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ اب اس واقعہ سے دو ہی دن گزرا تھا کہ اسی ابراہیم نامی شخص کو کسی نے چاقو کے ذریعہ قتل کیا اور نعش کو ریلوے پٹڑیوں میں پھینک دیا۔ اس واقعہ سے متعلقہ دیہات کے نومبائعین کے ایمان میں تازگی پیدا ہوئی۔ الحمد للہ۔

۲۰ جون ۲۰۰۱ کا واقعہ ہے کہ مکرم شفیع احمد صاحب غوری اور مکرم افروز عالم معلم دونوں بذریعہ اسکوٹر تعلقہ رائے درگہ کے ایک دیہات پہنچے۔ اس وقت ایک مسلمان کے گھر کے سامنے کافی لوگ جمع تھے۔ ہم نے دریافت کیا کہ کیا یہ لوگ سبھی مسلمان ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ سب مسلمان ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ اندر آیئے ایک بچی کا نام رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمارے پاس اس وقت بھیج دیا جبکہ ہمیں ایک مولوی صاحب کی تلاش تھی۔ دونوں معلمین اندر گئے اور دعا کر کے بچی کا نام رکھا۔ بعد اس کے ان کو جماعت کا پیغام دیا اور مسجد میں جاکر بیعت لینے کا ارادہ کیا۔ مسجد کی طرف جاتے ہی موصلہ دھار بارش ہوئی جس پر سبھی نے کہا کہ آپ کے آنے کی برکت سے آج یہاں بارش ہوئی ہے جس کی ہم دیہاتیوں کو کئی دنوں سے انتظار تھی۔ اللہ کے فضل سے اس طرح معجزانہ رنگ میں صداقت ان پر ظاہر ہوئی۔

مکرم انور احمد صاحب ساکن تھڑک تعلقہ چیلکرہ کی چھوٹی بیٹی نے خواب میں دیکھا کہ کوئی بلند آواز سے بول رہا ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اس طرح دو دفعہ دیکھا خدا کے فضل سے چند دن بعد ہی اس علاقے میں بیرون کے تحت تبلیغی سرگرمیاں شروع ہوگئی اور اللہ کے فضل سے اس علاقے میں اب تک کئی ہزار سعید روحیں احمدیت کی آغوش میں آچکی ہیں۔

بڑھتی ہوئی تبلیغی سرگرمیوں کے پیش نظر اپریل ۲۰۰۱ سے تعلقہ چیلکرے کے ایک دیہات تھڑک میں وقف جدید بیرون کے تحت ایک سینٹر کھولا گیا۔ جو گورنمنٹ ہیلتھ کوارٹرس میں سے ایک ہندو فرد سے کرایہ میں عارضی طور پر لیا گیا تھا۔ مقامی مخالفوں نے جماعت کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور قریب کے دیہاتوں کے مسلمانوں کا جماعتی تعلیم کی طرف رجحان دیکھ کر مخالفت میں تیزی پیدا کردی۔ ایک پولیس جوان نے گورنمنٹ کوارٹرس کے اعلیٰ افسران سے شکایت کی کہ یہ لوگ دین دار انجمن سے تعلق رکھتے ہیں اور کل کے دن تمہاری نوکری کیلئے مصیبت آسکتی ہے اس پر عارضی سینٹر سے متعلق ہندو کو بلا کر افسر نے گھر خالی کروانے کی تجویز دی اس پر اس نے کہا کہ یہ لوگ نیک ہیں اگر ان کے متعلق کسی قسم کا کیس ہوا تو میں اس کا ذمہ دار ہوں" اس طرح اللہ کے فضل سے مخالفین احمدیت کو سر جھکانا پڑا۔

اسی طرح مقامی احمدی مکرم انور صاحب کے گھر میں رات کو ۹ بجے کے قریب اوباشوں اور مولویوں پر مشتمل ایک ٹیم جو تقریباً ۱۵ افراد پر مشتمل تھی پہنچی اور کافی دیر تک ان سے جماعت کے بارے میں بحث چلتی رہی۔ آخر مخالفین نے دھمکی دی کہ تمہاری بیوی جو قریب کے ایک اسکول میں ٹیچر ہے اور بچوں کو جو اسکول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ہم دیکھ لیں گے۔ چنانچہ اب مخالفین کی کوشش سے مکرم انور صاحب کی اہلیہ کے اسکول میں چالیس میں سے صرف ۱۵ بچے رہ گئے ہیں باقی اپنے ٹی سی نکلوا کر دوسرے اسکولوں میں چلے گئے مکرم انور صاحب کے بارے میں بھی مخالفین کوشش کر رہے ہیں کہ ان کا ٹرانسفر کیا جائے۔

مکرم ابو نعیم صاحب صدر جماعت احمدیہ بلاری جو ایک مخلص احمدی اور بفضلہ تعالیٰ کرناٹک گورنمنٹ کے ایک اعلیٰ عہدیدار بھی ہیں ان کو جماعتی سرگرمیوں کی وجہ سے جو بلاری سے تقریباً ۱۵ کلومیٹر فاصلہ پر دیہات جانی نجی نامی ایک دیہات میں تعلیم و تربیت کے ذریعہ شروع ہوا تھا مخالفین نے مجرم ثابت کرنے کی کوشش کی جس پر ہوئی تحقیق کے نتیجہ میں کئی افسران پولیس و انٹیلی جنیس پر جماعت کے بارے میں اچھا تاثر قائم ہوگیا ہے فی الوقت ان کا ٹرانسفر بلاری سے چتردرگ کیا گیا ہے۔

اسی طرح دشمنانِ احمدیت بے ساختہ یہ کہتے ہیں کہ آئے دن قادیانی جماعت اور ان کے مولوی دیہات دیہات پہنچ چکے ہیں بظاہر ان کو روکنا ناممکن لگ رہا ہے۔ کیونکہ یہ اپنے جملہ اچھے اثر دینی تعلیم کے علاوہ نئے نئے تدابیر کے ساتھ دیہاتیوں کا دل جیتتے ہیں ہم لوگ صرف زبانی وعظ و نصیحت کرتے ہیں جب روپیوں کے خرچ اور یا پھر باقاعدہ مولوی کو کسی دیہات میں خرچ دیکر رکھنے کا معاملہ آتا ہے۔ تو ہم بہت پیچھے ہیں اور ہم بظاہر کبھی متفق ہو کر ان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتے۔

حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی شفقت اور دلجوئی سے بھی غیر معمولی لوگوں اور پورے ماحول میں جماعت کے حق میں ایک خاص توجہ و بیداری پیدا ہوئی ہے۔ عید الفطر سے قبل مستحقین نومبائعین میں تحائف تقسیم کئے گئے اس کی وجہ سے بھی غیر معمولی روحانی بیداری جماعتی حق میں پیدا ہوئی ہے اور دشمن نے ہماری ان مساعی کو ناکام کرنے اور لوگوں کو ہمارے تحائف کے حصول سے روکنے بارے ہر ممکن شیطانی تدابیر کے ساتھ کوششیں کیں یہاں تک کہ اس آڑ میں سراسر دھوکہ سے کام لیتے ہوئے بعض سنی و تبلیغی جماعت کے سرکردہ سرگرم اشخاص نے جماعت احمدیہ کے خدمت خلق سے متعلق کارکردگی کا واسطہ دیکر خصوصاً بیرون ممالک سے کافی چندہ جمع کیا اور ساتھ ہی اپنے جملہ علاقہ کی غربت کا اظہار کرتے ہوئے اور ان کی تصاویر پیش کرتے ہوئے ماہ رمضان میں روزہ افطار سے متعلق کافی زکوۃ جمع کی بہر حال یہ تمام جمع شدہ رقمیں انہوں نے معمولی ریاکارانہ خرچ کے بعد حصہ تقسیم کرتے ہوئے اپنی جیبوں میں بھرلی اکثر نومبائعین کرام دیہاتوں میں ہماری جماعتی وفد کا بے چینی سے انتظار کرتے اور بے ساختہ کہہ اٹھتے کہ آج احمدیت کیطرح حقیقی خدمت خلق کسی اور دینی و سیاسی جماعت کو نصیب ہو ہی نہیں سکتی اگر آپ لوگ ہمیں اور ہمارے مستقبل کو اُجاگر کرنے بارے توجہ چھوڑ دیں تو یہ بڑے بڑے ظالم اور سفاک سفید پوش مولوی ہمیں اندھیرے میں رکھتے ہوئے موقع بموقع زندہ ہی درندگی کے ساتھ نوچ کھائیں گے۔ خدا کیلئے آپ لوگ ضرور ہماری طرف متوجہ رہیں وغیرہ۔ اسی طرح عید الاضحیٰ کے موقع پر مضافات میں جو جماعت کی طرف سے قربانیوں کا انتظام کیا گیا اس سے بھی دیہاتوں میں بہت موثر نتائج رونما ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ جب کبھی مخالف شرپسند ٹیم ان سادہ طبیعت نومبائعین کے پاس پہنچ کر انہیں بہکانے اور ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں تو بے جھجک کہتے ہیں کہ اتنے سالوں سے آپ نے ہمارے لئے کیا کچھ کیا اور اب تک ہماری طرف کیوں توجہ نہ دی آج ہمیں دینی لحاظ سے جماعت احمدیہ کے وفود نے مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں بیدار کیا اور حقیقی اسلامی تعلیم کا بہترین نمونہ عملاً پیش کر رہے ہیں تو تم ہمیں بہکانے چلے آئے ہو۔ اگر آپ اپنی خیر چاہتے ہو تو جماعت کے خلاف بغیر کچھ کہے واپس چلے جاؤ اور خدا کے لئے ہمیں اپنے حال پر رہنے دو جماعت احمدیہ کی ہی بدولت آج ہم اور ہمارے بچوں وغیرہ کے اندر اسلامی طرز عمل نظر آرہا ہے وغیرہ۔

جلسہ سالانہ قادیان او ردیگر جلسوں میں شمولیت کے وقت مخالفین کی باقاعدہ ٹیمیں جو خصوصاً اوباشوں پر مشتمل ہوتی تھیں دیہاتوں کو پہنچے اور نومبائعین کو شمولیت سے روکنے کیلئے ہر ممکن کوششیں کرتے ہوئے طرح طرح کا دباؤ ڈالتے یہاں تک کہ لالچیں بھی دیں اور کافی ڈرایا اور دھمکایا بھی باوجود اس کے سرکل دیودرگ سے بھی الحمد للہ خاصی تعداد جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کرتی رہی۔ جس کے نتیجہ میں ان کے اندر بھی غیر معمولی روحانی تبدیلی رونما ہوئی ہے اور شامل ہوئے نومبائعین سے دشمن بات کرتے خوف کھاتا اور منہ چھپاتا ہوا بھاگتا پھرتا ہے۔ اللہ جملہ نومبائعین کو استقامت عطا فرمائے اور ہر قسم کے شر سے ہم سب کو محفوظ اپنی امان میں رکھے آمین۔

صوبہ آندھرا پردیش کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

از۔ مکرم حافظ سید رسول نیاز مبلغ سلسلہ نائب نگران اعلیٰ آندھرا پردیش

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال یعنی ماہ اگست ۲۰۰۰ء تا جولائی ۲۰۰۱ء کیلئے صوبہ آندھرا پردیش کو ۲۰ لاکھ بیعتوں کا ٹارگٹ عطا فرمایا تھا۔ بفضلہ تعالیٰ ماہ جولائی ۲۰۰۱ء کے ابتدائی دو ہفتوں کے دوران ہی سیدنا حضرت امیر المؤمنین کی دعاؤں کے طفیل ۲۱ لاکھ پچاس ہزار بیعتوں کی توفیق صوبہ آندھرا پردیش کو حاصل ہوئی ہے۔ سرکل واری تفاصیل کا ملاحظہ فرمائیں۔

سرکل ورنگل زون 650000
خاکسار حافظ سید رسول نیاز نائب نگران اعلیٰ

سرکل گوداوری زون 850000
مولوی عبد السلام مبلغ سلسلہ

سرکل نلگنڈہ 325000
مولوی حبیب اللہ شریف صاحب

سرکل کاماریڈی 275000
مکرم مولوی محمد ظفر اللہ صاحب

دیگر 50000

صوبہ آندھرا پردیش کے کل 23 اضلاع میں مندرجہ بالا بیعتیں ہوئی ہیں تمام مبلغین و معلمین کرام اور داعیان الی اللہ کے مشترکہ مخلصانہ تعاون سے اس ٹارگٹ کو مکمل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام کو اجر عظیم عطا فرمائے اور تمام نو مبائعین کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

دشمنان احمدیت کا اعتراف حقیقت

صوبہ آندھرا پردیش میں جماعت احمدیہ میں بکثرت سعید روحیں شامل ہو رہی ہیں۔ اس سے غیر احمدی علماء اور غیر احمدی متعصبین سخت ذہنی تفکر میں مبتلا ہو رہے ہیں اخبارات اور لٹریچر کے ذریعہ علماء و عوام الناس کو جماعت احمدیہ کے خلاف مہم تیز تر کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں۔ اور اپنی خامیوں اور ناکامیوں کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کا اعتراف بھی کر رہے ہیں اور خوف کھا رہے ہیں کہ اگر یہی حالت رہی تو جماعت احمدیہ ساری دنیا پر محیط ہو جائے گی۔

ہاں ان کا خوف سو فیصد درست ہے ایسا ہی ہونے والا ہے چونکہ خدا نے یہ فیصلہ فرمایا ہے فتنہ قادیانیت کو ختم کرنے کیلئے غیر احمدی علماء نے کس قدر کوشش کی اس کا ذکر محمد طاہر رزاق نے بعنوان "قادیانی نواز اسلام کا موذی دشمن" میں اس طرح کیا۔

"گذشتہ ایک صدی سے ملت مسلمہ نے اپنے آقا و مولا جناب رسول عربیؐ کی ختم نبوت کے خلاف اٹھنے والی اس فتنہ سے بڑی جاندار لڑائی لڑی ہے اس سلسلہ میں کبھی بھی کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ امت کے بہترین علماء نے اپنا علم اس فتنہ کے خلاف وقف کر دیا اور دلائل و براہین سے اس سازش کے پرخچے اڑا دیئے۔ خطیبوں نے اپنی خطابتوں سے اس فتنے کو طشت ازبام کیا۔ اور اپنی شعلہ نوائیوں سے مرزائیت کے خرمن میں آگ لگا دی ادیبوں نے نوک قلم سے قادیانیت کے چہرے پر چڑھے ہوئے منافقت و عیاری کے دبیز پردے تار تار کر دیئے شاعروں نے اپنے رزمیہ کلام سے ملت کے خون میں بجلیاں دوڑا دیں اور ملت کو قادیانیت کے خلاف صف آراء کیا۔ لاکھوں عاشقانِ ختم نبوت نے جیلوں کی اذیتیں برداشت کیں۔ گبھرو جوانوں نے اپنے سینے گولیاں اگلتی مشین گنوں کے سامنے رکھ دیئے اور سڑکوں پر اپنی جوانی کے گرم خون کا چھڑکاؤ کر دیا

بوڑھوں نے اپنی خمیدہ کمروں پر ظالم پولیس کی لاٹھیوں کی برسات سہی ماؤں نے اپنے لاڈلے بیٹوں کو اپنے ہاتھوں سے پھول پہنا کر انہیں سوئے مقتل روانہ کیا بچوں نے گلیوں بازاروں میں ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے۔ **لیکن افسوس صد افسوس کہ اتنی جدوجہد اور اتنی قربانیوں کے باوجود قادیانیت اپنے منطقی انجام تک نہیں پہنچی قادیانی سانپ زخمی تو ضرور ہوا ہے لیکن** موت کے گھاٹ نہیں اترا ہے ۱۹۷۴ء کے قومی اسمبلی کے فیصلہ اور ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس نے قادیانیت کے نجس وجود کے دست و بازو تو کاٹے ہیں لیکن ہنوز شہ رگ محفوظ ہے"

(اخبار ہمارے دکن مورخہ ۲ جولائی ۲۰۰۱)

قارئین کرام آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قادیانیت کو مٹانے کیلئے کس قدر قربانیاں دی گئی ہیں آخر میں اپنی ناکامی کا اقرار خود ہی کر رہے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار

مکرم مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو روزہ تربیتی اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے، فرماتے ہیں۔" بھولے بھالے مسلمان اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے اس فتنہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ آج وقت کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے سینہ میں ایک ایسی آگ جلائیں جو ختم نبوت کے خلاف ہونے والی بغاوت کو جلا کر رکھ دے"

(روزنامہ سیاست ۲۰ جون ۲۰۰۱)

مکرم محمد خورشید عالم نمائندہ گواہ ہفت روزہ حیدر آباد نے مشرقی و مغربی گوداوری ضلعوں کا دورہ کر کے جن حقائق کا اعتراف کیا ان کا ذکر اس طرح سے کیا ہے۔

"کچھ دیہات ایسے بھی ہیں جہاں پر مضبوط اور عالیشان مساجد ہیں قریشی اور لداف کے جھگڑوں سے فائدہ اٹھا کر قادیانی قابض ہوگئے ہیں۔ ویران اور خالی مسجدوں میں مفت امامت کرتے ہیں اور نادان انپڑھ مسلمانوں کو گمراہ کر کے قادیانی بنا رہے ہیں۔ علماء کرام اس قادیانی تحریک کو فوراً ختم کرنے کی کوشش نہ کریں تو یہ تحریک جو گستاخ رسولؐ ہیں دیہاتوں کے بے دین مسلمانوں کو قادیانیت کے سیلاب میں بہا کر لے جائیں گے۔

بحیثیت مجموعی ان تمام دیہاتوں میں ہندو مسلم لداف اور قریشی لوگ رہتے ہیں لیکن کئی مقامات پر قادیانی امام مساجد پر قبضہ کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا زہر پھیلا رہے ہیں۔ ان پڑھ لوگ ان سے متاثر ہو کر قادیانی بنتے جا رہے ہیں کئی مساجد پر قادیانی نے قبضہ کر رکھا ہے اور نئی قادیانی مسجدیں بھی تعمیر کر رہے ہیں۔ ان کی مسجدوں پر ڈش انٹینا بھی نظر آئے گا جس میں احمدی چینل برطانیہ سے دکھایا جاتا ہے"

(ہفت روزہ گواہ حیدر آباد مورخہ ۲۸ جون ۲۰۰۱ صفحہ ۷)

مکرم مولانا خالد سیف اللہ رحمانی خود اپنے مضمون میں یوں رقمطراز ہیں۔

"مگر افسوس کہ جن مسلمانوں کو مذہبی معلومات حاصل نہیں ہیں یا جو لوگ دیہات میں رہتے ہیں اور وہ کلمہ اور نماز اور دین کے بنیادی احکام سے بھی ناواقف ہیں وہ دھوکہ میں آجاتے اور بظاہر کلمہ کی وحدت اور کچھ عمومی افعال میں یکسانیت کی وجہ سے لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں"۔

(روزنامہ منصف مورخہ ۲۲ جون ۲۰۰۱ صفحہ اذہبی صفحہ)

مکرم مولانا سید احمد ومیض ندوی اپنے مضمون بعنوان ارتداد کا سیلاب روکئے۔ میں اس طرح سے رقمطراز ہیں۔

مذکورہ رپورٹ سے قادیانیت کے سیلاب کی شدت کا اندازہ کچھ زیادہ مشکل نہیں خود ہمارے ملک ہندوستان میں قادیانیت کا زور جیسا بڑھتا جا رہا ہے وہ دینی حلقوں کیلئے بڑی فکرمندی کی بات ہے پچھلے زمانہ میں خال خال سننے میں آتا کہ فلاں شخص قادیانی نظریات کا حامل ہے لیکن آج صورت حال بالکل بدل گئی ہے۔ ایسے دیہات جہاں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے اور جہاں تک کوئی دعوتی تحریک پہنچ نہیں پاتی تقریباً قادیانیت سے متاثر ہیں آندھرا پردیش کے ساحلی اضلاع قادیانیت سے سب سے زیادہ متاثر ہیں اس طرح تلنگانہ اور ورنگل کے بہت سے دیہاتوں میں قادیانی مبلغین کی سرگرمیاں جاری ہیں۔ حتیٰ کہ شہروں میں بھی مختلف مقامات پر کالج اور اسکول کے طلباء کو قادیانیت سے قریب کیا جا رہا ہے۔

(مینارہ نور روزنامہ منصف ۱۳ اگست ۲۰۰۱ صفحہ ۱)

"برادران اسلام یہ گمراہ کن تحریک باوجود باطل اور سراسر جھوٹی تاویلات پر مبنی ہونے کے بھولے بھالے دیہاتی غریب اور نادار مسلمانوں میں فریب اور دھوکہ سے پھیلائی جارہی ہے۔ چنانچہ ورنگل، کھمم اور نظام آباد کے کئی دور افتادہ دیہاتوں میں منظم طریقہ سے قادیانیت کے عیار مبلغین کام کر رہے ہیں آج کل پالاکرتی منڈل کو مرکز بنا کر اس کے اطراف کئی دیہاتوں کو متاثر کیا گیا ہے۔ اس طرح اطراف کے کم و بیش چھ دیہات اس تحریک کی زد میں آچکے ہیں۔ اور اب تک ایک چوتھائی مسلمان مرتد ہو چکے ہیں۔ اسی طرح کوٹ کنڈلہ منڈل کے قرب وجوار میں پانچ چھ دیہات اس باطل تحریک سے متاثر ہیں۔ اگر یہی حال رہے تو وہ دن دور نہیں جبکہ ورنگل اور کھمم کے کئی دیہات ارتداد کے زد میں آجائیں" (ضیاء الاسلام ایجوکیشن کا پمفلٹ صفحہ ۳)

اس طرح کے میری میز پر کئی پمفلٹ موجود ہیں جن میں جماعت احمدیہ کی ترقی کا کھلے عام اعتراف کیا گیا ہے۔ اتنی مخالفت کے باوجود اس کی ترقی کے وجوہات کیا ہیں؟ علماء غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ سب خدا کی تائید و نصرت سے ممکن ہو رہا ہے۔

ایسے تمام لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر مبرم ہے اس امر کی خبر سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خود بیان فرمائی چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"خدا ایک ہوا چلائے گا جس طرح موسم بہار کی ہوا چلتی ہے اور ایک روحانیت آسمان سے نازل ہوگی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائے گی جس طرح بجلی مشرق و مغرب میں اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے ایسا ہی روحانیت کے ظہور کے وقت ہوگا تب جو نہیں دیکھتے تھے وہ دیکھیں گے اور وہ جو نہیں سمجھتے تھے سمجھیں گے اور امن اور سلامتی کے ساتھ راستی پھیل جائے گی"۔

(کتاب البریہ صفحہ ۲۷۰)

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار
(منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ)

اسپیشل ٹرین حیدر آباد تا قادیان

۲۰۰۰ء کے جلسہ سالانہ قادیان کیلئے صوبہ آندھرا پردیش سے ایک ہزار نو مبائعین کو لانے کا ٹارگٹ مکرم صوبائی امیر صاحب آندھرا کو ملا! چنانچہ مکرم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب صوبائی امیر و نگران اعلیٰ آندھرا نے ریزرویشن کی

تکالیف کو مد نظر رکھ کر اسپیشل ٹرین کی اجازت حاصل کی چنانچہ مکرم خواجہ محمد معین الدین صاحب اور مکرم سید خورشید احمد صاحب سب ڈویژنل سیکورٹی آفیسر آف ساؤتھ سنٹرل ریلوے کے تعاون سے کئی مشکلات اور مراحل کے بعد خدا کے فضل اور سیدنا حضرت امیر المؤمنین کی دعاؤں سے بالآخر سپیشل ٹرین کی منظوری ریلوے حکام نے دے دی۔

۱۳ مکمل بوگیوں اور S.L.R ۲ بوگیوں پر مشتمل اسپیشل ٹرین حیدر آباد سے قادیان کے لئے مورخہ ۱۳ نومبر کی رات ۱۰ بجے روانہ ہوئی اس میں کل ۱۰۱۶ احمدی احباب سوار تھے اور کل ۱۰۰۰ نو مبائعین جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۰ء میں صوبہ آندھرا سے شامل ہوئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ٹرین سے متعلق
چند ایمان افروز واقعات

جلسہ سالانہ قادیان کے ایام میں ہی سکندر آباد ڈویژن سے دو الگ اسپیشل ٹرین چلنے کی وجہ سے ریلوے حکام نے اسپیشل ٹرین کی منظوری دینے سے انکار کر دیا تھا۔ مگر مسلسل ربطہ اور مطالبہ پر نیز محض اور محض حضور انور کی دعاؤں اور خدا کے فضل و کرم کی وجہ سے آخری وقت میں ٹرین کی منظوری ملی۔ اور نو مبائعین باسانی اور سہولت کے ساتھ یہ سفر اختیار کر پائے ہیں سرکل گوداوری سے ۱۰۰ آدمی اور سرکل نلگنڈہ و کاماریڈی کے نو مبائعین حیدر آباد سے گاڑی میں سوار ہوئے جبکہ سرکل ورنگل کے ۲۱۱ افراد قاضی پیٹھ ریلوے سٹیشن پر سوار ہوئے۔ اور سرکل گوداوری کے ۱۵۰ افراد بذریعہ ریزرویشن دیگر ٹرینوں میں آئے جبکہ ان کی جگہ پرانے احمدیوں سے فی کس ہزار روپے حاصل کر کے اسپیشل ٹرین میں سفر کرنے کا موقع دیا گیا۔ اسی طرح پرانے احمدی نو مبائعین کو تربیتی امور سمجھاتے رہے۔ اور جماعتی روایات سے آگاہ کرتے رہے۔

اس قافلہ کے امیر مکرم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب تھے۔ جبکہ تمام مسافروں کو سنبھالنے کیلئے صوبائی قائد مکرم محمد سلیم صاحب کے زیر قیادت خدام الاحمدیہ کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں صفائی و آب رسانی لوگوں کو اسٹیشن میں اتر کر ادھر ادھر جانے سے روکنے اور کسی قسم کی نگرانیاں والنٹیرز نے بخوبی سر انجام دیتے رہے۔ انجن کے بعد پہلے ڈبہ میں مائک سیٹ کا انتظام کیا گیا اور ہر بوگی میں ایک ایک سپیکر کا انتظام کیا گیا اس ساؤنڈ نظام کے تحت روزانہ پانچوں نمازوں کو باجماعت ادا کیا جاتا تھا جبکہ بعد نماز فجر درس کا انتظام ہوتا تھا۔ نیز صبح ۱۰ بجے تا ۱۲ بجے اور شام ۴ بجے تا ۶ بجے مختلف انصار خدام اطفال اور ناصرات تلاوت نظم اور تقاریر کیا کرتے تھے نو مبائعین اپنے تاثرات کا اظہار کرتے تھے۔ اعلانات وغیرہ بھی بذریعہ مائک ہوتے اس کا انچارج خاکسار تھا۔

اس طرح سفر میں جاتے وقت اور آتے وقت مکمل طور پر ٹرین میں دینی ماحول نظر آیا، اور اس سے نو مبائعین پر بہت عمدہ اثر پڑا، فالحمد للہ علیٰ ذالک

قادیان کو جاتے وقت تغلق آباد میں جماعت احمدیہ دہلی کی جانب سے ٹرین کے تمام مسافرین کیلئے دوپہر کے طعام کا انتظام کیا گیا تھا۔ جبکہ واپسی میں مورخہ 20.11.2000 کو تین وقت کے طعام کا انتظام بجٹ میں سے کیا گیا تھا۔ اس طرح بھی زائرین پر مہمان نوازی کا اثر ہوا۔

یہ سپیشل ٹرین مورخہ 13.11.2000 کو حیدر آباد سے روانہ ہو کر 16.11.2000 کی صبح ۵ بجے قادیان پہنچی جبکہ 19.11.2000 کی شام کو نکل کر 22 کی صبح ۵ بجے حیدر آباد پہنچی۔ اس طرح یہ سفر نہایت ایمان افروز رہا۔ اور خیر و خوبی کے ساتھ انجام کو پہنچا۔

جاتے وقت اور آتے وقت چند جرنلسٹ اور انڈین ایکسپریس کے نمائندوں نے ٹرین کے بارے میں اور جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اخبارات میں خبریں شائع کیں۔

تربیتی مراکز

صوبہ آندھرا پردیش میں ۴ سرکل زون ہیں لکھو کھا سعید فطرت لوگ جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ ہر گاؤں میں اور ہر جماعت میں معلم کا انتظام کرنا محال امر ہے اس کیلئے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تربیتی مراکز کے قیام کی طرف توجہ کرنے کی ہدایت فرمائی تا کہ ابراہیمی طیور تیار کر کے ہر جگہ پھیلا دیئے جائیں اور وہ تربیت یافتہ ہو کر گاؤں میں نماز جمعہ نماز جنازہ اور دینی ضروریات کو پورا کر سکیں اور اپنے قرب و جوار کے قریہ جات میں نیز رشتہ داروں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہونچا سکیں۔

مندرجہ ذیل سینٹرز میں سال کے مختلف اوقات میں بعض جگہوں پر دوبار اور بعض جگہوں پر ایک بار کل امسال ۱۸ مرتبہ ۱۵ دن کیلئے تربیتی مراکز قائم کئے گئے۔

پالا کرتی۔ بدارم۔ تمڈ پلی۔ کملاپور (سرکل ورنگل) کاسرلہ پہاڑ۔ طاہر آباد۔ (سرکل نلگنڈہ) منڈور۔ رائینہ پالم۔ راجم پالم۔ کوور ہاڑو۔ (سرکل گوداوری) بدی ہڑگہ۔ چندہ پور۔ (سرکل کاماریڈی)

مندرجہ بالا تربیتی کلاسز میں کل ۱۷۵ جماعتوں سے ۴۵۰ خدام و انصار نے حاضر ہو کر بھرپور استفادہ کیا۔ نماز۔ جمعہ۔ نماز جنازہ کے علاوہ تبلیغی کوچنگ دی گئی۔

مستقل تربیتی مرکز کا آغاز

جماعت احمدیہ پالا کرتی میں مکرم محمد باشاہ صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ پالا کرتی ضلع ورنگل نے تقریباً دو ایکڑ زمین صدر انجمن احمدیہ کے نام وقف کر کے رجسٹری کروائی۔ اس زمین میں تین سال قبل مرکزی اخراجات پر ایک تربیتی ہال تعمیر کیا گیا تھا۔ ہر تین ماہ میں ایک بار یہاں ۱۵ دنوں کیلئے تربیتی کلاس منعقد کی جاتی ہے۔

مکرم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب نگران اعلیٰ و صوبائی امیر آندھرا کی ہدایت کے مطابق اس تربیتی ہال میں مورخہ 3.9.01 کو ایک مستقل تربیتی مرکز کا آغاز خاکسار کی زیر صدارت ہوا۔ اس کلاس میں فی الحال ۲۵ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں جو کہ ماہ اگست ۲۰۰۲ میں قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

جماعتوں میں تعداد

صوبہ آندھرا پردیش میں ماہ جولائی ۲۰۰۱ء تک جماعتوں کی کل تعداد ۲۲۴۷ ہے ان میں سے سرکل ورنگل کے تحت ۸۷۰ سرکل گوداوری کے تحت ۸۵۰ سرکل نلگنڈہ کے تحت ۲۶۵ اور سرکل کاماریڈی کے تحت ۲۱۵ دیگر ۴۷ جماعتیں ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان تمام جماعتوں سے مبلغین و معلمین کرام نیز داعیان الی اللہ وقتاً فوقتاً ان جماعتوں کا دورہ کر کے تعلقات قائم رکھتے ہیں۔ اور عام جلسوں میں تربیتی کلاسز میں ان لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے۔

تعداد مساجد و مشن ہاؤسز

۱۹۸۰ء سے صوبہ آندھرا پردیش میں اب تک مختلف اضلاع میں جماعت احمدیہ میں ۴۰ گاؤں مع مساجد شامل ہوئے ہیں اور مرکزی اخراجات پر اب تک کل ۳۰ مساجد کو تعمیر کیا گیا ہے۔ اس طرح صوبہ آندھرا میں کل ۷۰ مساجد ہیں مساجد کے تعلق سے یہ امر قابل ذکر ہے کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں اور معاندت میں غیر احمدی علماء اور لوگ گاؤں میں مساجد تعمیر تو کر دیتے ہیں مگر ایک نظام کے تحت اساتذہ کو نہیں رکھ پاتے ہیں اس طرح مساجد خالی رہتی ہیں اور گاؤں کے لوگ دوبارہ جماعت احمدیہ کے معلم صاحب سے تعلق قائم کرتے ہیں اور اس طرح مسجد بھی جماعت احمدیہ کو حاصل ہوتی ہے۔ اس وقت صوبہ آندھرا پردیش میں کل ۸۷ مشن ہاؤسز قائم ہیں جن کے ذریعہ تبلیغ و تربیت کے کاموں کو نہایت تیزی کے ساتھ چلایا جا رہا ہے۔

تعداد مبلغین و معلمین

اس وقت صوبہ آندھرا پردیش میں کل ۹ مبلغین ہیں جبکہ ۴۷ معلمین ہیں اور ۲۲ عارضی معلمین خدمت سلسلہ بجا لا رہے ہیں اس طرح کل ۷۸ مرکزی مبلغین و معلمین دن رات اشاعت اسلام و قرآن کریم میں ہمہ تن مصروف ہیں ان ہی کے ذریعہ امسال بیعتوں کا ٹارگٹ بفضلہ تعالیٰ پورا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ تمام مبلغین و معلمین کرام کو اجر عظیم عطا فرمائے اور مخالفین کے ناپاک منصوبوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

وقار عمل

امسال تعمیر کی جانے والی ۷ مساجد میں مقامی احباب جماعت نے وقار عمل کے ذریعہ تقریباً ایک لاکھ ستر ہزار روپے کی بچت کی ہے اور مثالی وقار عمل میں حصہ لیا ہے۔

ہومیو پیتھی فری کلینک

اس وقت صوبہ آندھرا پردیش میں کل ۱۲ ہومیو پیتھی فری کلینک خدمت خلق میں ہمہ تن مشغول ہیں ان میں سے ۳ حیدر آباد میں ۴ سرکل ورنگل میں اور ۴ سرکل گوداوری میں اور ایک سرکل کاماریڈی میں چل رہے ہیں ان کلینک کے ذریعہ بنیادی ادویات بلا لحاظ مذہب و ملت عوام الناس کو دی جاتی ہیں اس طرح مقامی عوام کو جماعت احمدیہ سے واقفیت حاصل ہو رہی ہے اور انسیت پیدا ہو رہی ہے دعا ہے کہ اس طریقہ سے بھی جماعت احمدیہ کی ترقی ہو۔ آمین بعض طویل امراض ان معمولی ادویات سے درست ہو رہی ہیں اور لوگ تعجب خیز انداز میں شفا پا رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

نو مبائعین کے علاقوں سے
مبلغین و معلمین کی تعداد

نو مبائعین کے علاقوں میں سب سے پہلے معلم مکرم مولوی عبد الستار صاحب سبحانی آف کنڈور ہیں جبکہ سب سے پہلے مبلغ مکرم مولوی عبد السلام صاحب مبلغ سلسلہ سرکل انچارج گوداوری ہیں جو کہ ۱۹۹۲ء میں فارغ التحصیل ہوئے ہیں اور سب سے پہلے حافظ قرآن کریم ہونے کا شرف خاکسار کو حاصل ہوا ہے۔

اس وقت نو مبائعین میں سے دو مبلغ اور ۲۴ مستقل معلمین اور ۲۰ عارضی معلمین خدمت سلسلہ بجا لا رہے ہیں ان میں سے چند کرناٹک اڑیسہ مہاراشٹر اور صوبہ جھارکھنڈ میں خدمت سلسلہ میں مصروف عمل ہیں۔۔ نیز اس وقت مدرسہ احمدیہ اور مدرسۃ المعلمین قادیان میں تقریباً ۸۰ سے زائد طلباء زیر تعلیم ہیں اس موقع پر یہ امر قابل ذکر اور ایمان افروز ہے کہ مورخہ ۲۹ جولائی ۲۰۰۱ کو قاضی پیٹھ ریلوے سٹیشن سے تقریباً ۶۰ طلبا قادیان کیلئے روانہ ہوئے صبح ۹ بجے گاڑی تھی چنانچہ غیر احمدی نوجوان صبح سے ہی ریلوے سٹیشن میں جمع ہو کر جماعت کے خلاف لٹریچر تقسیم کرنے لگے جانے والے طلباء اور ان کے والدین یا اقرباء کو عجیب و غریب رنگ میں خوف دلانے لگے۔ جب نہ مانے تو ڈرانے اور دھمکانے لگے ایسے وقت میں خاکسار مجبور ہو کر پولیس والوں سے رابطہ قائم کر کے ایسے تمام اشرار کو ریلوے سٹیشن سے باہر نکلوایا ریلوے

سٹیشن میں تقریباً ۱۵۰ افراد جماعت احمدیہ کے موجود تھے اس ہجوم کو دیکھ کر غیر احمدیوں کے دلوں پر سانپ لوٹنے لگے تعصب اور جلن سے ان کے دل جل کر راکھ ہونے لگے اور خاص ورنگل شہر کے طلباء بھی اس وقت قادیان میں زیر تعلیم ہیں

چندہ جات

اپریل ۲۰۰۰ سے مارچ ۲۰۰۱ تک نومبائعین سے چندہ عام کل-/98500روپے وصول ہوئے جبکہ وقف جدید تحریک جدید اور خدام الاحمدیہ کے چندے ساٹھ ہزار روپے سے زائد ہیں اس طرح کل 158500روپے کے چندے وصول ہوئے ہیں۔ امسال کیلئے صوبہ آندھرا پردیش کو 50,0000روپے کا ٹارگٹ موصول ہوا ہے۔ ان میں سے اب تک پچاس ہزار روپے سے ہیں۔ چندے وصول ہو چکے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو مقررہ ٹارگٹ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

نظارت اصلاح و ارشاد قادیان اور نظامت وقف جدید بیرون کی جانب سے اس وقت صوبہ آندھرا پردیش کے مختلف اضلاع و شہروں میں 56 کے تعداد میں ڈش اینٹینا ہیں جبکہ افراد جماعت کے ذاتی ڈشوں کی تعداد الگ ہے۔

ملینئم پروگرام

اس پروگرام کے تحت صوبہ آندھرا پردیش میں دس فیصد آبادی کو جماعت احمدیہ کا پیغام پہونچانا ٹارگٹ ہے۔ اس وقت صوبہ آندھرا کی کل آبادی سات کروڑ سے زائد ہے جس میں سے بارہ فیصدی مسلمانوں کی آبادی ہے یعنی ستر ہزار افراد کو جماعت احمدیہ کا پیغام پہونچانا ٹارگٹ کا مقصد ہے اس پروگرام کے تحت مندرجہ ذیل طریقوں سے اب تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہونچایا گیا ہے۔

اجلاسات:۔ جماعت احمدیہ تمڑ پلی ضلع ورنگل میں مورخہ ۱۶ جون ۲۰۰۱ کو جلسہ سیرۃ النبیؐ کا انعقاد عمل میں آیا۔ یہ جلسہ ہائی اسکول کے گراؤنڈ میں وسیع پنڈال میں ہوا جس میں قرب و جوار کی جماعتوں سے ۴۵۰ افراد اور گاؤں کے احمدی و ہندو حاضر ہوئے۔ جماعت احمدیہ کا سرلہ پہاڑ ضلع نلگنڈہ میں اور جماعت احمدیہ رائنہ پالم ضلع گوداوری میں اسی ماہ میں سیرۃ النبیؐ کے جلسے منعقد ہوئے ان جلسوں میں مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ایڈیشنل ناظم وقف جدید بیرون اور مکرم نگران صاحب اعلیٰ آندھرا بھی تشریف لائے اس کے علاوہ سرکل انچارج اپنی نگرانی میں مقامی اجلاسات منعقد کرتے رہے۔ اس طرح ان جلسوں کی کل تعداد ۵۰ سے زائد ہے۔ اور ان اجلاسات کے ذریعہ تقریباً ۱۰ ہزار افراد کو پیغام حق پہونچایا گیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اخبارات:۔ تربیتی کلاسز اور اجلاسات کی رپورٹ مقامی روزنامہ Eeanadu میں ضلعی اسٹیل میں 3 مرتبہ شائع ہوئے ہیں۔ اس طرح مشہور روزنامہ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا پیغام ۱۵ لاکھ افراد تک پہونچانے کی توفیق ملی ہے اس طرح کم وقت میں اور تین دن میں لکھو کھا افراد کو پیغام حق ملا۔ فالحمد اللہ علیٰ ذالک۔

تقسیم لٹریچر:۔ ہر ضلع میں مبلغین و معلمین کے کل ۱۸ وفد تیار کر کے ۲۳ ضلعی ہیڈ کوارٹروں میں اور ضلع میں موجود بڑے بڑے قصبوں میں جماعت احمدیہ کا انگریزی اردو اور تلگو لٹریچر تمام اقوام میں تقسیم کئے گئے ان ۱۸ وفود کے ذریعہ ایک ہفتہ کے پروگرام میں کل 75000 ہزار لٹریچر تقسیم کئے گئے ہندو اور بعض مسلمان طبقہ کے لوگ امن اور محبت کے ساتھ لٹریچر قبول کئے مگر شہر ورنگل ایلور اور سوریہ پیٹ کا ماریڈی میں کئی مخالفین عمداً شرارت پر اتر کر لٹریچر کو تقسیم کرنے میں رکاوٹ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ آمین

خطوط:۔ غیر احمدی علماء اور تعلیم یافتہ طبقہ کو نیز ہندو اہم اعلیٰ عہدیداروں کے پتہ جات حاصل کر کے شہر حیدرآباد میں مکرم سید طفیل احمد شاہباز مبلغ سلسلہ حیدرآباد نے جماعتی لٹریچر پوسٹ کروایا۔ اسی طرح اضلاع میں دیہاتوں کو قصبوں کو اور ضلعی ہیڈ کوارٹر میں عوام کو لٹریچر اور تبلیغی خطوط ارسال کئے گئے۔ جن کی کل تعداد ۵۰۰۰ سے زائد ہے۔

MTA حیدرآباد کے علاوہ ۴۰ جماعتوں میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگراموں کو باقاعدہ ہندو اور غیر احمدی احباب کو گھروں میں اور مشن ہاؤسز میں مدعو کر کے پروگرام دکھائے گئے ہیں اس طرح باقاعدہ گفتگو اور بالمشافہ طور پر جماعت احمدیہ کا پیغام ۱۸۰۰ افراد کو پہونچایا گیا۔

بیعت:۔ ماہ جولائی تک کل ۲۱۵۰۰۰ کا ٹارگٹ بیعت مکمل کیا گیا اس طرح اتنے افراد کو جماعت احمدیہ کا پیغام پہونچا کر بیعت بھی لیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا ذرائع سے اب تک صوبہ آندھرا پردیش میں ۱۳۷۴۰۸۰۰ افراد کو پیغام حق پہونچایا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو مقررہ ۱۰ فیصد ٹارگٹ کو جلد سے جلد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دورہ مرکزی نمائندگان

امسال تبلیغی و تربیتی پروگراموں کو تیز تر تیز کرنے کیلئے مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ بھارت اور مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اصلاح و ارشاد قادیان نے چاروں سرکل زون کا تفصیلی دورہ کیا۔ جبکہ چندے کے تعلق سے مکرم جلال الدین صاحب نیر ناظر بیت المال آمد قادیان نے حیدرآباد میں ایک میٹنگ بلوائی اور مکرم مولوی رفیق احمد صاحب مالاباری نائب ناظر بیت المال آمد قادیان نے چاروں سرکل زورن کا تفصیلی دورہ فرمایا

مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ایڈیشنل ناظم وقف جدید بیرون و نگران دعوت الی اللہ برائے آندھرا پردیش نے تکمیل ٹارگٹ کے سلسلہ میں کل تین مہینوں کا دورہ فرمایا۔ اور ہر وقت ہماری بہترین انداز میں رہنمائی فرماتے رہے۔

نیز چندہ عام کے انسپکٹر مکرم مولوی کے ناصر احمد صاحب وقف جدید و تحریک جدید نیز خدام الاحمدیہ کے انسپکٹر مکرم سید طارق مجید صاحب بھی وقتاً فوقتاً اس علاقہ میں دورہ کرتے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ صوبہ آندھرا کے تمام نومبائعین کو استقامت عطا فرمائے. آمین۔

بقیہ صفحہ: (23)

پاکیزہ ہیں اور جن کا مقصد حیات تلاش حق اور حصول نجات ہے۔

ہم کو کچھ جین سادھوؤں کی طرف سے استدعا کی گئی ہے۔ کہ ماہ بھادوں میں ان کے بارہ مقدس ایام میں جانوروں کا مارنا بند کیا جائے۔ حضور اینجانب ہر مذہب و ملت کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کیلئے حوصلہ افزائی فرمانا چاہتے ہیں۔ بلکہ ہر ایک ذی روح کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے اس درخواست کو منظور فرماتے ہوئے ہم حکم دیتے ہیں کہ ان بارہ ایام میں ہر سال کوئی جانور نہ مارا جائے بلکہ اس مقصد کیلئے کوئی تیاری ہی نہ کی جائے ہر سال اس قسم کا فرمان جاری نہ ہوگا۔ یہی فرمان دوامی تصور کیا جائے اس کی پوری پوری تعمیل کرنا ہر ایک فرد بشر کا فرض ہوگا۔ اس سے انحراف نہ کیا جائے۔

۱۲۔ شہنشاہ جہانگیر کی نسبت پہلے لکھا جاچکا ہے کہ وہ فقیر دوست تھے سوامی جگروپ میں اُن کی خاص عقیدت تھی۔ ایک جینی سادھو جے دیو سوامی کی خدمت میں آپ نے ایک نامہ ۱۹ شعبان ۱۰۲۷ھ کو لکھا جس میں خیر و عافیت پوچھنے کے بعد لکھا کہ جو خدمت ہو اس سے مطلع فرمایا جائے اور میری سلطنت کی ترقی و بہبودی کیلئے دعا فرمائی جائے۔

۱۳۔ شاہانِ مغلیہ نے ہندو سکھ اور جین مذہب کے مقدس مقامات کیلئے جو جاگیریں عطا کیں وہ اب تک قائم ہیں۔ اور اس جاگیر سے اُن پوتر مقامات کی حفاظت ہوتی ہے"

(صفحہ ۱۷۵۔ تا ۱۸۴)

اختتامیہ

جناب لالہ کانشی رام چاولہ لدھیانوی نے رحمۃ للعالمین ﷺ کے حضور عقیدت کے پھول پیش کر کے اور اسلامی رواداری کی سنہری اور شاندار تاریخ کا مختصر مگر جامع مرقع پیش کر کے ایک ایسا اعزاز حاصل کیا ہے جو مدتوں یا د رکھا جائے گا۔

بقیہ صفحہ: (32)

ہیں ان سے کہہ دیں کہ یہاں داعی اسلام کو گھنے جنگلوں میں سے پیدل گزرنا پڑتا ہے، وہ جو دودھ گھی وغیرہ سے تیار شدہ مٹھائیاں استعمال کرتے ہیں ان کو بتلائیں کہ خادمِ احمدیت کیلئے یہاں یہ چیزیں خواب ہیں۔ کیوں؟ محض اللہ کی خاطر اس کے رسولؐ کی خاطر، حفاظت و اشاعت اسلام کی خاطر۔ الفضل ۱۳/ جون ۱۹۲۱ء)

حضرت الحاج حکیم فضل الرحمان صاحبؓ

آپؓ بھی مغربی افریقہ کے ہی دوسرے مبلغ تھے جنہوں نے اپنے عزیزوں اور پیاروں سے دور رہ کر متواتر چودہ سال تک تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپؓ کی شادی کو ابھی ڈیڑھ سال گزرا تھا ۱۹۳۳ء میں آپ کو تبلیغ کیلئے مغربی افریقہ بھجوایا گیا ۱۴ سال کے بعد جب یہ مجاہد واپس لوٹا تو بڑھاپے میں قدم رکھ چکا تھا اور بچے جوان ہو رہے تھے۔ یہ سب قربانیاں محض اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کی خاطر تھیں۔ حضرت الحاج مولوی نذیر علیؓ صاحب کی شخصیت بھی کسی تعارف کی محتاج نہیں یہ بھی ان بزرگوں میں شامل ہیں جنہوں نے سالہا سال تک انتہائی مشکل اور کٹھن حالات میں مغربی افریقہ میں تبلیغ کے فرائض سرانجام دیئے اور اشاعت دین کرتے ہوئے سیرالیون میں ہی وفات پاگئے۔ اور وہیں "بو" کے مقام میں دفن کئے گئے۔

اس وقت جبکہ خلافت رابعہ کا بابرکت دور جاری و ساری ہے خدا تعالیٰ نے مالی لحاظ سے بھی جماعت احمدیہ کے مخلصین کو بڑھ کر خدمت دین کی توفیق عطا کی اور اس وقت کروڑوں روپے اشاعت اسلام کیلئے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں دنیا بھر میں پھیلی جماعت احمدیہ ۱۶۷ ممالک میں خرچ کر رہی ہے۔ اور اس کے بہترین نتائج برآمد ہو رہے ہیں امسال بھی جماعت احمدیہ کے مبلغین معلمین داعین الی اللہ اور دیگر مخلصین کی کوششوں سے کروڑوں لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلك فی نحورھم ونعوذبك من شرورھم۔

بقیہ صفحہ: (4)

مناسب انتخاب

حکمت کا ایک تقاضا یہ ہے کہ مناسب زمین کا انتخاب کیا جائے۔ دنیا میں بے شمار مخلوق ہے جسکو خداتعالیٰ کی طرف بلانا ہے۔ انسان نظری فیصلے سے یہ معلوم کرسکتا ہے کہ کن لوگوں پر نسبتاً کم محنت کرنی پڑے گی۔

بعض اوقات بعض احمدی بعض ایسے لوگوں کے ساتھ سر مارتے پھرتے ہیں جن کے متعلق انکی فطرت گواہی دیتی ہے کہ یہ ضدی اور متعصب ہیں۔ اور انکے اندر تقوی نہیں ہے۔ اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ خداتعالیٰ نے تو ہدایت کا وعدہ ان لوگوں سے کیا ہے جو تقوی رکھتے ہیں جن کے اندر سچائی کو سچائی کہنے کی ہمت اور حوصلہ ہے۔ (مسیح نے بھی کہا ہے میں سؤروں کے سامنے کس طرح موتی ڈالوں) سعید فطرت لوگوں کو چنیں ان میں سے بھی پہلے جرأت مندوں کو چنیں جو مردانہ صفات رکھتے ہیں...... جو خود مبلغ بن جائیں۔

مسلسل رابطہ رکھیں

پھر فصل کی نگہداشت کرنا بھی حکمت کا تقاضا ہے جب دعوت الی اللہ کرتے ہو یا کروگے تو بہت لطف اٹھاؤ گے پھر دوبارہ اس شخص کو تلاش نہیں کروگے اور اس سے دوبارہ نہیں ملو گے اور سہ بارہ اس سے نہیں ملو گے اور پھر چوتھی دفعہ اس سے نہیں ملو گے اور پھر پانچویں دفعہ نہیں ملو گے تو تم اپنے پھل سے محروم کردئے جاؤ گے کیونکہ وہ نیک اثر ابھی دائمی نہیں ہوا اسی لئے جب تک وہ تمہارا نہیں ہو جاتا تمہیں مسلسل اسکی طرف توجہ کرنی پڑے گی اگر توجہ نہیں کروگے تو تمہاری محنتیں ضائع ہوتی چلی جائیں گی۔

دعاؤں سے آبیاری

جب تک کسی کھیتی کی آبیاری نہ کی جائے اس وقت تک وہ پھل نہیں دے سکتی۔ اور پانی دینے کے دو طریق ہیں۔ ایک دنیا میں علم کا پانی جو آپ دیتے ہیں لیکن اصل پھل اس فصل کو لگتا ہے جسے آسمان کا پانی میسر آجائے اور وہ آپ کے آنسوؤں کا پانی ہے جو آسمان میں تبدیل ہوتا ہے۔ اگر محض علم کا پانی دیکر آپ کھیتی کو سینچیں گے تو ہرگز توقع نہ رکھیں کہ اسے بابرکت پھل لگے گا۔ اور لازماً دعائیں کرنی پڑیں گی۔ لازماً خداتعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرنی ہوگی اس سے مدد چاہنی ہوگی۔ اور اسکے نتیجہ میں درحقیقت یہ مومن کے آنسو ہی ہوتے ہیں جو باران رحمت بنا کرتے ہیں۔ موعظۂ حسنہ، حکمت کو پہلے رکھا پھر فرمایا موعظۂ حسنہ سے کام لو، موعظۂ حسنہ دلیل کے علاوہ ایک صاف اور سچی اور پاکیزہ نصیحت ہوتی ہے۔ جو اپنے اندر ایک دلکشی رکھتی ہے۔ اور اسکا کسی فرقہ وارانہ اختلاف سے کوئی کام نہیں ہوتا۔ یہ براہ راست دل سے نکلتی ہے اور دل پر اثر کر جاتی ہے۔ پس دلیلوں کا نمبر بعد میں آئے گا۔ ہمیشہ بات موعظۂ حسنہ سے شروع کرو تم لوگوں کو یہ بتایا کرو کہ بھائی مجھے تم سے ہمدردی ہے تم لوگ ضائع ہو رہے ہو۔ یہ معاشرہ تباہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ تباہ ہو رہا ہے اس پر غور کرو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے آتے ہیں اور بلا کر چلے جاتے ہیں میں تمہیں پیغام دیتا ہوں آنے والا آگیا ہے تم اسکو قبول کرو۔

اس لئے قرآن کریم کہتا ہے کہ بحث میں جلدی نہ کرو۔ حکمت کے ساتھ موعظۂ حسنہ شروع کرو تاکہ لوگ جان لیں کہ تم انکے ہمدرد اور سچے ہو۔ لوگ سمجھ لیں کہ تمہیں صرف اپنی ذات سے دلچسپی نہیں انکی ذات میں بھی دلچسپی ہے۔

مجادلہ

باوجود موعظۂ حسنہ کے لوگ آپ سے لڑنے کے لئے تیار ہوں گے۔ فرمایا اس وقت بھی ہم تمہیں ہدایت کرتے ہیں کہ مقابلہ کرو اور پیٹھ نہ دکھاؤ...... اب تم تیار ہو جاؤ تمہارا پورا حق ہے کہ تم اپنی پوری قوت اور پوری شدت کے ساتھ ان لڑنے والوں کا مقابلہ کرو لیکن مقابلہ جبر سے نہیں کرنا فرمایا "جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" اب بھی بدی کے ساتھ مقابلہ حسن کا ہی ہوگا۔ وہ بدی لیکر آئیں گے تم نے اس کی جگہ حسن پیش کرنا ہے۔ وہ تمہاری برائی چاہیں گے تم انکی اچھائی چاہو گے۔ وہ کمزور دلیلیں دیں گے تم ان سے زیادہ قوی اور طاقتور اور دلکش دلیلیں نکالا کرنا اور ہر مقابلہ کی شکل میں تم حسن کے نمائندہ بن جانا اور وہ نفرت اور بدی کے نمائندہ بن جائیں گے۔

صبر

"وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ" کہ یاد رکھو اگر تم صبر سے کام لو تو اللہ تعالیٰ تمہیں بتاتا ہے کہ صبر کرنے والے زیادہ کامیاب ہوا کرتے ہیں۔ اور صبر کرنے والوں کا اپنے لئے یہی اچھا ہوتا ہے کہ وہ بدلہ نہ لیا کریں خصوصاً دینی مقابلوں میں اور ہر معاملے میں صرف نظر سے کام لیتے چلے جائیں اور اپنی برداشت اور حوصلے کے پیمانے بڑھاتے چلے جائیں "اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ" جو واحد سے شروع ہوا تھا اس نے اجتماعیت اختیار کرلی۔ اسی لئے میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ تبلیغ کا یہ کام صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک محدود نہیں بلکہ آپ کے ماننے والوں پر بھی یہ فرض ہے۔

"وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ"۔ فرمایا اے محمد صلعم تجھے ہم یہ نہیں کہتے کہ اگر تو چاہے تو بدلہ لے لے اور چاہے تو صبر کرلے۔ تیرے لئے یہ ارشاد ہے "وَاصْبِرْ" کہ تو نے صبر ہی کرنا ہے فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو صبر ہی کرتا چلا جا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تو پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کر رہا ہے۔ بس اس راستے سے کبھی ہٹنا نہیں۔ کیونکہ یہی بہترین راستہ ہے۔ صبر دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک غصہ کا صبر اور ایک غم کا صبر۔ فرماتا ہے "وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ" وہ غصہ والا صبر نہیں وہ تو غم والا صبر ہے۔ غصہ تو حضرت محمد صلعم کے قریب بھی نہیں پھٹکتا...... پس ہم نے اس کی پیروی کرنی ہے۔ جس کے صبر میں غصہ کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ وہ تو سگی ماں والا صبر کرنے والا انسان ہے۔ بلکہ ان سے بھی بڑھ کر صبر کرنے والا وہ ان لوگوں کے غم میں اپنی جان ہلکان کر رہا ہوتا ہے جو اسکی بات کو نہ مان کر اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تحزن علیھم ☆......☆

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مکرم ظہیر الدین صاحب قمر اور مکرمہ مبارکہ روضی قمر صاحبہ آف موروڈن انگلستان کو شادی کے قریباً ۵ سال بعد ۹ر ستمبر ۲۰۰۱ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 'شائزہ' تجویز فرمایا ہے۔ بچی تحریک وقفِ نو میں شامل ہے۔ نومولودہ خواجہ رشید الدین قمر صاحب آف موروڈن انگلستان کی پوتی اور مکرم ڈاکٹر مرزا محمد اقبال صاحب آف قادیان کی نواسی ہے۔ احباب کرام سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی سے نوازے اور خادم دین بنائے۔ آمین (اعانت بدر -/۱۰۰۰ روپئے) (خواجہ رشید الدین قمر)

قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیر انتظام احمدیہ کمپیوٹر سینٹر فار ایجوکیشن کا افتتاح ۷ اکتوبر کو ایوان خدمت میں ہوا۔ اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان خطاب فرماتے ہوئے سٹیج پر محترم مولوی محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت رونق افروز ہیں۔ مہمان خصوصی جناب نتھا سنگھ دالم وزیر تعلقات عامہ پنجاب کمپیوٹر سینٹر کا جائزہ لیتے ہوئے۔ مکرم نعمت اللہ خان صاحب کمپیوٹر انجینئر وزیر موصوف کو انسٹی ٹیوٹ کے بارے تعارف کراتے ہوئے۔

7 تا 22 جون 2001 پنجاب ہماچل ہریانہ کے نو مبائعین طلبا کی پندرہ روزہ تربیتی کلاس زیر انتظام نظارت اصلاح وارشاد قادیان لگائی گئی جس میں ہر سہ صوبہ جات کے 250 طلباء نے شرکت کی اس موقعہ پر ہوئی اختتامی تقریب میں محترم مولوی محمود احمد خادم نگران تربیتی کلاس تقریر کر رہے ہیں۔ سٹیج پر دائیں سے بائیں مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ ہریانہ مکرم چوہدری محمد عارف صاحب قائمقام ناظر اصلاح و ارشاد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم نگران پنجاب و ہماچل۔ مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت رونق افروز ہیں۔

۹ ستمبر ۲۰۰۱ کو ایک جماعتی وفد جناب پرکاش سنگھ صاحب بادل وزیر اعلیٰ پنجاب سے بعض جماعتی مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے۔ دائیں سے مکرم محمد عارف صاحب ناظر بیت المال خرچ۔ مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد۔ مکرم سعادت احمد صاحب جاوید ایڈیشنل ناظر برائے امور خارجہ۔

اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کے ڈاکٹر صاحبان مفت ادویہ تقسیم کرتے ہوئے۔

چانہ ہماچل پردیش میں 8.4.01 کو جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد ہوا۔ اس کا ایک منظر۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs./-200
Foreign
By Air : 20 Pound of 40 $ U.S.A.
60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20 $ U.S.A.

Tel. Fax : (0091) 01872-20757
Tel Fax : (0091) 01872-21702

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab (India)

Vol - 50 | Thursday | 1/8th Nov 2001 | Issue No.: 44/45

احمدیہ مسلم مشن بنارس۔ فوٹو۔ مرسلہ مکرم مولوی سیدقیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ

لکھنؤ میں احمدیہ انسٹی ٹیوٹ آف ریلیجس سٹڈیز کی عالیشان عمارت کا ایک منظر اسی سال ماہ اگست سے اس میں تعلیم و تربیت کا کام شروع ہو چکا ہے۔ (فوٹو مرسلہ۔ چوہدری نسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ یوپی)

The First ISLAMIC Digital Satellite Channel

BROADCASTING ROUND THE CLOCK

AUDIO FREQUENCY	
ENGLISH	: 7.02 Mhz
ARABIC	: 7.20 Mhz
BENGALI	: 7.38 Mhz
FRENCH	: 7.56 Mhz
TURKISH	: 8.10 Mhz
INDONESIAN	: 7.92 Mhz
RUSSIAN	: 7.92 Mhz

DIRECTION	:	100.5⁰ East
FREQUENCY	:	3660 Vertical
SYMBOL RATE	:	27500
FEC	:	3/4
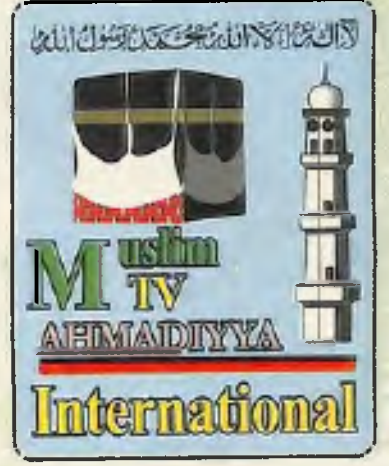
☆- آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ اب آپ کا پسندیدہ ٹی وی چینل مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹر نیشنل ڈیجیٹل ہو چکا ہے۔ الحمد للہ۔

☆- اگر آپ خود یا اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔

☆- اگر آپ موجودہ فحاشی سے بھرپور ٹی وی چینلز سے بچ کر اپنی اور اپنے بچوں کی اخلاقی و روحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ

ہی دیکھئے۔ اس میں نماز سکھانے۔ قرآن مجید سکھانے کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے درس القرآن۔ ترجمۃ القرآن و ہومیو پیتھی کلاس اور مجالس عرفان نشر ہوتی ہیں۔

علاوہ ازیں زبانیں سکھانے اور کمپیوٹر و سائنس سے متعلق دیگر معلومات سے بھرپور پروگراموں سے بھی آپ استفادہ کر سکتے ہیں۔

☆- جماعتِ احمدیہ کا عربی رسالہ التقوی' لنڈن۔ انٹر نیشنل الفضل لندن۔ جماعتی کتب اور دیگر معلومات Computer Internet پر دیکھ سکتے ہیں۔ جس کا نمبر اوپر دیا گیا ہے۔

☆- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات۔ ہومیو پیتھک کلاسز اور دیگر ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ جات پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ : ایم ٹی اے کی جملہ نشریات کاپی رائٹ C قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلاف قانون ہے۔

MTA International
P.O. Box. 12926, London SW 18 4ZN
Tel. : 44-181 870 8517 Fax : 44-181-874 8344
Website : http://www.alislam.org/mta

MTA QADIAN
NAZARAT NASHRO - ISSHAAT
Qadian - 143 516
Ph.: 01872-20749 Fax : 01872-20105